ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
اپریل 2025ء جلد نمبر 26 شمارہ نمبر 04

اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کی اچھی تربیت کرو

ہمارا ہتھیار تو صرف دعائیں ہیں

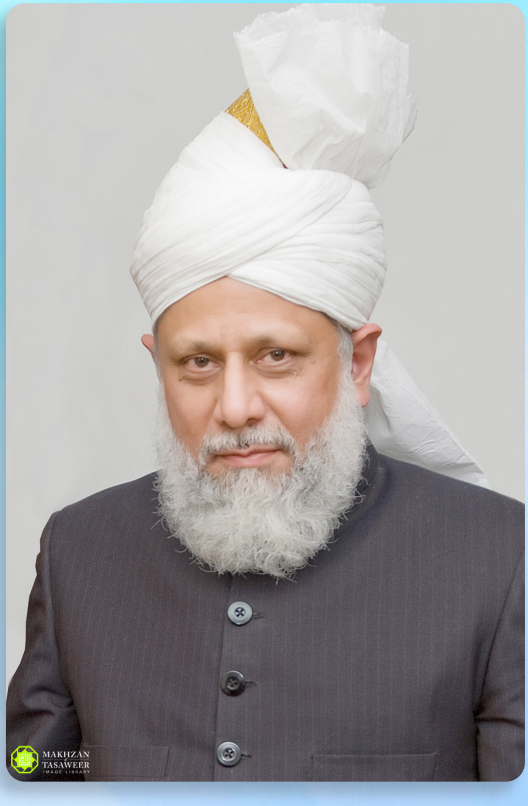

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اپریل 2025ء میں پاکستان میں احمدیوں کی حالیہ مخالفانہ لہر کے پیش نظر دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”اس وقت میں پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی خاص طور پہ دعا کے لیے کہنا چاہتا ہوں۔خود پاکستانی احمدی بھی اپنے لیے دعا کریں، اور جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ درود کی طرف توجہ کریں اور دو سو مرتبہ پڑھا کریں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اس وقت اس طرف جتنی توجہ کر سکتے ہیں ہونی چاہیے۔ اگر ہم دعا کا حق ادا کرتے ہوئے دعاؤں کی طرف توجہ دیں گے تو پھر ہی کامیابی ہے۔... جتنی توجہ دینی چاہیے تھی وہ توجہ دی نہیں جا رہی۔... ہمارا ہتھیار تو صرف دعائیں ہیں اس بارے میں مَیں کئی بار بیان کر چکا ہوں۔حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات بیان کر چکا ہوں۔... دعائیں ہی ہیں جو ہماری کامیابی کا حل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی دے اور ہم دعا کا حق ادا کرنے والے بنیں۔

آج کراچی میں ایک واقعہ بھی ہوا ہے۔ بلوائیوں نے، دہشتگردوں نے، اسلام کے نام پر ہیں لیکن ہیں دہشتگرد ہی، ہماری مسجد پہ حملہ کیا ہے اور ایک احمدی کو شہید بھی کر دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کی پوری تفصیل تو ابھی نہیں ملی۔ تفصیل آئے گی تو بیان بھی ہو جائے گی ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کی پکڑ کے جلد سامان فرمائے، آمین۔“

(بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل لندن آنلائن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اداریہ

وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ

کسی بھی قوم کی زندگی، مضبوطی اور طاقت کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ اس میں ہر سطح پر ہر شخص کے قائمقام ساتھ کے ساتھ پیدا ہوتے چلے جائیں گویا زندہ قومیں اپنی حفاظت اپنی نسلوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے ذریعہ کیا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ میں ہر عمر کے فرد جماعت کی تعلیم و تربیت کا خصوصی انتظام موجود ہے۔ بچے والدین کی گود سے نکلتے ہیں تو مجلس اطفال الاحمدیہ کی تنظیم ان کا اِستقبال کرتی ہے اور پندرہ سال کی عمر تک بچے کو ذہنی، جسمانی اور علمی لحاظ سے تیار کر کے مجلس خدام الاحمدیہ کے سپرد کر دیتی ہے جو اس کی پختگی کی عمر تک تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتی ہے۔ اور جب وہ جوانی کی منازل طے کر کے بڑھاپے کی طرف بڑھتا ہے تو مجلس انصار اللہ اس کا سہارا بن جاتی ہے۔ اس طرح سے تعلیم و تربیت کا عمل مہد سے لحد تک جاری رہتا ہے۔ تمام عمر پر محیط اس انتظام و انصرام سے جو افرادِ جماعت منسلک ہو جاتے ہیں، وہ دینی ہی نہیں دنیوی اعتبار سے بھی کامیاب زندگی گزارتے ہیں۔

بچوں کی تعلیم و تربیت اس جماعتی نظام کے ساتھ ساتھ ہر فردِ جماعت کا اِنفرادی فرض بھی ہے کہ وہ اس ضمن میں اپنا کردار ذمہ دارانہ طور پر ادا کرے۔ تعلیم و تربیت کے لئے عملی اقدامات کے ساتھ ساتھ دعا ایک نہایت ضروری اور اہم ذریعہ ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اُسوہ ہمارے سامنے ہے کہ آپ نے ہر موقع پر اپنی ذریّت کے لئے گہری تڑپ کے ساتھ دعائیں کی ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اولاد کے لئے دعائیں سکھائی گئی ہیں جن میں سے ایک ''وَ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ'' بھی ایک جامع دعا ہے۔ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعائیہ رنگ میں اپنی ایک تمنّا خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہوئے ہم سب کے لئے ایک نہایت شاندار معیار مقرر فرما دیا ہے۔

یہ ہو مَیں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آئے وقت میری واپسی کا

حضور علیہ السلام کی یہ خواہش اور دعا ہی نہیں ہے بلکہ زندگی بھر کی ایک جہدِ مسلسل کا عنوان ہے جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ صالحین کی وہ جماعت تیار ہو گی جس کا تصوّر حضور علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کے قیام کے وقت پیش فرمایا تھا اور جس کے لئے حضورؑ کے بعد آپ کے خلفائے عظام کوشاں رہے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ آج ہمارے پیارے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کوششوں کا بھی یہی محور ہے۔

ہم جو خلافت حقّہ اسلامیہ احمدیہ کی محبّت و اطاعت کا دم بھرنے والے ہیں ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ خلیفہ وقت جو بار بار ہمیں بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دلا رہے ہیں، ان کی آواز سنیں اور اس پر دل و جان سے لبّیک کہتے ہوئے اپنی اولاد کی خاطر اپنی دلچسپیوں کو قربان کرتے ہوئے ان کی اعلیٰ تربیت میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس طرح سے ہم اپنے اِس روحانی باپ کے لئے بھی قرّۃ العین بن جائیں گے اور اپنے حقیقی اثاثے کو محفوظ کرنے والے بھی بن جائیں گے۔

اللہ کرے کہ ہم سب اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالہ سے اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور انہیں احسن رنگ میں ادا کرنے والے ہوں اور جب ہم میں سے کسی کی بھی واپسی کا وقت آئے تو سرخ رُو ہو کر اپنے خالق و مالک کے حضور حاضر ہونے والے ہوں، آمین۔

اخبار احمدیہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ماہنامہ — جرمنی

شوال 1446 ہجری قمری | اپریل 2025ء | جلد نمبر 26 | شمارہ نمبر 04 | شہادت 1404 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ
06	منظوم کلام: وہ ہوں میری طرح دیں کے مُنادی
07	خطبہ جمعہ: بچوں کو اپنا سب سے بڑا سرمایہ سمجھیں
13	مقدس گود میں بچوں کی تربیت
15	یہ ہو، میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
18	تعارف کتب: منہاج الطالبین
19	عصر حاضر میں تربیت اولاد کے چیلنجز اور ان کا حل
23	وقف زندگی سے میدان عمل تک
27	اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
29	سنّت اور حدیث کا فرق
32	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا
36	جماعتی سرگرمیاں: جرمنی میں جلسہ ہائے یوم مسیح موعود علیہ السلام
39	جماعت احمدیہ جرمنی میں نماز کسوف کی ادائیگی
42	جماعتی سرگرمیاں: جرمنی میں رمضان المبارک اور عید الفطر کی رونقیں
43	آدھی صدی کا سفر
44	تاریخ جرمنی
46	یاد رفتگان: ایک دیوانے کی یاد میں
48	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیا لگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

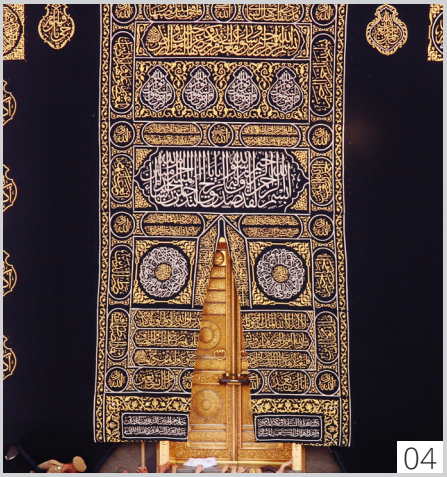
04

19

13

24

15

07

39

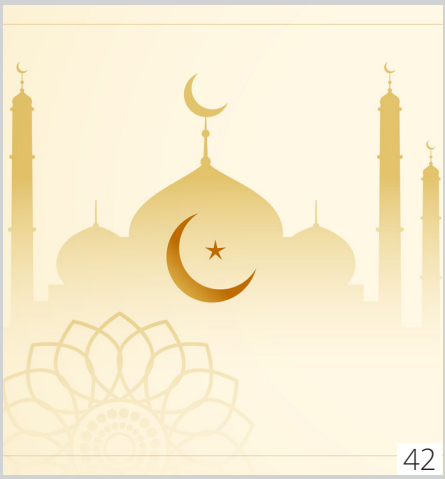
42

27

46

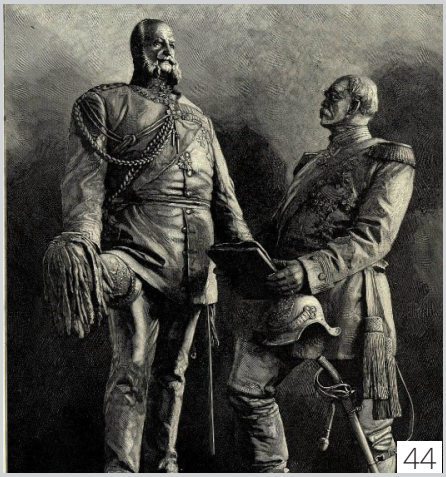
44

22

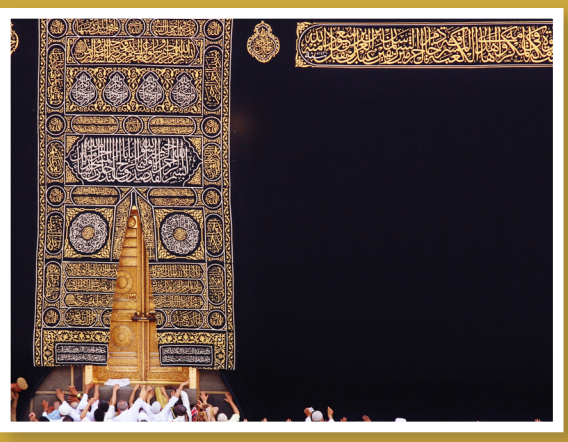

قال اللہ جل جلالہ

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاۡمُرۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَانۡہَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَاۤ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ۔ وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمۡشِ فِی الۡاَرۡضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ ۔ (سورۃ لقمان:19-18)

اے میرے پیارے بیٹے! نماز کو قائم کر اور اچھی باتوں کا حکم دے اور ناپسندیدہ باتوں سے منع کر اور اُس (مصیبت) پر صبر کر جو تجھے پہنچے۔ یقیناً یہ بہت اہم باتوں میں سے ہے۔ اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پُھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

قال النبی ﷺ

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ قَالَ:
مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ۔

(ترمذی ابواب البر و الصلۃ باب فی ادب الولد)

حضرت ایوب اپنے والد اور پھر اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ (الاحقاف:16) میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 456)

اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمّل اور بُردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے کہ کسی وقت مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے۔ مگر مغلوب الغضب اور سُبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفّل ہو۔ جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوزِ دل سے دُعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرالیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 4 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''بچوں کو مارنا اچھا نہیں۔ اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ بھی آیا ہے۔ جب شریعت نے ان کو مکلّف نہیں کیا تو ہم کون جو مکلّف کریں۔ اولاد کے نیک بنانے کے لئے دعائیں کرو۔ میری اور میرے بھائی بہنوں کی تربیت زدوکوب کے ذریعہ سے نہیں ہوئی۔ میرے والدین ہم سب پر اور بالخصوص مجھ پر بہت ہی زیادہ شفقت فرماتے تھے۔ ہماری تعلیم کے لئے وہ کبھی بڑے سے بڑے خرچ کی بھی پروانہ کرتے تھے۔ میں نے اپنے والد یا والدہ سے کبھی کوئی گالی نہیں سنی۔ والدہ صاحبہ جن سے ہزاروں لڑکیوں اور لڑکوں نے قرآن شریف پڑھا ہے وہ اگر کسی کو گالی دیتی تھیں تو یہ گالی دیتی تھیں۔ ''محروم نہ جاویں یا نامحروم''۔ (مرقات الیقین فی حیات نورالدین صفحہ 194)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''تربیت کی طرف توجہ رکھنا ایک نہایت ہی ضروری چیز ہے۔ ہر گھر میں اولاد کی صحیح تربیت کرنا ماں باپ کے فرائض میں داخل ہے۔ جب وہ اپنے بچوں کی صحیح اور اعلیٰ تربیت کریں گے تو لازماً ایک ایسی نسل پیدا ہوگی جو اپنے بوجھوں کو آپ اٹھا سکے گی، جو دوسری معزّز قوموں کے سامنے اپنی گردن اٹھا کر بات کر سکے گی اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ملا کر بات کر سکے گی''۔ (خطبات محمود جلد 30 صفحہ 70 سال 1949ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''اسلام نے اس بات پر زور دیا ہے کہ بچے کو بچپن کی عمر میں ہی اسلامی تعلیم کی بنیادی باتیں سکھانا شروع کر دینا چاہئے جیسا کہ حضرت لقمان علیہ السلام کا بچے کو وعظ کے رنگ میں ان حقائق اور صداقتوں کی طرف متوجہ کرنا جو قرآنِ کریم کی صداقتیں اس زمانہ کے لوگوں کو دی گئی ہیں۔ اس طرح حضرت مریم علیہا السلام کا واقعہ ہے جس کا ذکر قرآنِ کریم میں ہے اور اسی قسم کے دوسرے واقعات ہیں جن میں اسلام کی بنیادی تعلیم کو بیان کیا گیا ہے۔ ان سب واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ بچے کو بچہ کہہ کر اس کی تعلیم اور تربیت سے غافل نہیں ہونا چاہئے''۔ (خطبات ناصر جلد دوم صفحہ 790)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

''بچوں کے ساتھ عزت سے پیش آنا بھی ایک لازمی امر ہے محض حکماً ان سے وہ کام کروانا جو آپ کے نزدیک ان کی دُنیا کے لئے بہتر ہیں یہ درست نہیں ہے۔ بہت سے ایسے ماں باپ ہیں جو بچوں کے لئے سب کچھ کرتے ہیں لیکن ڈانٹتے اس وقت ہیں جب وہ دُنیا سے روگردانی کر رہے ہوں۔ جب دین سے روگردانی کریں تو ہلکے منہ سے ان کو روکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بچوں کے ساتھ عزّت سے پیش آؤ یعنی ان کی اصلاح کرنی ہو تو نرمی اور پیار سے گفتگو کرو اور اچھی تربیت کرو اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے''۔

(خطبات طاہر جلد 17 صفحہ 454،455)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

''اپنی اولاد کی اگر صحیح تربیت نہیں کر رہے، اُن کی تعلیم پر توجہ نہیں ہے تو یہ بھی اُن کا قتل کرنا ہے۔ بعض لوگ اپنے کاروبار کی مصروفیت کی وجہ سے اپنے بچوں پر توجہ نہیں دیتے، اُنہیں بھول جاتے ہیں جس کی وجہ سے بچے بگڑ رہے ہوتے ہیں۔ اور یہ شکایات اب جماعت میں بھی پائی جاتی ہیں۔ مائیں شکایت کرتی ہیں کہ باپ باہر رہنے کی وجہ سے، کاموں میں مشغول رہنے کی وجہ سے، گھر پر نہ ہونے کی وجہ سے بچوں پر توجہ نہیں دیتے اور بچے بگڑتے جا رہے ہیں۔ خاص طور پر جب بچے teenage میں آتے ہیں، جوانی میں قدم رکھ رہے ہوتے ہیں تو اُنہیں باپ کی توجہ اور دوستی کی ضرورت ہے''۔

(خطبہ جمعہ 26/ جولائی 2013ء)

وہ ہوں میری طرح دیں کے مُنادی

مرے مولیٰ مری یہ اِک دُعا ہے
تری درگاہ میں عِجز و بُکا ہے

وہ دے مجھ کو جو اِس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے

مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لُوں وہ پارسا ہے

تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے اِن کو جو مُجھ کو دیا ہے

عجب مُحسن ہے تو بَحرُ الْاَیَادِیْ
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

نجات اِن کو عطا کر گندگی سے
برات ان کو عطا کر بندگی سے

رہیں خوشحال اور فرخندگی سے
بچانا اے خدا! بد زندگی سے

وہ ہوں میری طرح دیں کے مُنادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال
نہ آوے اِن کے گھر تک رُعبِ دجّال

بچانا اِن کو ہر غم سے بہرحال
نہ ہوں وہ دُکھ میں اور رنجوں میں پامال

یہی اُمید ہے دِل نے بتا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ
نہ آوے اِن پہ رنجوں کا زمانہ

نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ
مرے مولیٰ! انہیں ہر دم بچانا

یہی اُمید ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

نہ دیکھیں وہ زمانہ بےکسی کا
مصیبت کا، اَلَم کا، بےبسی کا

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا

بشارت تو نے پہلے سے سنا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(انتخاب از دُرِّثمین ’’بشیر احمد شریف احمد اور مبارکہ کی آمین‘‘)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

بچوں کو اپنا سب سے بڑا سرمایہ سمجھیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ فرمودہ مورخہ 27/جولائی 2024ء کا مکمل متن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق دی اور ہم اللہ تعالیٰ کے وعدے کو پورا ہوتا دیکھنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا ہوتا دیکھنے والے اور اس کی تصدیق کرنے والے بن گئے۔ پس یہ بات ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بنانے والی ہونی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری اس کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ذریعہ ہوتی ہے اور عبادت کا بہترین طریق اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نماز کی ادائیگی ہے۔ یعنی پانچ فرض نمازیں اور پھر نوافل۔

یہ حکم مردوں عورتوں دونوں کے لیے ہے۔ صحابیاتؓ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی سند حاصل کی ان کے متعلق تو روایات میں آتا ہے کہ عبادتوں میں بعض مردوں سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتی تھیں۔ ساری ساری رات عبادت کرتی تھیں اور دن میں روزے رکھتی تھیں یہاں تک کہ مردوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کو اس طرح عبادت سے روکنے کے لیے عرض کرنی پڑی کیونکہ اسلام ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دیتا ہے۔ بچوں کے بھی حق ہیں۔ گھر کے بھی حق ہیں۔ خاوند کے بھی حق ہیں جو ادا کرنے ضروری ہیں۔ اگر دن اور رات اس طرح عبادتوں میں مصروف رہیں تو یہ حقوق ادا نہیں ہو سکتے۔

پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ پرانی باتیں نہیں ہیں۔ اس زمانے میں بھی ایسی عورتیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو عطا فرمائی ہیں جو اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے والی ہیں۔ بہت ساری ایسی مثالیں ہیں لیکن اس وقت میں صرف حضرت اماں جان کی مثال دیتا ہوں۔ حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ جن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوسری شادی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوئی اور ان سے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مبشر اولاد دی یعنی وہ اولاد جس کی خصوصیات کا اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی آپؑ کو علم دے دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ اولاد ان خصوصیات کی حامل بن کر پیدا ہوئی ہے۔ بہرحال اس وقت میں حضرت اماں جانؓ کی عبادت کے

معیار اور باقاعدگی اور اس کی دوسروں کو تلقین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ آپؓ کو عورتیں ملنے آیا کرتی تھیں۔ آپؓ کے بارے میں اکثر عورتوں نے یہ بیان کیا کہ جب بھی ہم آپ کو ملنے جاتے تا کہ حضرت اماں جانؓ کے روحانی اور علمی مائدے سے فائدہ اٹھائیں۔ یہ مجلس عورتوں کی عام باتوں اور گپ شپ اور ایک دوسرے کے متعلق منفی باتیں کرنے کی مجلس نہیں ہوا کرتی تھی بلکہ روحانی اور علمی باتیں ہوتی تھیں اور روایات بیان کرنے والی کہتی ہیں کہ دورانِ مجلس جب اذان کی آواز آتی تو حضرت اماں جانؓ فوری وہ باتیں چھوڑ کر حالانکہ وہ باتیں دینی باتیں ہو رہی ہوتی تھیں، روحانی باتیں ہو رہی ہوتی تھیں لیکن سب باتیں ختم کر کے فرمایا کرتی تھیں کہ مَیں اندر جا کے نماز پڑھ رہی ہوں تم لوگ بھی نماز پڑھ لو اور پھر نماز سے واپس آ کر پوچھتیں کہ تم نے نماز پڑھی ہے؟ اکثر خواتین تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق رکھنے والی تھیں۔ بعض دفعہ بعض خواتین اپنے چھوٹے بچوں کی وجہ سے عذر بھی پیش کر دیتی تھیں۔ ایک خاتون ایسے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ حضرت اماں جانؓ اندر سے نماز پڑھ کر جب واپس آئیں تو پوچھا کہ نماز پڑھ لی؟ وہ خاتون کہتی ہیں کہ میری گود میں چھوٹا بچہ تھا اور بچے کے پیشاب وغیرہ کی وجہ سے شبہ تھا کہ میرے کپڑے گندے نہ ہوں تو میں نے کہا کہ مجھے شبہ ہے شاید بچے کی وجہ سے میرے کپڑے صاف نہ ہوں تو مَیں گھر جا کر نماز پڑھ لوں گی۔ اس پر حضرت اماں جانؓ نے بڑی ناراضگی کا اظہار کیا کہ اپنے نفس کے بہانوں کو بچوں پر نہ ڈالا کرو۔ بچے اللہ تعالیٰ کا انعام ہوتے ہیں ان کو انعام سمجھو اور انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں روک نہ بناؤ۔ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ یہ کوئی بہانہ نہیں ہے کہ میرے کپڑے گندے ہیں۔

(ماخوذ از سیرت حضرت اماں جانؓ از صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ صفحہ 22 شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

تو ایسی مائیں جو اس طرح کے عذر تلاش کرتی ہیں ان کے لیے نصیحت ہے کہ بچوں کو انعام سمجھیں اور بچوں کے بعد پہلے سے بڑھ کر اپنی عبادت کی طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے، وہ جب دیکھے کہ یہ بچہ میری عبادت میں روک بن رہا ہے تو پھر وہ واپس بھی لے سکتا ہے۔ یا پھر کسی ایسی مشکل میں عورت کو ڈال سکتا ہے جو ساری عمر کے لیے بے چینی کا باعث بنے۔ (اس موقع پر ڈیوٹی پر موجود ایک بچی گر گئی تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحبہ لجنہ کو فرمایا کہ دیکھ لیں اگر یہ کوئی مریضہ ہے تو پھر باہر لے جائیں)۔

پس بڑے خوف سے اور شکر گزاری کے جذبات سے لبریز ہو کر بچوں کی پیدائش کے بعد عبادتوں کی طرف ہر ماں کو توجہ دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ پہلے تم لوگ مرد اور عورت دونوں صحت مند بچے کی دعا مانگتے ہو۔ جب اللہ تعالیٰ بچہ دے دیتا ہے تو پھر اسے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں شریک بنا لیتے ہو۔ بچپن میں نہیں تو بڑے ہو کر بچے پھر ماں باپ کے مقابلے میں بھی کھڑے ہو جاتے ہیں اور دین سے بھی ہٹ جاتے ہیں۔ پھر لوگ خط لکھتے ہیں، افسوس کرتے ہیں کہ پتہ نہیں کیا ہوا، ہمارا بچہ بگڑ گیا۔ حالانکہ ان کو پتہ ہے کہ بچے کے بگڑنے کی وجہ ماں باپ کے رویے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے تعلق کی دُوری ہے اور ان کے دین کی تربیت کا صحیح حق ادا نہ کرنے کی وجہ ہے۔ اگر بچپن سے ہی بچوں کے لیے دعا کریں اور ان کے سامنے اپنے نمونے قائم کریں، اور جن ماؤں کے یہ نمونے ہوتے ہیں الا ماشاء اللہ ان کے بچے نیکیوں پر قائم ہوتے ہیں اور ماں باپ کے بھی اطاعت گزار ہوتے ہیں۔ پھر یہ بھی ہے کہ بچے جب ہوش کی عمر میں آتے ہیں تو ماں باپ کے نمونے بھی دیکھتے ہیں۔ اگر وہ ماں باپ نیک نمونے دکھانے والے ہیں، اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے والے ہیں، ایمان میں پختہ ہیں تو بچے بھی دین کی طرف مائل ہوتے ہیں ورنہ دور ہٹتے چلے جاتے ہیں۔

بچے سوال لکھ کر مجھے بھیج دیتے ہیں، پوچھتے بھی ہیں کہ ہم کیوں اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں؟ اگر ماں باپ نے بچپن سے ہی ان کے کان میں ڈالا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گزاری کے لیے اور شکر گزاری کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کی عبادت کریں اور پھر گھر کے ماحول کو بھی ایسا رکھیں کہ دینی سوالوں کے جواب دیں تو پھر یہ سوال بچوں کے دل میں پیدا نہ ہوں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب خود بھی ماں باپ علاوہ عبادتوں کی طرف توجہ دینے کے اپنے دینی علم کو بھی بڑھائیں لیکن عموماً دیکھا گیا ہے کہ اس طرف ماں باپ کی توجہ نہیں ہے۔ ایک دوسرے پر ذمہ داری ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

باپ کو پیسہ کمانے اور باہر کی دنیا سے دلچسپی ہے۔ اس کو اسی سے فرصت نہیں ہے اور ماں کو بھی، بہت ساری ایسی مائیں ہیں جن کو اپنی مجلسیں جمانے سے فرصت نہیں۔ ڈراموں اور فضول پروگراموں کو دیکھنے سے فرصت نہیں یا پھر یہ بھی ہے کہ آجکل کی دنیا میں کمانے کی، دولت کمانے کی جو دوڑ لگی ہوئی ہے اس میں یہ بھول جاتی ہیں کہ ہماری بنیادی ذمہ داریاں کیا ہیں اور دنیا کمانے کی طرف توجہ شروع ہو جاتی ہے۔ اگر قناعت ہو تو جو ملتا ہے اس میں بھی گزارا ہو سکتا ہے۔ بچوں کو اپنا سب سے بڑا سرمایہ سمجھیں۔ تو ایسی مائیں پھر بچوں کے حق بھی مار رہی ہوتی ہیں۔ جب بچے گھر آئیں تو ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں۔ اسی طرح عبادتوں کا حق ادا نہ کر کے اللہ تعالیٰ کا حق بھی مار رہی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حق بھی اس کا جو تقاضا ہے اس طرح ادا نہیں کر رہی ہوتیں۔

پس اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے لیے بھی اور اپنے بچوں کا مستقبل اور عاقبت سنوارنے کے لیے بھی دعاؤں کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ اس بات کو اپنے بچوں کے ذہنوں میں اچھی طرح راسخ کرنے اور بٹھانے کی ضرورت ہے اور یہ چیز ایک مومنہ مسلمان احمدی عورت کا وصف ہونا چاہیے ورنہ زمانے کے امام کو ماننے کے دعوے بالکل کھوکھلے ہیں۔

پس اپنے آپ کو جماعت میں شامل کرنے کے مقصد کو سامنے رکھیں۔ جماعت میں شامل ہوئی ہیں تو اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے اپنے خدا سے زندہ تعلق جوڑنے کی کوشش کریں۔

پھر یہی نہیں کہ صرف اپنا تعلق جوڑنا ہے بلکہ اپنے بچوں کا بھی تعلق جوڑنا ہے۔ لڑکے ہوں یا لڑکیاں ان کو خدا تعالیٰ کے قریب لانے والا بنانا ہے اور یہ اسی صورت میں ہے کہ بچوں سے بھی آپ کا ایسا دوستانہ تعلق ہو کہ وہ ہر بات آپ سے کریں۔ آجکل جس طرح دنیا میں لغویات سکھائی جارہی ہیں ان حالات میں ضروری ہے کہ ماں باپ کو بچوں کی ہر حرکت اور ہر مجلس کا علم ہو اور وہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب ان میں یہ اعتماد ہو کہ ہم اپنے ماں باپ سے بات کریں گے تو وہ ہماری باتیں سن کر ہماری اصلاح کے لیے ہماری بہتری کے لیے ہمیں سمجھائیں گے۔

بہرحال ان حالات میں اصلاح کے لیے ماں باپ کا کردار بہت اہم ہے جبکہ دنیا میں ہر طرف لغویات پھیلی ہوئی ہیں اور سکولوں میں بھی ایسا ماحول ہے جہاں بچے دنیاوی تعلیم تو بیشک حاصل کرتے ہیں لیکن لغویات کی طرف بھی ان کی بہت توجہ ہوتی ہے لیکن یاد رکھیں! اگر خود ہم اللہ تعالیٰ کو بھول گئے، ماں باپ نے اس کا حق ادا نہ کیا اور دنیا کے جھمیلوں میں پڑ گئے تو پھر اگلی نسل کی کوئی ضمانت نہیں۔ بعض عورتوں کے بڑے درد بھرے خط ہوتے ہیں، خود بھی آ کر بیان کر دیتی ہیں کہ سب بچے، لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی، مختلف برائیوں میں پڑ گئے ہیں اور معاشرے کی برائیوں کے اندر بہت زیادہ ڈوب گئے ہیں اور اس کی وجہ ایک یہ بھی ہوتی ہے کہ میاں بیوی کی آپس کی چپقلش ہے۔ دنیا کی باتوں میں الجھنے اور دین کو پیچھے کرنے کی وجہ سے آپس میں ان کی چپقلشیں ہوتی ہیں، خواہشات بڑھی ہوئی ہوتی ہیں، خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ ہر ایک اپنے حق کو فوقیت دے کر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ عورت کہتی ہے یہ میرا حق ہے، مرد کہتا ہے یہ میرا حق ہے اور نقصان بچوں کا ہو رہا ہوتا ہے اور یہ بھول جاتے ہیں کہ بچوں کے حقوق ادا کرنے کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپس میں مل جل کر ادا ہو سکتے ہیں۔ نہ عورت اس طرف توجہ دیتی ہے، نہ مرد اس طرف توجہ دیتا ہے۔

جب بچے بگڑ گئے تو پھر خیال ہوتا ہے کہ ہماری گھریلو ناچاقیاں ہیں لیکن جب یہ خیال آیا اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ پس دونوں کو اپنے مستقبل کے بارہ میں سوچنا چاہیے، بچوں کے مستقبل کے بارہ میں سوچنا چاہیے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بار بار نکاح کے وقت تقویٰ پر چلنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس میں، نکاح کے خطبہ میں، یہ بھی فرمایا کہ اپنے مستقبل کو دیکھو۔ اس طرف دیکھنے کی اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔

پس بعد میں رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط کر لیں تو ہم خود بھی بچ سکتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی بچا سکتے ہیں۔ خدا کرے کہ ہر ماں اپنے بچوں کے دل میں یہ بات میخ کی طرح گاڑ دے کہ بغیر خدا کے نہ ہماری دنیا ہے نہ عاقبت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو اور اس کی عبادت کر کے اپنی زندگی کے مقصد کو پہچانو۔ اگر دلوں میں یہ بات بیٹھ جائے تو پھر آپ بہت حد تک اس فکر سے آزاد ہو جائیں گی کہ باہر کے ماحول کے زیر اثر ہمارے بچے مذہب سے دور نہ ہو جائیں۔ بہرحال یہ ماؤں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہاں بچے پڑھ لکھ کر دنیاوی لحاظ سے قابل بن جائیں تو یہ کافی ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے، جب ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم حقیقی اسلام کی پہچان کرنے والے بنیں گے۔ تو ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ پھر ہم نے اس عہد کو پورا بھی کرنا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کر کے ہی ہم اپنے ایمان کی مضبوطی کا دعویٰ کر سکتے ہیں ورنہ اگر کمزور حالت ہے تو پھر اللہ تعالیٰ بھی پروا نہیں کرتا۔ پس بڑی توجہ اور خوف سے اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

نمازوں کی اہمیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ (العنکبوت:46) یعنی یقیناً نماز تمام بری باتوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کی جائے نہ کہ دنیا دکھاوے کے لیے اور نہ ہی گلے پڑا ایک فرض سمجھ کر اس کو اتارا جائے۔ جلدی جلدی نماز ختم کر لی۔ ایسی نمازیں کچھ فائدہ نہیں دیتیں بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کاہلی اور سستی سے ادا کی گئی نمازیں ہیں جو بغیر توجہ کے ادا کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے تو پھر ایسی نمازوں کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ہے۔ پس بہت خوف کا مقام ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں نے جنّ وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے لیکن ان کا حق بھی ہم نے ادا کرنا ہے۔ یہ عبادتیں اللہ تعالیٰ کے مقام کو بلند کرنے کے لیے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لیے نہیں کہا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کو کچھ حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا مقام اس سے بلند نہیں ہوتا بلکہ یہ عبادتیں خود اس عبادت کرنے والے کی دنیا و عاقبت کو سنوارنے والی ہوتی ہیں کیونکہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مجھے تمہاری عبادتوں کی ضرورت نہیں ہے بلکہ تمہیں ضرورت ہے۔ پس آپ جن کے ہاتھوں میں مستقبل کی نسلوں کو سنوارنے کی ذمہ داری ہے آپ کا کام ہے کہ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں۔ اپنے آپ کو بھی ایک خدا کی عبادت کرنے والا بنائیں اور اپنے بچوں کے لیے بھی اپنے نمونے قائم کرتے ہوئے ان کی بھی نگرانی کریں تا کہ ان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو۔ یہ دیکھیں کہ یہ تعلق پیدا ہو رہا ہے کہ نہیں۔ ہر موقع پر آپ کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بچوں کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کی عمر کے ساتھ ساتھ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ کس طرح ان کی دینی ماحول میں تربیت ہو رہی ہے اور کس حد تک ان کا دین سے تعلق پیدا ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو رہا ہے۔ بعض لوگ اظہار کرتے ہیں، خاص طور پر مائیں یہ اظہار کرتی ہیں کہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک عمر کے بعد بچے اس طرح دین کی طرف توجہ نہیں دیتے جس طرح پہلے دے رہے ہوتے ہیں۔ تیرہ چودہ پندرہ سال کی عمر میں لڑکے لڑکیاں بہت حد تک دین سے تعلق رکھنے والے ہوتے ہیں لیکن جب وہ جوانی کی عمر کو پہنچتے ہیں تو ایک دم جماعت سے بھی ہٹ جاتے ہیں، دین سے بھی ہٹ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے بھی دور ہو جاتے ہیں اور معاشرے کے گند میں پڑ جاتے

ہیں۔بعض بچے بلوغت کی عمر کو پہنچ کر جب یہاں کا قانون آزادی دے دیتا ہے تو گھروں سے نکل بھی جاتے ہیں، اس میں لڑکیاں بھی شامل ہیں، لڑکے بھی شامل ہیں۔ بہرحال یہ جو ماں باپ کہتے ہیں کہ پتہ نہیں کیا ہوتا ہے جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا اس کی وجہ یہی ہے کہ ماں باپ بچوں سے صحیح تعلق نہیں رکھتے اور ایک عمر کے بعد پھر بچے باہر کے ماحول سے متاثر ہو کر اپنی خاندانی عزّت اور وقار اور اپنے گھر کی عزّت اور وقار کو بھول جاتے ہیں، خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور یہی سمجھتے ہیں کہ جو باہر کی دنیا ہے وہی اصل دنیا ہے اور اسی کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں اپنی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ہوتی ہے لیکن اس کے لیے بھی دعا کرنے کی ضرورت ہے۔اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر ماں یا باپ یا ان میں سے کوئی ایک بھی اپنے نمونے قائم کر کے تربیت کی طرف توجہ نہیں دے رہا اور بچوں کے لیے دعا نہیں کر رہا تو پھر بچوں کے بگڑنے کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں۔ پس یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اس طرف ہمیشہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

پھر گھروں کے ماحول کو جب آپ پاک کر لیں گی تو پھر آپ اس کوشش میں بھی رہیں گی کہ زمانے کی لغویات اور فضولیات اور بدعات آپ کے گھروں پر اثر انداز نہ ہوں کیونکہ یہی چیزیں ہیں جو ان پاک تبدیلیوں کی کوششوں کو ختم کر دیتی ہیں، گھن کی طرح کھا جاتی ہیں۔ یہاں اس معاشرے میں جس کو آجکل تہذیب یافتہ معاشرہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہاں ترقی یافتہ ملکوں کی ہر چیز تہذیب یافتہ نہیں، بعض باتیں ایسی سکھائی جاتی ہیں جو آزادی کے نام پر تہذیب سے دور لے جانے والی ہیں، اخلاق سے دور لے جانے والی ہیں، برائیوں میں ڈالنے والی ہیں۔ یہی بعض لوگ جو یہاں کے بڑے ترقی یافتہ لوگ کہلاتے ہیں لہو ولعب میں پڑے ہوئے ہیں اور برائیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور ان برائیوں کو یہ آزادی سمجھتے ہیں۔ آزادیٔ خیال اور آزادیٔ ضمیر کے نام پر سڑکوں، گلیوں، بازاروں میں بیہودہ حرکتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ آجکل گرمی کے دن ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ نہ ہونے کے برابر لباس ہے۔ ان ننگے لباسوں کو یہ لوگ، یہ دنیادار تہذیب کہتے ہیں، آزادی کہتے ہیں اور فرانس وغیرہ میں تو اب اس کی پابندی ہے کہ اگر ہمارے ملکوں میں رہنا ہے تو ہماری طرح بنو۔کسی قسم کا حجاب بھی منع ہے۔ حالانکہ انہی ملکوں میں چند سو سال پہلے یا کچھ دہائیاں پہلے بھی شرافت تھی تو اکثریت ڈھکے ہوئے لباس پہنا کرتی تھی۔ ان کے لباس مناسب ہوتے تھے۔اب کہنے کو تو یہ کہتے ہیں کہ ہم بڑے تہذیب یافتہ ہیں، ہم ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہیں اور اس وجہ سے ہم بڑی ترقی کر گئے ہیں لیکن یہ ننگ جو ہے ان کو تہذیب سے دور لے جا رہا ہے، جو اس تہذیب سے دور لے جا رہا ہے جو برائیوں کو روکنے والی ہے۔ غیر ترقی یافتہ ملکوں میں، جنگلوں میں رہنے والے لوگوں کی حالت جب ہم دیکھتے ہیں کہ جب وہ لباس نہیں پہنتے یا کم لباس ہوتا ہے تو انہیں یہی لوگ غیر تہذیب یافتہ کہتے ہیں۔ ٹھیک ہے ان کی علمی قابلیت اتنی زیادہ نہیں ہوتی لیکن پھر بھی ان میں تہذیب ہے۔ اپنے مطابق تو ان کی تہذیب ہے۔ اگر وہاں ان کے رواج ہیں تو وہ اپنے موسم کے لحاظ سے ان کے بعض رواج ہیں لیکن بہرحال یہ لوگ ان کو غیر تہذیب یافتہ لوگ اس لیے کہتے ہیں اور ایک وجہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ دیکھو جی یہ ننگے رہتے ہیں لیکن وہی حرکتیں لباس کے لحاظ سے اپنے ننگ کو ڈھانکنے کے لحاظ سے اس میں کمی کے لحاظ سے جب ان میں ظاہر ہوتی ہیں تو یہ لوگ اس کو پھر تہذیب کہتے ہیں اور ہم لوگ ایسے لوگ ہیں ہم میں سے جن میں احساس کمتری ہے وہ ان کی باتوں کو تہذیب سمجھ کر اس میں مبتلا ہونے کی کوشش کرتے ہیں یا آزادی کے نام پر ان کی باتیں سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پس اگر ہمارے گھروں میں دینی ماحول ہو گا، اگر ہماری دعاؤں کی طرف توجہ ہو گی تو ہم ان چیزوں سے بچنے والے ہوں گے۔ پس آجکل کے ماحول میں خاص طور پر اس بات پر نظر رکھیں۔ یہ لغویات جو ہیں ہمارے گھروں میں بھی بہت زیادہ آ گئی ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ سے، ٹی وی کے ذریعہ سے اب تو ہر ایک کے ہاتھ میں آئی فون یا آئی پیڈ یا ٹیبلٹس وغیرہ ہوتے ہیں ان کے ذریعہ سے کوئی بھی گندی اور لغو فلمیں اور ننگی تصویریں دیکھ سکتے ہیں اور یہی چیز دجال کی وہ چالیں ہیں جو خدا تعالیٰ سے دُور کرنے والی ہیں اور لوگوں کو دین سے ہٹانے والی ہیں۔ دنیاداروں کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم تو یہ باتیں اس لیے سکھاتے ہیں کہ بچوں کو جنسی تعلقات کا پتہ لگے تا کہ وہ ان برائیوں سے بچ سکیں حالانکہ بچنے کے بجائے جس عمر میں یہ باتیں سکھائی جاتی ہیں اس عمر میں بعض دفعہ بعض بچوں کے ذہنوں میں یہ سوال اٹھتے ہیں کہ یہ باتیں ہمیں کیوں سکھائی جا رہی ہیں جس کا ہمیں پتہ ہی نہیں ہے اور جو زیادہ جوانی کی عمر میں قدم رکھتے ہیں تو پھر وہ اس سے بچنے کی بجائے ان کو اختیار کرنے کی طرف توجہ کرتے ہیں جس سے پھر ان میں مزید برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پس یہ چیزیں ہیں جو ہمارے اخلاق کو بھی تباہ کر رہی ہیں اور ہمیں دین سے بھی دور ہٹا رہی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے تمام اعضاء کو زنا سے بچاؤ۔ (ماخوذ از اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 343-342)

پس ہر عورت کو، ہر مرد کو، مرد بھی میرے مخاطب ہیں، ایک فکر کے ساتھ اپنے بچوں کو سمجھانا چاہیے اور ہر بچی کو بھی جو بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے اور ہر لڑکے کو بھی جو بلوغت کی عمر کو پہنچ چکا ہے یہ احساس ہونا چاہیے اور ان کو احساس دلانا چاہیے کہ یہ برائیاں ہیں جو مزید گندگیوں میں دھکیلتی چلی جائیں گی اس لیے ان سے بچنا ہے۔ ہر ایسی چیز جس کا ناجائز استعمال شروع ہو جائے وہ لغویات میں شامل ہے۔مثلاً انٹرنیٹ کے بارے میں مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کئی دفعہ کہ یہ اس زمانے کی ایجاد ہے۔ یہ ایجاد اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کے زمانے میں مقدر کی ہوئی تھی۔ قرآنِ کریم میں مختلف ایجادات کا اعلان بھی فرما دیا۔ انٹرنیٹ بھی ان میں سے ایک ہے اور ٹیلیفون کا نظام جو ہے وہ بھی اس میں سے ایک ہے۔ٹیلیویژن کا نظام ہے وہ بھی اس میں سے ایک ہے جنہیں اس زمانے میں اشاعت اسلام کے لیے کام آنا تھا لیکن اگر ان ایجادات کا غلط استعمال کریں گی تو یہ لغویات میں شمار ہوں گی اور ایسی لغویات

سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور اس سے بچنے کا بھی حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔مومن کی تعریف یہ ہے کہ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون:4)۔ جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں، لغویات سے بچنے والے ہیں۔ جب انٹرنیٹ پر دوسروں کا مذاق اڑانے اور پھکڑ توڑنے کے لیے دوستوں سے چیٹ کریں گے اور اس میں ایک دوسرے کے خلاف باتیں کریں گے تو یہ برائیوں کی طرف لے جانے والی باتیں ہوں گی۔ یہ رشتوں میں دراڑیں پیدا کرنے کا ذریعہ بنیں گی۔کسی دوسری عورت کی زندگی کو برباد کرنے کے لیے بھی یہ باتیں بعض دفعہ ذریعہ بن جاتی ہیں۔اسی طرح ان میں ایک دوسرے کی چغلیاں بھی ہو رہی ہوتی ہیں یہی کارآمد چیز جو ہے یہ لغویات میں شمار ہو جاتی ہے اور پھر اس لحاظ سے گناہ بن رہی ہوتی ہے۔ پھر آجکل موبائل پر ٹیکسٹ پیغامات دیے جاتے ہیں۔ وٹس ایپ پر اور میسنجر اور وائبر اور ساری قسم کی سائٹس بنی ہوئی ہیں۔ یہ بھی آجکل گیمیں مار کر بہت وقت ضائع کرنے کا اور نامحرموں سے باتیں کرنے کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ بڑے آرام سے کہہ دیا جاتا ہے کہ ٹیکسٹ میسج تھا، کون سی بات کر لی؟ ایک دوسرے سے رابطے اسی طرح بڑھتے ہیں۔ایک سہیلی نے اپنے دوستوں میں سے کسی کو فون دے دیا یا اپنے دوستوں کو اپنی سہیلی کا فون دے دیا یا پھر کسی اَور ذریعہ سے نمبر ہاتھ لگ گیا اور پھر ٹیلیفون پر ٹیکسٹ میسج کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اب بارہ تیرہ چودہ سال کے بچے بچیاں پھر رہے ہوتے ہیں، ایک دوسرے کو میسج دے رہے ہوتے ہیں اور یہی عمر ہے جو خراب ہونے کی عمر ہے اور پھر آخر کار انجام ایسی حد تک چلا جاتا ہے کہ جہاں وہ جو لغو ہے، وہ گناہ بن جاتا ہے۔ اس لیے احمدی بچیاں اپنی عصمت کی خاطر، اپنی عزّت کی خاطر، اپنے خاندان کے وقار کی خاطر، اپنی جماعت کے تقدّس کو مدّنظر رکھتے ہوئے، اپنے خدا کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے ان چیزوں سے بچیں اور احمدی مرد اور لڑکے بھی ان باتوں سے بچیں۔

اب بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں، بعض بچیاں بھی لکھتی ہیں کہ ہم نے صرف میسج کیا تھا، دوست نے ہمارے فلاں دوست کا ایڈریس دیا تھا لیکن ہمارے ماں باپ نے دیکھ لیا تو ان کو پسند نہیں آیا۔ اگر ان کو پسند نہیں آیا تو انہوں نے صحیح کیا۔ یقیناً اُن کو پسند نہیں آنا چاہیے تھا کیونکہ بارہ، تیرہ، چودہ سال کی عمر میں جب ایسے میسج ہوں گے تو پھر غلط قسم کی باتیں بھی ان میں شروع ہو جائیں گی۔خود بعض لکھنے والی بچیاں لکھتی ہیں کہ یہ ٹھیک ہے کہ اکثر جو ہماری چیٹنگ ہوتی ہے اس میں سیکس کی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ بیہودہ لغو باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔اب اس عمر میں سیکس کا کیا تعلق ہے حالانکہ اس عمر میں تو بچوں کو اپنی پڑھائی کی طرف توجہ دینی چاہیے اور پھر دینی علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اگر ماں باپ اس طرف توجہ دے رہے ہوں گے تو بچے بھی اس طرف توجہ رکھیں گے۔

پھر میں نے لباس کی بات کی ہے۔ اس کا دوبارہ ذکر کر دوں کہ ہر قسم کی بیہودگی اور ننگ کا احساس ختم ہوتا جا رہا ہے۔ماں باپ کہہ دیتے ہیں کوئی بات نہیں بچیاں ہیں۔فیشن کرنے کا شوق ہے کر لیں۔کیا ہرج ہے؟ ٹھیک ہے فیشن کریں لیکن فیشن میں جب لباس ننگے پن کی طرف جا رہا ہو تو وہاں بہرحال روکنا چاہیے۔ اسی طرح بعض دفعہ دین کے نام پر بھی فیشن ہو جاتا ہے جو غلط ہے۔ دین کے نام پر فیشن کیا ہے؟ مثلاً برقع ہے، برقع میں جو کوٹ پہنا جاتا ہے وہ اس قدر تنگ ہوتا ہے کہ مردوں کے سامنے جانے کے قابل ہی نہیں ہوتا۔ تو ایسے فیشن بھی منع ہیں۔ برقعے کا کوٹ ڈھیلا ڈھالا ہونا چاہیے نہ یہ کہ بالکل جسم کے ساتھ چمٹا ہو کیونکہ پھر نہ یہ دین رہے گا اور نہ دین میں فیشن کی اس حد تک اجازت رہے گی جس سے عورت کی حیا قائم رہے کیونکہ یہ بے حیائی بن جائے گی۔ پھر آہستہ آہستہ سارے حجاب اٹھ جائیں گے اور اسلام حیا کا حکم دیتا ہے۔ پس اپنی حیا اور حجاب کا خیال رکھیں اور اس کی حدود میں رہتے ہوئے جو فیشن کرنا ہے کریں۔ فیشن سے منع نہیں کیا جاتا لیکن فیشن کی بھی کوئی حدود ہوتی ہیں، اس کا بھی خیال رکھیں۔ فیشن کا اظہار اپنے گھر والوں اور شریف عورتوں کی مجلسوں میں کریں۔ بازار میں اور باہر ایسی جگہوں پر جہاں مردوں کا سامنا ہو وہاں فیشن کے اظہار ایسے نہیں ہونے چاہئیں جس سے بلا وجہ کی برائیاں پیدا ہونے کا امکان ہو۔

اسلامی پردے کی تعریف قرآنِ کریم نے بڑی کھول کر بیان کر دی ہے۔ اس کو پڑھیں۔ اس پر عمل کریں۔ اس بارہ میں مَیں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔ مجھ سے پہلے خلفاء بھی اس بارے میں سمجھا چکے ہیں۔ اس پر ہمیں عمل کرنا چاہیے۔بعض لوگ کہہ دیتے ہیں جماعت بڑی سختی کرتی ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کا موقف نہیں ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ قرآنِ کریم کی تعلیم ہے کہ اپنے پردے کا خیال رکھو، اپنے سروں کو ڈھانپو، اپنے چہروں کو ڈھانپو، اپنے جسم کو ڈھانپو اور کوئی زینت کی چیز نظر نہ آئے۔ چادر سے بھی اگر کسی نے پردہ کرنا ہے تو سر اور بال ڈھکے ہوں، گال ڈھکے ہوں، ٹھوڑی ڈھکی ہو، سینہ ڈھکا ہو پھر ہی وہ صحیح پردہ ہے۔نہیں تو وہ صحیح پردہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حیا کو قائم رکھنے کے لیے اور اپنی عزت اور عصمت کو قائم رکھنے کے لیے حکم تو یہاں تک ہے کہ عورت مردوں سے بات بھی ایسے رنگ میں کرے، ایسے لہجے میں کرے جس سے کسی قسم کی نرم آواز کا اظہار نہ ہو، تا کہ مردوں کے دل میں بھی کبھی غلط خیال پیدا نہ ہو کجا یہ کہ مردوں سے کھلے عام میل جول رکھا جائے یا دوستیاں کی جائیں۔

ایک عمر کے بعد بچیاں اپنے کلاس فیلوز اور سکول فیلوز لڑکوں سے بھی ایک حجاب پیدا کریں۔ جب بھی پڑھائی کے تعلق سے ضرورت ہو تو حجاب کے اندر رہتے ہوئے بات کرنی چاہیے اور لڑکیوں کو خود بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے اور ماں باپ کو بھی، خاص طور پر مائیں جو ہیں، ان کو اس بات کی نگرانی کرنی چاہیے اور بچیوں کو سمجھاتے بھی رہنا چاہیے اور دلیل سے ان سے بات کریں تو بچیاں سمجھ جاتی ہیں۔ ایک عمر کے بعد اگر لڑکی دوسرے گھر میں جاتی ہے، کسی اپنے دوست کے گھر میں جاتی ہے یا رشتہ داروں کے گھر میں بھی جاتی ہے تو محرم رشتوں کے

ساتھ جائے اور جس گھر میں کسی سہیلی کے بھائی کسی وقت موجود ہوں تو خاص طور پر ان اوقات میں ان گھروں میں نہیں جانا چاہیے جبکہ بڑے بھی وہاں موجود نہ ہوں۔ پھر بعض جگہ یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی احساس نہیں دلایا جاتا تو جو کلاس فیلو لڑکے ہوتے ہیں وہ گھروں میں بڑی عمر تک آتے چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ بہت سے احمدی گھرانے ایسے ہیں جو ان باتوں کا خیال رکھتے ہیں اور لڑکیاں خود بھی یہ چیزیں پسند نہیں کرتیں اور مائیں بھی ان کو سمجھاتی رہتی ہیں لیکن اب یہ برائیاں معاشرے میں اتنی عام ہو گئی ہیں کہ پھیلتی چلی جا رہی ہیں اور خود دنیاداروں کو بھی اس کا احساس پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے کہ یہ اب برائیاں بن رہی ہیں اور جماعت میں بھی اس کی شکایات بڑھتی چلی جا رہی ہیں اس لیے اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ ہم نے، ہر لڑکی نے اپنی عزّت و عصمت کی حفاظت کرنی ہے اور دین کو دنیا پر مقدّم رکھنا ہے۔ یہ بات ہمارے ذہنوں میں اچھی طرح بیٹھ جانی چاہیے۔ لجنہ کے انتظام کو بھی اس کے لیے کوشش کرتے رہنا چاہیے اور ہر پروگرام میں یہ بات اچھی طرح بچیوں کے ذہن میں ڈالنی چاہیے کہ تمہارا ایک تقدّس ہے اور اس معاشرے میں جس میں جنسی بے راہ روی بہت زیادہ ہے تم اب شعور کی عمر کو پہنچ گئی ہو اس لیے خود اپنی طبیعت میں حجاب پیدا کرو جو تمہارے اور تمہارے خاندان کے اور جماعت کے لیے نیک نامی کا باعث ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے والا ہو۔ اگر یہ چیزیں پیدا ہوں گی تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ ہم دنیاوی برائیوں سے محفوظ رہیں گے اور اگر یہ کوشش ہو گی تو پھر ان شاء اللہ، اِلّا ماشاء اللہ تمام بچیاں نیکی کی راہ پر قدم مارنے والی ہوں گی۔

یہی باتیں لڑکوں کو بھی اپنے سامنے رکھنی چاہئیں بلکہ ایک عمر کے بعد لڑکے ایسی باتوں میں زیادہ ملوّث ہوتے ہیں جو برائیاں ہیں۔ پھر ہر بچی اور ہر عورت یاد رکھے کہ اس نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کے عہد کی تجدید کی ہے۔ یہ عہد کیا ہے کہ اپنے آپ کو دوسروں سے ممتاز کروں گی۔ میرے میں اور دوسروں میں ایک فرق نظر آئے گا۔ کوئی انگلی ہماری طرف اس اشارے کے ساتھ نہیں اٹھ سکتی کہ یہ لڑکی بڑی دنیادار ہے، دین سے ہٹی ہوئی ہے اور لغو حرکات کرنے والی ہے۔ ہر عورت بھی اگر اس کا خیال رکھے گی کہ مَیں نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد کیا ہے، میں نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے، اپنی اولاد کے اندر بھی پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے اور اس کے لیے اپنی کوشش کرنی ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایسی عورتیں اور ایسی بچیاں معاشرے میں ایک مقام حاصل کرنے والی ہوں گی اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے ان کوششوں کے ساتھ جب وہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس کی عبادت کرنے والی ہوں گی تو پھر اللہ تعالیٰ ہم میں وہ پاک تبدیلیاں پیدا کر دے گا، آپ کی اولادوں میں وہ پاک تبدیلیاں پیدا کر دے گا جس سے آپ کو معاشرے میں ایک مقام حاصل ہو گا جہاں آپ کا اور آپ کے بچوں کا نام بڑے احترام سے لیا جائے گا۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو یہ مقام حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہماری آئندہ نسلوں کی پاکیزگی کی ضمانت ہو اور ہم اس زمانے کے امام سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن ہو جائیں گے۔ نہیں، خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی برے دن نہیں آ سکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پروا نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لیے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اسے گود میں لے لیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ خدا خود ان کا محافظ اور ناصر ہو جاتا ہے۔ یہ خدا جو ایسا خدا ہے کہ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہے، وہ عالم الغیب ہے، وہ حیّ و قیوم ہے۔ اس خدا کا دامن پکڑنے سے کوئی تکلیف پا سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے حقیقی بندے کو ایسے وقتوں میں بچا لیتا ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 263، ایڈیشن 1984ء) حقیقی بندہ بننا شرط ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ جب ہم نے دین کو دنیا پر مقدّم کرنے کا عہد کیا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم نے حقیقت میں اس عہد کو پورا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان ہو گا اور تمہیں بچا لے گا۔ دنیا سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا سے متاثر ہونے کی کوشش نہ کرو بلکہ ہر عورت اور ہر بچی یہ کوشش کرے کہ اس نے دنیا کو متاثر کرنا ہے۔ دنیا کو اللہ تعالیٰ کے قدموں میں لے کے آنا ہے۔ یہی ایک احمدی کی ذمہ داری ہے۔ یہی ایک احمدی کا وہ فرض ہے جس کے لیے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا ہے۔ پس اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہم نے دنیا میں انقلاب لانا ہے۔ ہم نے دنیا کو سیدھی راہ دکھانی ہے۔ ہم نے دنیا کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بنانا ہے۔ ہم نے دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے لانے والا بنانا ہے۔ اس کے لیے ہمیں اپنی حالتوں کو بھی تبدیل کرنا ہو گا، اپنی نسلوں کی حالتوں کو بھی تبدیل کرنا ہو گا اور جب یہ ہو گا تو پھر ایک انقلاب ہو گا جو ہم دنیا میں پیدا کر سکیں گے اور اس کے لیے احمدی عورتوں اور احمدی لڑکیوں اور احمدی بچیوں کو خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ آپ ہی ہیں جو لڑکوں کی بھی اصلاح کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہی وہ مقصد ہے جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لیے ہم نے آپؑ کی بیعت کی ہے ورنہ بیعت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے کہ اس بیعت کا حق ادا کرنے والی ہوں۔ اپنی اصلاح کرنے والی ہوں اور دین کو دنیا پر مقدّم رکھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتے ہوئے دنیا میں ایک انقلاب لانے والی بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ (الفضل انٹرنیشنل 25 جنوری 2025ء)

صادق محمد طاہر صاحب

مقدّس گود میں بچوں کی تربیت

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایک ایسا پیارا رسول ﷺ عطا فرمایا جسے زندگی کے ہر پہلو سے اسوۂ حسنہ قرار دے کر اس کی اتباع کی تاکید فرمائی جو اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی محبت کے حصول پر منتج ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے سورہ الاحزاب میں فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب 22) یعنی یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔

آنحضور ﷺ نے تربیت اولاد سے متعلق اپنا جو اسوہ پیش فرمایا بے شمار واقعات اس کے مصدق ہیں۔ بعض ارشادات اور واقعات بطور مشتے از خروارے پیش ہیں۔

بچوں کی تربیت کے آغاز کا طریق حضور ﷺ نے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے سے ہی بتا دیا۔ فرمایا کہ جب میاں بیوی خلوت میں ملیں تو یہ دعا کریں کہ ''اللہ کے نام کے ساتھ اے میرے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور اس بچے کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ جو تو ہمیں عطا کرے۔ اگر ان کے لئے کوئی بچہ مقدر ہوا تو شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (بخاری۔ کتاب الدعوات)

پھر جب اللہ بچہ عطا کر دے تو سب سے پہلے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کے الفاظ کہے جائیں۔ کیسی اعلیٰ، پاکیزہ اور خدا کی توحید و عبادت کے اعلان سے ہی تربیت کا آغاز فرمایا۔ پھر حضور نے فرمایا بچوں کے اچھے نام رکھو، انبیاء کے ناموں پر اور فرمایا کہ عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام اللہ کو بہت پسند ہیں۔ حارث اور ہمام بھی اچھے نام ہیں لیکن حرب اور مُرّہ (ان کے معانی لڑائی اور تلخی کی وجہ سے) برے نام ہیں۔ (سنن ابو داؤد کتاب الادب) حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ حضور برے ناموں کو تبدیل کر دیا کرتے تھے۔ (ترمذی ابواب الادب) پھر عملی تربیت کے آغاز سے متعلق فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسا کہ جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے بعد میں لوگ اس کے کان کاٹ کر اسے عیب دار بنا دیتے ہیں۔ (مسلم کتاب القدر)

تربیت اولاد کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اور اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔ (ترمذی ابواب البر والصلۃ) اس میں اچھی تربیت کی اہمیت بھی بیان فرمادی۔ اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں سے عزت سے پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔ (ابن ماجہ ابواب الادب)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہؓ سے بڑھ کر شکل و صورت و چال ڈھال اور گفتگو میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہ اور کسی کو نہیں دیکھا۔ جب کبھی حضور سے ملنے آتیں تو حضور ان کے لئے کھڑے ہو جاتے، ان کے ہاتھ کو بوسہ دیتے اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے۔ اسی طرح جب حضور ﷺ ملنے کے لئے حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں، حضور ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر حضور ﷺ کو بٹھاتیں۔ (سنن ابو داؤد کتاب الادب)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے اپنے نواسہ حسن بن علیؓ کو بوسہ دیا۔ اس وقت آپ کے پاس حضرت اقرع بن حابسؓ بھی بیٹھے تھے۔ اس نے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری کتاب الادب)

اسی طرح حضرت حسن بن علی اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے محبت اور ان کی تربیت میں شفقت کا یہ حسین پہلو بھی اکثر بیان کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ جب نماز میں سجدہ کرتے تو وہ آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتے تو ان کے پشت سے نیچے اترنے تک حضور سجدہ سے سر نہ اٹھاتے، اسی طرح دوران نماز وہ حضور کی ٹانگوں کے درمیان سے گزرتے تو آپ کبھی برا نہ مناتے۔ ایک بار حضور ﷺ اپنے نواسہ کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ کی پشت پر نواسہ سوار تھا تو ایک صحابی نے کہا کہ کیا خوب سواری ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ سوار بھی تو خوب ہے۔ حضور ﷺ دونوں کے لئے دعا بھی کرتے کہ اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان کو اپنی محبت سے سرفراز فرما۔ یہ نمونے جہاں آپ کی بچوں سے محبت ظاہر کرتے ہیں وہاں ہمیں اپنی اولاد کی تربیت کا عظیم درس بھی دیتے ہیں۔

آنحضور ﷺ بچوں سے بے تکلفی اور مزاح کا اظہار بھی فرمایا کرتے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضور ﷺ نے ازراہ مزاح انہیں فرمایا ''اے دو کانوں والے''۔ (ابو داؤد کتاب الادب) اسی طرح حضرت انسؓ کی ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ ہم سے بے تکلف ہو کر گھل مل جایا کرتے۔ بعض اوقات میرے چھوٹے بھائی کو پیار سے فرماتے اے ابو عُمیر! تمہارے نُغَیر کو کیا ہوا۔ عُمیر کے پاس ایک مولہ تھا جس کے ساتھ وہ کھیلا کرتا تھا اور وہ مر گیا تھا۔ اس میں آپ ﷺ کی بچوں سے دلجوئی اور ان سے اپنائیت کا اظہار ہوتا ہے۔ (بخاری کتاب الادب)

آنحضور ﷺ کا مزاح بھی نہایت پاکیزہ ہوتا تھا چنانچہ حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ کسی بات پر لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ حضور آپ بھی کبھی کبھی ہم سے مزاح کر لیتے ہیں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا میں حق کے سوا کچھ اور نہیں کہتا۔ (ترمذی ابواب البر والصلۃ)

بچوں کی عزت نفس کے بارہ میں ایک واقعہ یوں درج ہے کہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں پینے کے لئے کچھ دودھ پیش کیا گیا۔ آپ کے دائیں جانب ایک نوجوان لڑکا بیٹھا تھا اور بائیں جانب بزرگ صحابہؓ تشریف فرما تھے۔ آپ نے نوجوان سے فرمایا کہ کیا تم اجازت دیتے ہو کہ پہلے میں ان بزرگوں کو دوں؟ نوجوان نے جواب دیا نہیں۔ میں آپ کی طرف سے آئے ہوئے (برکتوں بھرے) اپنے حصہ کو (کسی اور کے لئے) چھوڑ نہیں سکتا چنانچہ آپ ﷺ نے پیالہ اسی کے ہاتھ میں پکڑا دیا کہ (اچھا بسم اللہ کرو)۔ (بخاری کتاب الہبۃ)

اس چھوٹے سے واقعہ میں آنحضورؐ کے اسوۂ حسنہ کے کئی عظیم پہلو نظر آتے ہیں جن میں دائیں طرف سے آغاز، مجلس کے آداب، بچوں کے حقوق کا خیال، بچوں کی عزت نفس کو ملحوظ رکھنا اور صبر و ضبط جیسے اعلیٰ اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔ کھانے پینے سے متعلق ہی ایک اور روایت یوں درج ہے کہ حضرت عمر بن ابی سلمہؓ جو آنحضرت ﷺ کے ربیب (زوجہ مطہرہ حضرت امّ سلمیٰؓ کے پہلے شوہر سے بیٹے) تھے بیان کرتے ہیں کہ میں بچپن میں آنحضرت ﷺ کے گھر میں رہتا تھا (کھانا کھاتے وقت) میرا ہاتھ تھالی میں پُھرتی سے اِدھر اُدھر گھومتا تھا۔ حضورؐ نے میری اس عادت کو دیکھ کر فرمایا کہ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھو، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔ حضور کی یہ نصیحت میں ہمیشہ یاد رکھتا ہوں اور اس کے مطابق کھانا کھاتا ہوں۔ (بخاری کتاب الاطعمہ)

یہ اس بات کی عکاسی ہے کہ بچپن میں سیکھی ہوئی بات پتھر پر لکیر کی مانند ہے جو دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ بچے بڑے ہو کر خود ہی سیکھ جائیں گے بلکہ بروقت ان کی اصلاح کرنی چاہئے۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک غریب عورت میرے پاس آئی جس نے اپنی دو بچیاں اٹھا رکھی تھیں۔ میں نے انہیں تین کھجوریں دیں۔ اس نے دونوں بیٹیوں کو ایک ایک کھجور دی اور ایک کھجور اپنے منہ میں ڈالنے لگی لیکن یہ کھجور بھی اس کی بیٹیوں نے مانگ لی۔ اس پر اس نے اس کے دو حصے کئے اور دونوں کو دے دیئے۔ مجھے اس کے مادرانہ پیار پر تعجب ہوا۔ میں نے اس کا ذکر آنحضرت ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے اس فعل کی وجہ سے اس کے لئے جنت واجب کر دی یا یہ فرمایا کہ اس شفقت کی وجہ سے اسے آگ سے بچا لیا۔ (بخاری)

سلام کو رواج دینے کی حضور ﷺ خاص طور پر تلقین اور قدردانی بھی فرمایا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے! جب تم گھر جاؤ تو سلام کہو اس طرح تجھے برکت ملے گی اور تیرے خاندان کو بھی۔ (ترمذی باب الاستئذان) اسی طرح حضرت انسؓ ہی کی روایت ہے کہ جب اہل یمن آئے تو آپؐ نے خوش ہو کر فرمایا تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مصافحہ کو رواج دیا۔ (ابوداؤد، کتاب الادب)

آنحضور ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو بچے بھی آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوتے اور حضورؐ بھی ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ حضرت سائبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو مدینہ کے لوگ ثنیۃ الوداع تک آپ کے استقبال کے لئے پہنچے تو میں بھی ان لوگوں کے ساتھ گیا اور میں اس وقت چھوٹی عمر کا لڑکا تھا۔ (بخاری کتاب الجہاد)

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضورؐ سفر سے واپس تشریف لاتے تو اہل بیت کے بچے بھی استقبال کے لئے جاتے۔ ایک بار آپ سفر سے آئے تو سب سے پہلے مجھے آپ تک پہنچایا گیا۔ آپ نے مجھے گود میں اٹھا لیا پھر حضرت فاطمہؓ کے دو بیٹوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک کو لایا گیا تو آپ نے اسے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ اس طرح مدینہ منورہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ ایک اونٹ پر ہم تین سوار تھے۔ (مسند احمد)

یہ چند جھلکیاں تھیں جو پیش کی گئیں۔ آنحضور ﷺ کی تربیت کے مختلف انداز تھے اور یہ سب قرآنی دعا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کے تابع تھا تا کہ جب بچے تقویٰ کے مقام پر فائز ہو جائیں تو اللہ اپنے فضل سے ان متقیوں کا گروہ بڑھاتا چلا جائے اور دنیا میں ایک جنت نظیر نمونہ دیکھنے کو ملے۔

مرتبہ: محمد انیس دیالگڑھی

یہ ہو، مَیں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا

بچوں کی تربیت پر بے شمار تحقیقی مقالے اور کتابیں لکھی گئی ہیں۔ بچوں کی نفسیات کو سمجھنے اور مناسب حال ردّ عمل دکھانے کے لئے بہت سے مشورے دیئے گئے لیکن ایک عارف باللہ کو اس تکلّف کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کا ہر عمل اور ہر حرکت وسکون خدا کی ہدایت اور رہنمائی کے تابع ہوتا ہے۔ اس کے اعلیٰ کردار اور عملی نمونہ کے ساتھ اس کی غیر معمولی دعائیں عرش الٰہی سے ایسا رنگ لاتی ہیں کہ اس کو وہ انجام دیکھنا نصیب ہوتا ہے جس کی وہ خواہش رکھتا ہے کہ

یہ ہو، مَیں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آوے وقت مری واپسی کا

بشارت تُو نے پہلے سے سنا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

اس ضمن میں سوانح فضل عمر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انداز تربیت کے حوالہ سے چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

مامور زمانہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انداز تربیت بھی ایسا ہی تھا جس کی گواہی آپ کی مبارک نسل نے بھی دی اور دوسروں کو بھی یہ پیارے، معصومانہ، صبر وشکیب اور توکّل علی اللہ سے بھرپور نظارے دیکھنے نصیب ہوئے۔

معروف صحابی اور عالمِ بے بدل حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں قیام فرما تھے۔ مَیں بھی وہیں تھا محمود کوئی تین برس کا ہوگا، گرمی کا موسم تھا، مردانہ اور زنانہ میں دیوار حائل تھی۔ آدھی رات کا وقت تھا جو میں جاگا اور مجھے محمود کے رونے اور حضرتؑ کے ادھر اُدھر کی باتوں میں بہلانے کی آواز آئی۔ حضرتؑ اسے گود میں لئے پھرتے تھے اور وہ کسی طرح چپ نہیں ہوتا تھا۔ آخر آپ نے کہا دیکھو محمود! وہ کیسا تارا ہے! ''بچہ نے نئے مشغلہ کی طرف دیکھا اور ذرا چپ ہو کر پھر وہی رونا اور چلّانا اور یہ کہنا شروع کر دیا، ''ابّا تارے جانا''۔ کیا مجھے مزا آیا اور پیارا معلوم ہوا! آپؑ کا اپنے ساتھ یوں گفتگو کرنا یہ اچھا معلوم ہوا۔ ''ہم نے ایک راہ نکالی تھی اس نے اس میں بھی اپنی ضد کی راہ نکال لی۔ آخر بچہ روتا روتا خود ہی جب تھک گیا چُپ ہو گیا۔ مگر اس سارے

عرصہ میں ایک لفظ بھی سختی کا یا شکایت کا آپ کی زبان سے نہ نکلا۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صفحہ 36)

اس عظیم بچے کی بعد کی زندگی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے ستاروں پر جانے کی یہ تمنّا یقیناً ان بلند عزائم کی غمّاز تھی جو تمام عمر اس کی بے پناہ قوت عمل کے لئے مہمیز کا کام دیتی رہی علاوہ ازیں اس روایت سے حضور علیہ السلام کی طبیعت کے اس پہلو پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ آپ کے دل میں بچوں کے لئے کس قدر شفقت پائی جاتی تھی اور آپ کس درجہ حلیم تھے۔ ایک ایسے مصروف الاوقات شخص کے لئے جس کا بال بال اہم ترین مصروفیات میں بندھا ہوا ہو اور بمشکل رات کو پہلے پہر تھوڑا سا آرام کا وقت میسر آتا ہو، ایک روتے ہوئے بچے کو خود گود میں اُٹھا کر دلاسا دیتے ہوئے اس وقت تک پھرتے رہنا جب تک وہ خود ہی تھک کر سو جائے، آپ کے اعلیٰ اور حسین اخلاق کی ایک پیاری مثال ہے۔ اسی قسم کا ایک اور واقعہ نسبتاً بڑی عمر میں بھی پیش آیا جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے اس سے بھی زیادہ صبر آزما تھا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حلم اور صبر کا مادہ عطا فرمایا تھا اور طبیعت میں نرمی اتنی زیادہ تھی کہ بچوں پر ناراض ہونا آپ کے لئے ایک مشکل امر تھا۔ وجہ خواہ کچھ بھی ہو یہ بات بہر حال قطعی ہے کہ اس بچے سے باپ کا سلوک غیر معمولی نرمی اور درگزر کا حامل تھا۔

دوسری روایت بھی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ ہی کی بیان کردہ ہے کہ "محمود چار ایک برس کا تھا۔ حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں آئے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول تھا۔ پہلے کچھ دیر آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی حضرت صاحب کے لکھے ہوئے مسوّدات کو آگ لگا دی۔ اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے۔ اور حضرت لکھنے میں مصروف ہیں سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسوّدات راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلے نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاق عبارت ملانے کے لئے کسی گذشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس سے پوچھتے ہیں، خاموش دبکا جاتا ہے۔ آخر ایک بچہ بول اُٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دئے ہیں۔ عورتیں اور بچے اور گھر کے سب لوگ انگشت بدنداں، اب کیا ہو گا اور دَر حقیقت عادتاً ان سب کو علی قدر مراتب بُری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہیئے تھا۔ مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں۔ خوب ہوا، اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہو گی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت مولانا عبدالکریم صفحہ 13-12)

اس حلم اور بردباری کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تربیت اولاد کی حکمت سے ناواقف تھے یا ایسی ماؤں کی طرح جو اپنے حد سے بڑھے ہوئے پیار پر اختیار نہیں رکھتیں، تربیت کے فرض سے بے نیاز ہو کر اپنے بچوں کی محبّت سے مغلوب ہو جاتے۔ دراصل آپ کی تربیت کا انداز بالکل منفرد اور نہایت لطیف تھا۔ جہاں تک ایسے امور کا تعلق ہے جن کے اثر کا دائرہ آپ کی ذات تک محدود تھا، آپ نے حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب پر کبھی سختی نہیں کی، خواہ ان کے کسی فعل سے آپ کو کیسی ہی ذاتی تکلیف پہنچی ہو۔ مگر جہاں تک امور دینیہ کا تعلق ہے یا ایسی غلطیوں کا سوال ہے جن کے نتیجہ میں اخلاق پر برا اثر پڑنے کا خطرہ ہو سکتا تھا وہاں آپ نے موقع محل کے مطابق کبھی نرمی سے اور کبھی سختی سے آپ کو اس طرف توجہ ضرور دلائی۔ یہ فرق بہت اہم ہے اور تربیت کرنے والوں کے لئے اس میں بڑا گہرا سبق ہے کہ علم کی حدود کہاں جا کر ختم ہوتی ہیں اور سختی کے تقاضے کہاں سے شروع ہوتے ہیں۔ دو چھوٹے چھوٹے واقعات اس فرق کو ظاہر کرنے کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کا اپنا بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک کتّا ہمارے دروازے پر آیا۔ میں وہاں کھڑا تھا۔ اندر کمرے میں صرف حضرت صاحب تھے۔ میں نے اس کتّے کو اشارہ کیا اور کہا ٹیپو ٹیپو ٹیپو..... حضرت صاحب بڑے غصّے سے باہر نکلے اور فرمایا تمہیں شرم نہیں آتی کہ انگریز نے تو دشمنی کی وجہ سے اپنے کتّوں کا نام ایک صادق مسلمان کے نام پر ٹیپو رکھ دیا ہے اور تم اُن کی نقل کر کے کتّے کو ٹیپو کہتے ہو۔ خبردار! آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا۔ میری عمر شاید آٹھ نو سال کی تھی۔ وہ پہلا دن تھا جب سے میرے دل کے اندر سلطان ٹیپو کی محبّت قائم ہو گئی۔ (الفضل یکم اپریل 1958ء)

اس واقعہ سے جہاں ایک طرف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بچے کے ہر فعل کو بلا امتیاز برداشت کرنا حلم کی تعریف میں داخل نہیں وہاں حضرت مرزا صاحب کی بے پناہ دینی اور قومی حمیّت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ وہ بچہ جو آپ کے نہایت محنت سے لکھے ہوئے قیمتی مسوّدات کو جن پر خدا جانے کتنے گھنٹوں یا راتوں کی محنت آپ نے صرف فرمائی ہو گی، آن واحد میں تیلی دکھا کر خاکستر کر دیتا ہے، اس کا یہ فعل تو آپ برداشت فرما لیتے ہیں اور اس تکلیف کا کوئی خیال نہیں کرتے جو اس کے نتیجہ میں آپ کو دوبارہ اٹھانی پڑی۔ لیکن ایک مسلمان سلطان جو قومی حمیّت میں شہید ہوا اور جس کے ساتھ آپ کا اسلام کے سوا کوئی اور رشتہ نہ تھا اس کے نام کو ایک بچہ کا لاعلمی کی بنا پر بھی اس رنگ میں لینا جس سے اس کی تحقیر ہوتی ہو آپ سے برداشت نہ ہو سکا۔ اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو حضرت مرزا صاحب پر انگریز کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگانے کی جسارت کرتے ہیں۔ قومی حمیّت سے لبریز وہ دل جو سلطان فتح علی ٹیپو کی محض اس لئے انتہائی عزت کرتا تھا کہ انگریز کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی بجائے اس نے اپنی زندگی مردانہ وار نثار کر دی۔ کیسے ممکن ہے کہ ایسے غیّور انسان کے متعلق کسی غیر قوم کا ایجنٹ ہونے کا واہمہ تک بھی دل میں لایا جائے۔

نہایت شفیق اور مہربان ہونے کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی یہ پسند نہ فرماتے تھے کہ بچہ دینی فرائض کی سرانجام دہی میں غفلت برتے اور آپ بغیر سرزنش یا اظہار ناراضگی کے اسے چھوڑ دیں۔ اسی قسم کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خود فرماتے ہیں: "ایک دفعہ حضرت صاحب کچھ بیمار تھے، اس لئے جمعہ کے لئے مسجد میں نہ جا سکے۔ مَیں اُس وقت بالغ نہیں تھا کہ بلوغت والے احکام مجھ پر جاری ہوں۔ تاہم میں جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد کو آ رہا تھا کہ ایک شخص

مجھے ملا۔ اس وقت کی عمر کے لحاظ سے تو شکل اس وقت تک یاد نہیں رہ سکتی تھی مگر اس واقعہ کا اثر مجھ پر ایسا ہوا کہ اب تک مجھے اس شخص کی صورت یاد ہے۔ محمد بخش اُن کا نام ہے..... مَیں نے اُن سے پوچھا۔ آپ واپس آرہے ہیں، کیا نماز ہوگئی ہے؟ انہوں نے کہا۔ آدمی بہت ہیں مسجد میں جگہ نہیں تھی مَیں واپس آ گیا۔ میں بھی یہ جواب سن کر واپس آ گیا اور گھر میں آ کر نماز پڑھ لی۔ حضرت صاحب نے یہ دیکھ کر مجھ سے پوچھا۔ مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے؟ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ مَیں بچپن سے ہی حضرت صاحب کا ادب اُن کے نبی ہونے کی حیثیت سے کرتا تھا۔ مَیں نے دیکھا آپ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور آپ کے چہرہ سے غصہ ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کے اس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت ہی اثر ہوا۔ جواب میں مَیں نے کہا کہ مَیں گیا تو تھا لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آ گیا۔ آپ یہ سُن کر خاموش ہو گئے۔ لیکن اب جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحبؓ آپؑ کی طبیعت کا حال پوچھنے کے لئے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعودؑ نے آپ سے دریافت کی وہ یہ تھی کہ آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے؟ اُس وقت میرے دل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی کیونکہ مَیں خود تو گیا ہی نہیں تھا، معلوم نہیں بتانے والے کو غلطی لگی یا مجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔ مَیں ان کی بات سے یہ سمجھا تھا کہ مسجد میں جگہ نہیں ہے۔ مجھے فکر یہ ہوئی کہ اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہے یا بتانے والے کو ہوئی ہے، دونوں صورتوں میں الزام مجھ پر آئے گا کہ میں نے جھوٹ بولا۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے جواب دیا۔ ہاں حضور! آج واقعہ میں بہت لوگ تھے۔ مَیں اب بھی نہیں جانتا کہ اصلیت کیا تھی۔ خُدا نے میری بریّت کے لئے یہ سامان کر دیا کہ مولوی صاحب کی زبان سے بھی تصدیق کرا دی کہ فی الواقعہ اس دن غیرمعمولی طور پر لوگ آئے تھے۔ بہرحال یہ ایک واقعہ ہے جس کا آج تک میرے قلب پر گہرا اثر ہے۔

(الفضل 18 جون 1925ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت کا رنگ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، بڑا لطیف تھا اور عموماً نرم و نازک پیار کی باتوں سے اور نیک توقعات کے اظہار کے ذریعے بچوں سے ایسی باتیں منوالیا کرتے تھے کہ بسا اوقات زبانی یا جسمانی سختی کے طریق وہاں ناکام رہ جاتے ہیں۔ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ کبھی بچہ ایک کھانے کی چیز ضرورت سے زیادہ اُٹھا لیتا ہے۔ ماں باپ اُسے جھڑکتے اور خفا ہوتے ہیں۔ چھینا جھپٹی پر بھی اتر آتے ہیں لیکن بچہ اُن کی بات ماننے کی بجائے ضد اور بغاوت میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کا طریق کار ایسے مواقع پر بالکل مختلف ہوتا تھا اور اس کا نتیجہ بھی بالکل الگ نکلتا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے ایک مخلص مرید سید فضل شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

"ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام چوبارے کے صحن میں بیٹھے تھے اور بادام آگے رکھے تھے۔ میں بادام توڑ رہا تھا کہ اتنے میں حضرت میاں بشیر الدین محمود احمدؓ جن کی عمر اس وقت چار پانچ سال کی ہوگی، تشریف لائے اور سب بادام اُٹھا کر جھولی میں ڈال لئے۔ حضرت اقدسؑ نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ یہ میاں بہت اچھا ہے، زیادہ نہیں لے گا صرف ایک دو لے گا۔ باقی سب ڈال دے گا۔ جب حضرت صاحب نے یہ فرمایا تو میاں نے جھٹ سب بادام میرے آگے رکھ دیئے اور صرف ایک یا دو بادام لے کر چلے گئے۔

(سیرت احمد از حضرت قدرت اللہ سنوری صاحبؓ صفحہ 143)

بچوں کے اخلاق کی خرابی کی ایک بڑی اہم وجہ یہ ہے کہ ماں باپ انہیں نادان سمجھ کر ان سے دیانت اور امانت اور صداقت کا وہ معاملہ نہیں کرتے جن کی اُن سے وہ توقع رکھتے ہیں مثلاً ماں باپ دل سے چاہیں بھی کہ بچہ جھوٹ بولنے کا عادی نہ بنے تو بعض دفعہ دل بہلاوے کی خاطر یا اُن سے وقتی طور پر اپنا پیچھا چھڑانے کی نیّت سے بچے کے سامنے جھوٹ بول دیتے ہیں، بچوں سے ماں باپ کی کمزوریاں ہرگز چھپی نہیں رہتیں۔ چنانچہ ایسے ماں باپ کی نصیحتوں کا بچوں پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑتا جن کا عمل ان کے قول سے مختلف ہو۔ حضورؑ سے کسی قسم کی اخلاقی کمزوری سرزد ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور بچوں کی طبیعت پر آپ کے قول و فعل کی ہم آہنگی اور صداقت کا ازخود اثر پڑتے رہنا ایک لازمی امر تھا۔ آپؑ نے صرف اسی پر اکتفا نہ فرمائی بلکہ بچوں کی تربیت کی خاطر اس بارہ میں غیرمعمولی احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ جو حضورؑ کے عُشّاق صحابہ میں سے تھے بیان فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے۔ اور سید فضل شاہ صاحب مرحوم حضورؑ کے پیر داب رہے تھے کہ شاہ صاحب نے اشارہ کر کے مجھے کہا کہ یہاں پر جیب میں کوئی سخت چیز پڑی ہے۔ میں نے ہاتھ ڈال کر نکالی تو حضور کی آنکھ کھل گئی۔ آدھی ٹوٹی گھڑے کی ایک چینی اور دو ایک ٹھیکرے تھے، میں پھینکنے لگا تو حضورؑ نے فرمایا: یہ میاں محمود نے کھیلتے کھیلتے میری جیب میں ڈال دیئے ہیں۔ آپ پھینکیں نہیں، میری جیب ہی میں ڈال دیں کیونکہ میاں نے ہمیں امین سمجھ کر اپنے کھیلنے کی چیز رکھی ہے، وہ مانگیں گے تو ہم کہاں سے دیں گے؟"

(اصحاب احمد جلد چہارم طبع دوم صفحہ 99)

یہ ایک ایسا واقعہ ہے جس کی لطافت اور حسن سے پوری طرح لطف اندوز ہونے کے لئے کسی راہ چلتی ہوئی ایک نظر کافی نہیں، بلکہ اس کی جاذبیت ہر صاحبِ ذوق کے قدم روک کر اُسے کچھ عرصہ ٹھہرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی سخن شناس نظر دو گھڑیاں یہاں ٹھہر کر ایک خاص عالم محویت میں اس کا نظّارہ کئے بغیر یہاں سے گزر جائے۔ کہتے ہیں کہ پارس پتھر سنگریزوں سے بھی مس کر جائے تو وہ سونا بن جاتے ہیں۔ یہ تو ایک افسانہ ہے لیکن اعلیٰ اخلاقی اقدار کی عینک سے اگر دیکھیں تو وہ آدھی ٹوٹی گھڑے کی چینی اور ایک دو ٹھیکرے سونے سے کہیں زیادہ بیش قیمت اور چمک دمک میں فائق نظر آئیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کبھی کوئی چھوٹے سے چھوٹا موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے جس کی مدد سے اس بچے کے اخلاق کو ایک نرالی شان کے ساتھ صیقل کیا جا سکے" چنانچہ حضرت مرزا محمد اسماعیل بیگ صاحبؓ اسی قسم کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دن کچھ اصحاب کے ساتھ سیر کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں ایک کیکر کا

باقی صفحہ نمبر 41 پر

مرتّبہ: ابومنیب احمد

منہاج الطالبین

زیرِنظر کتاب کا جرمن ترجمہ Der Weg für die Suchenden کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔
جرمن ترجمہ کرنے کی سعادت مکرم عقیل احمد کنگ صاحب مربی سلسلہ (یوکے) کے حصّہ آئی، فجزاہم اللہ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بارہ میں آپ کی پیدائش سے قبل ہی اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خوشخبری دی تھی کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ کی تحریرات اور تقاریر رُشد و ہدایت کا ایک ایسا قیمتی خزانہ ہے جس کی افادیت اور عظمت دائمی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ کتاب جو کہ منہاج الطالبین کے نام سے موسوم ہے، سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان دو تقاریر کا مجموعہ ہے جو آپ نے 28، 27 دسمبر 1925ء کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر قادیان میں ارشاد فرمائیں۔ اس کا پہلا ایڈیشن بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان کی طرف سے دسمبر 1926ء میں شائع ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس میں نہایت سادہ اور عام فہم انداز میں وہ طریق بتائے ہیں جن سے انسان گناہوں سے پاک ہو سکتا ہے اور نیکیوں کی راہ پر چل سکتا ہے۔ آپؓ نے وضاحت کی ہے کہ ایک مومن کو کس طرح تقویٰ پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی گزارنی چاہیے اور کن اخلاق کو اپنانا چاہیے تا کہ وہ حقیقی طور پر مومن کہلا سکے۔

آغاز میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنا ایک رؤیا بیان فرمایا جس کی بنا پر اس کتاب کا نام منہاج الطالبین رکھا۔ اس کتاب میں حضور نے ایک اہم سوال جو کہ ہر انسان کے دل میں اٹھتا ہے یعنی ''وہ کون سے ذرائع ہیں جن پر عمل کر کے انسان گناہوں سے پاک ہو جائے۔ اور نفس میں نیکیاں پیدا ہو جائیں'' پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ آپ نے انسان کامل کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان کامل بننے کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ انسان کا تعلق خدا تعالیٰ سے بھی درست ہو اور مخلوق سے بھی درست ہو۔ پھر آپ نے اخلاق اور روحانیت کے مابین فرق کو واضح کیا۔ آپ نے گناہ اور نیکی کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ گناہ وہ عمل ہے جس سے انسان کی روح بیمار ہو جاتی ہے اور رؤیت الٰہی کے قابل نہیں رہتی۔ نیکی کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نیکی وہ اعمال ہیں کہ جن سے انسانی روح کو اتنی صحت حاصل ہو جائے کہ وہ رؤیت الٰہی کے قابل ہو جائے۔ بعد ازاں حضور نے نیکی اور گناہ کی قسموں اور اس کے پیدا ہونے والے اسباب پر سیر حاصل بحث فرمائی۔ آپؓ نے جماعت احمدیہ کی اگلی نسل کی تربیت کرنے اور گناہ سے محفوظ رکھنے کے لئے تربیت کے 26 سنہری طریق بیان فرمائے جن پر عمل کرنے سے ہماری نسلیں گناہ سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔

کتاب کے دوسرے حصہ یعنی 28 دسمبر 1925ء کی تقریر میں حضورؓ نے ان ذرائع کا بھی ذکر فرمایا کہ جن پر عمل کر کے انسان بلوغت کو پہنچ کر گناہ سے دور رہ سکتا ہے اور نیکی حاصل کر سکتا ہے۔ آپ نے گناہوں سے بچنے کے تین طریق بیان فرمائے۔ ایک یہ کہ انسان کو بدیوں کا علم اور نیکیوں کی خبر ہو۔ دوسرے یہ معلوم ہو کہ بدیوں سے اجتناب اور نیکیوں پر عمل کرنے کے مواقع کیا کیا ہیں۔ تیسرے اس کو یہ معلوم ہو کہ اس کے اندر کونسی بدیاں ہے جنہیں اس نے دور کرنا ہے۔

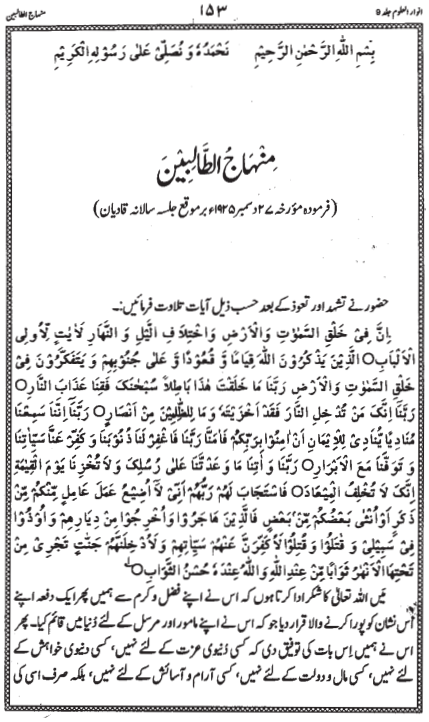

انوار العلوم جلد ۵ ۱۵۳ منہاج الطالبین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مِنْهَاجُ الطَّالِبِيْنَ

(فرمودہ مؤرخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۵ء بر موقع جلسہ سالانہ قادیان)

حضور نے تشہد اور تعوذ کے بعد حسب ذیل آیات تلاوت فرمائیں:۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں پھر ایک دفعہ اپنے اُس نشان کو پورا کرنے والا قرار دیا جو کہ اس نے اپنے مامور اور مرسل کے لئے دُنیا میں قائم کیا۔ پھر اس نے ہمیں اِس بات کی توفیق دی کہ کسی دُنیوی عزت کے لئے نہیں، کسی دنیوی خواہش کے لئے نہیں، کسی مال و دولت کے لئے نہیں، کسی آرام و آسائش کے لئے نہیں، بلکہ صرف اسی کی

اس معرکہ آرا خطاب میں حضرت مصلح موعودؓ نے بدیوں سے آگاہی کے لئے اور اسی طرح نیکیوں پر عمل کرنے کے لیے دونوں کی تفصیلی فہرست بیان فرما دی تا کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ حضور نے ان لوگوں کی بے چینی اور اضطراب کو دور کرنے کے لئے جو جانتے ہیں کہ ان کے اندر کون کون سی بدیاں ہیں مگر باوجود اس کے وہ انہیں چھوڑ نہیں سکتے، مختلف طریق بیان فرمائے۔ نیز حضور نے توبہ کی شرائط بھی بیان فرمائیں۔ حضور نے قوت ارادی کو مضبوط کرنے کے لئے قرآنِ کریم اور احادیث سے ایک نسخہ بھی تجویز فرمایا۔ آخر میں حضور نے فرمایا:

''کوشش کے علاوہ ایک اور گُر ہے اور وہ دعا کا گُر ہے۔ جب انسان سے اپنی کوششوں کے ذریعہ کچھ نہ بنے تو اسے بیرونی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلی چیز اپنی کوشش ہوتی ہے جو اندرونی امداد ہوتی ہے اور دوسری بیرونی امداد ہوتی ہے۔ انسان اپنی طرف سے کوشش کرے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ سے دعا کرے کہ مجھ سے تو جو کچھ ہو سکتا ہے کر رہا ہوں۔ اب آپ ہی مدد دے تو کامیاب ہو سکتا ہوں''۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مصلح موعودؓ کی جانب سے عطا کردہ اس روحانی مائدے سے کماحقہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

قسط نمبر 1

عصر حاضر میں تربیت اولاد کے چیلنجز اور ان کا حل

(مکرم مولانا طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ وسیکرٹری تربیت جرمنی)

اللہ تعالیٰ قرآنِ شریف میں فرماتا ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا (الروم: 31) یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا۔ اس آیت کی انتہائی خوبصورت تفسیر آنحضرت ﷺ کے اس قول میں موجود ہے کہ ہر بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے آگے یہ ماں باپ ہیں کہ جو اس کو یہودی بنا دیں، عیسائی بنا دیں یا پھر مجوسی بنا دیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجنائز) رسول کریم ﷺ نے اس حقیقت کو خوب کھول کر بیان فرما دیا کہ ماں باپ کی تربیت بچوں کی آئندہ زندگی میں غیر معمولی اور بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

بچے کی پیدائش سے پہلے ہی تربیت

حمل کے عرصہ میں یا پھر بچے کی پیدائش کے بعد، بہت سے لوگوں نے یقینی طور پر سوچا ہو گا کہ نومولود بچے کی تربیت کیسے کرنی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس سلسلہ میں بہت دلچسپ نکتہ بیان فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ بچے کی تربیت ازدواجی تعلقات سے بھی پہلے شروع ہو جاتی ہے۔ انسان کی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ وہ خدا کا حقیقی عبد بن جائے۔ اِس میں گناہ اور ہر ایک قسم کی ناپاکی سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہر بچہ مکمل طور پر گناہوں سے پاک پیدا ہوتا ہے۔

حضورؓ فرماتے ہیں: ''پہلا دروازہ جو انسان کے اندر گناہ کا کھلتا ہے وہ ماں باپ کے اُن خیالات کا اثر ہے جو اُس کی پیدائش سے پہلے اُن کے دلوں میں موجزن تھے''۔ (منہاج الطالبین، صفحہ 55)

لہٰذا یہ ضروری ہے کہ والدین اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور ایک دیندار زندگی بسر کرنے کی کوشش کریں تا کہ وہ اپنے بچوں کو ورثہ میں صرف نیکی دیں۔ اسلام نے اس کے لیے ایک دعا بھی سکھائی ہے جسے ہر جوڑے کو ازدواجی تعلقات قائم کرنے کے وقت پڑھنی چاہیے۔ وہ دعا یہ ہے: بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا۔

(منہاج الطالبین، صفحہ 55)

ترجمہ: اے خدا ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد ہمیں دے اُسے بھی شیطان سے محفوظ رکھ۔

حضورؓ فرماتے ہیں کہ یہ دعا انسان اپنی زبان میں بھی کر سکتا ہے کہ اے الٰہی گناہ ایک بُری چیز ہے اُس سے ہمیں بچا اور بچہ کو بھی بچا۔ یہ بھی فرمایا کہ یہ کوئی جادو ٹونا نہیں، بلکہ انسان کو یہ دعا صحیح طور پر پڑھنی چاہیے۔ یہ دعا ہر ایک قسم کے گناہوں سے نہیں بچا سکتی بلکہ یہ صرف ورثہ کے گناہوں کے لیے ہے۔

بچہ کی پرورش

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''حدیث میں ایک اور واقعہ بھی آتا ہے کہ ایک دفعہ بچپن میں امام حسنؓ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور منہ میں ڈال لی تو رسول کریم ﷺ نے اُس کے مُنہ میں انگلی ڈال کر نکال لی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ تمہارا کام خود کام کر کے کھانا ہے نہ کہ دوسروں کے لیے بوجھ بننا''۔

(منہاج الطالبین، صفحہ 56,57)

ہمیں ان واقعات سے سیکھنا چاہیے کہ بچے کو شروع سے ہی اچھی باتیں سکھانا ضروری ہے۔ اگر ہمارا بچہ کوئی غلطی کرتا ہے تو ہمیں لاپرواہی سے اُسے نظرانداز نہیں کرنا چاہیے، بلکہ فوراً پیار سے اس کی نشاندہی کرنی چاہیے۔ کیونکہ بچے مختلف قسم کی چیزوں سے متأثر ہوتے ہیں۔ اس لیے بچے پر اچھا اثر ڈالنے کی کوشش کرنی چاہیے اور بچے کو برے اثرات سے بچانا چاہیے۔ حضورؒ فرماتے ہیں: ''اگر نیک باتیں اُس کے کان میں نہ پڑیں گی تو بد پڑیں گی اور وہ بد ہو جائے گا''۔ (منہاج الطالبین، صفحہ 57)

والدین اور بچوں کے درمیان تعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''اپنے گھر کے ماحول کو ایسا پُرسکون اور محبّت بھرا بنائیں کہ بچے فارغ وقت میں گھر سے باہر گزارنے کی بجائے ماں باپ کی صحبت میں گزارنا پسند کریں۔ ایک دوستانہ ماحول ہو۔ بچے کھل کر ماں باپ سے سوال بھی کریں اور ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہر قسم کی باتیں کرسکیں۔ اس لئے ماں باپ دونوں کو بہرحال قربانی دینی پڑے گی''۔

(خطبہ جمعہ 27/جون 2003ء)

اس اقتباس سے ہم سیکھتے ہیں کہ بطور والدین ہمیں اپنے بچوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ ضروری ہے کہ ہم انہیں وقت دیں اور انہیں سمجھیں۔ ایسا کھلا اور قریبی تعلق پیدا کیا جانا چاہیے کہ بچے سوال پوچھنے یا کسی بھی قسم کے موضوع پر گفتگو کرنے سے نہ گھبرائیں۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ ایسا تعلق قائم رکھیں کہ بچے اپنے والدین کو اپنا پہلا اور بہترین رازدار سمجھیں۔ یہ سب حاصل کرنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ والدین کو اپنے بچوں کے ساتھ کیسے بات چیت کرنی چاہیے۔

بچوں سے گفتگو کا انداز

ہم سوچتے ہیں کہ کسی کے ساتھ بات چیت کرتے وقت، ہمیں صرف اپنے الفاظ کے انتخاب کا خیال رکھنا ہے۔ لیکن الفاظ اور زبان کے علاوہ، جسمانی حرکات اور مخاطب کی آنکھ سے رابطہ (Body language) ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں اعمال اور والدین کا بہترین نمونہ بھی بات چیت کا ایک بڑا عنصر ہے۔ رابطے کا مؤثر اور بہترین ذریعہ والدین کا اپنا کردار اور نمونہ ہے۔ جب بچے دیکھتے ہیں کہ ان کے والدین خود وہ نہیں کر رہے جو وہ مجھ سے کروانا چاہتے ہیں تو محض نصیحت کے الفاظ ان پر مثبت اثر نہیں ڈال سکتے۔ قرآنِ کریم نے ان لوگوں کے لیے بہت سخت الفاظ استعمال کیے ہیں جو دوسروں سے تو کچھ کرنے کا کہتے ہیں لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصّف: 3) اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں۔

بچوں سے ہمیشہ ادب سے بات کرنی چاہیے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ (ابن ماجہ)۔

گفتگو کرتے ہوئے بے جا ڈانٹ ڈپٹ، گالی گلوچ، مار کٹائی اور چھوٹی عمر میں ہی بچوں کو گھر سے نکال دینا، بچوں کو گہری نفسیاتی بیماریوں کا شکار بنا سکتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ والدین اپنی مثال آپ دکھائیں اور اس طرح اپنے بچے کو ایک لفظ بھی نہ کہہ کر بلکہ اپنے عمل کے ذریعہ بچوں کو سکھایا جاسکتا ہے۔ یہ تعلیم کے لیے ایک بہت ہی طاقتور اور مؤثر ذریعہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں سمجھایا ہے کہ انسان کو دوسروں کے ساتھ ہمیشہ پُرسکون اور پُرامن رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ کیونکہ جو غصہ یا طیش میں ہوتا ہے وہ خود بخود حکمت کے ساتھ بات چیت کرنے کی صلاحیت سے محروم ہو جاتا ہے۔

حضورؑ فرماتے ہیں: ''جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے''۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 208۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

والدین کا عملی نمونہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں نقل کا مادہ رکھا ہوا ہے جو بچپن سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ فطرت میں ہے۔ اس لئے بچہ کی فطرت میں بھی یہ نقل کا مادہ ہے۔ اور یہ مادہ جو ہے یقیناً ہمارے فائدے کے لئے ہے لیکن اس کا غلط استعمال انسان کو تباہ بھی کر دیتا ہے یا تباہی کی طرف بھی لے جاتا ہے۔ یہ نقل اور ماحول کا ہی اثر ہے کہ انسان اپنے ماں باپ سے زبان سیکھتا ہے، یا باقی کام سیکھتا ہے اور اچھی باتیں سیکھتا ہے، اور اچھی باتیں سیکھ کر بچہ اعلیٰ اخلاق والا بنتا ہے۔ ماں باپ نیک ہیں، نمازی ہیں، قرآن پڑھنے والے ہیں، اُس کی تلاوت کرنے والے ہیں، آپس میں پیار اور محبّت سے رہنے والے ہیں، جھوٹ سے نفرت کرنے والے ہیں تو بچے بھی اُن کے زیرِاثر نیکیوں کو اختیار کرنے والے ہوں گے۔ لیکن اگر جھوٹ، لڑائی جھگڑا، گھر میں دوسروں کا استہزاء کرنے کی باتیں، جماعتی وقار کا بھی خیال نہ رکھنا یا اس قسم کی برائیاں جب بچہ دیکھتا ہے تو اس نقل کی فطرت کی وجہ سے یا ماحول کے اثر کی وجہ سے پھر وہ یہی برائیاں سیکھتا ہے۔ باہر جاتا ہے تو ماحول میں، دوستوں میں جو کچھ دیکھتا ہے، وہ سیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے بار بار مَیں والدین کو توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے بچوں کے باہر کے ماحول پر بھی نظر رکھا کریں اور گھر میں بھی بچوں کے جو پروگرام ہیں، جو ٹی وی پروگرام وہ دیکھتے ہیں یا انٹرنیٹ وغیرہ استعمال کرتے ہیں اُن پر بھی نظر رکھیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل 3/جنوری 2014ء)

حضورانور نے فرمایا ہے کہ والد اور والدہ کو ایک دوسرے کی آنکھوں کی ٹھنڈک بننا چاہیے، تب ہی بچے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکتے ہیں۔ خود غور و فکر کریں! کیا آپ اپنے شریک حیات کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن پا رہے ہیں؟ کیا آپ کا شریک حیات آپ کو دیکھ کر خوش ہے؟ بچوں کی پرورش کے لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ والدین ایک ٹیم کے طور پر کام کریں۔

اس سے پہلے کہ بچوں کے ساتھ بات چیت فائدہ مند ہو، والدین کے درمیان بات چیت نہایت اہم ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں: ''میرے ایک جائزے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جن گھروں میں ماں باپ کا آپس کا محبّت اور پیار کا سلوک نہیں ہے اُن کے بچے زیادہ باہر جاکر سکون تلاش کرتے ہیں۔ اس لئے میں ماں باپ سے بھی کہوں گا کہ اپنی ذاتی اناؤں کی وجہ سے اور اپنی ادنیٰ خواہشات کی وجہ سے گھروں کا سکون برباد کر کے اپنی نسلوں کو برباد نہ کریں اور حقیقی طور پر متقیوں کا امام بننے اور اپنی امانتوں کا حق ادا کرنے والے بننے کی کوشش کریں اور اپنے عہد کو اور وعدے کو پورا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آکر آپ نے کیا ہے۔ (الفضل انٹرنیشنل 2 مئی 2014ء)

بچوں کے لباس اور اشیاء کا تربیت پر اثر

یہ تو ہم میں سے ہر ایک جانتا ہے کہ انسان پر اس کا لباس بہت گہرا اثر ڈالتا ہے۔ بچپن سے ہی جو والدین بلاوجہ مہنگے اور برانڈ والے لباس بچوں کو پہنانے کی کوشش میں ہوتے ہیں اور درمیانی راہ اختیار نہیں کرتے وہ بچوں کی تربیت میں رَخنے ڈال دیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر جب والدین میں سے کوئی ایک بچوں کو یہ احساس پوری کوشش اور طاقت کے ساتھ دلا رہا ہو کہ میں تمہارا بہترین خیر خواہ ہوں اس لئے ہمیشہ مہنگے کپڑے اور اشیاء خرید کر دیتا ہوں تو یہ حرکتیں بچوں کی ذہنی صلاحیتوں کو بری طرح متاثر کرتی ہیں۔

اگر والدین ان باتوں پر بچوں کے سامنے جھگڑتے بھی ہوں تو وہ بچوں کے مستقبل کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ اس لئے والدین کو اپنے اختلافی مسائل کو صرف اپنے کمرے تک ہی محدود رکھنا چاہیے اور بچوں کے سامنے اس طرح گفتگو کریں کہ دونوں کی ایک ہی رائے محسوس ہو اور بچے کسی اختلاف کو محسوس نہ کر سکیں۔

بچوں کے ماحول اور دوستوں پر نظر

بچوں کے جن سے تعلقات اور دوستیاں ہوں ان پر نظر رکھنا بھی بہت ضروری امر ہے۔ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری رہنمائی فرمائی کہ ''آدمی اپنے ساتھی کے دین پر ہوتا ہے۔ پس ہر ایک شخص کو غور و فکر کرنی چاہیے کہ وہ کس کا ساتھی ہے''۔ (ترمذی)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''بچے کو اپنے دوست خود نہ چننے دیئے جائیں بلکہ ماں باپ چنیں اور دیکھیں کہ کن بچوں کے اخلاق اعلیٰ ہیں۔ جب خود ماں باپ بچے سے کہیں گے کہ فلاں بچوں کے ساتھ کھیلا کرو تو اس طرح ان بچوں کے اخلاق کی نگرانی بھی کریں گے''۔ (انوار العلوم جلد 9، منہاج الطالبین صفحہ 204)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی خدا تعالیٰ سے دوستی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''اپنے بچوں کے دل میں شروع سے ہی خدا کی محبّت پیدا کر دیں پھر دیکھیں کہ دنیا کا کوئی فساد ان پر غلبہ نہیں پا سکے گا''۔

(اوڑھنی والیوں کے لیے پھول جلد دوم صفحہ 312-313)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''بچے جس ماحول میں رہتے ہیں اس ماحول کا ہمسایوں کا اثر ان بچوں پر بھی ہو رہا ہوتا ہے۔ ماں باپ چاہے بچوں کو سکھاتے رہیں لیکن جہاں بھی کمزوری ہوتی ہے اس سکھانے کے باوجود بھی اثر ہو جاتا ہے ماحول کا.....

اور بہرحال نتیجہ پھر اس کا یہ نکلتا ہے اور نکل رہا ہے کہ ماں باپ بچوں پر ظلم کرنے لگ جاتے ہیں اور بچے ماں باپ کی عزّت و احترام نہیں کرتے۔ کہہ دیتے ہیں کہ اس ماحول میں ایسے ہی رہنا ہے اگر یہاں آئے ہو تو اس طرح گزارا کرنا پڑے گا۔ اور یہ پھر فردی برائیاں نہیں رہتیں۔ یہ قومی برائیاں بنتی جا رہی ہیں۔ گھر برباد ہو رہے ہیں ماں باپ بچوں کا روحانی قتل بھی کر رہے ہیں اور جسمانی قتل بھی کر رہے ہیں۔ مغربی معاشرہ تو آزادی کے نام پر ایک تباہی کی طرف جا ہی رہا ہے اور یہ قومی بدی ہے لیکن اس کی لپیٹ میں بعض احمدی بھی آ رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ یہ قومی برائی بنے اور وسیع طور پر پھیل جائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد ہم پھر جہالت میں واپس چلے جائیں ہمیں قوم کی حیثیت سے ان باتوں سے بچنے کے لئے کوشش کو تیز کرنے کی ضرورت ہے''۔ (خطبہ جمعہ 13 فروری 2015ء)

(باقی آئندہ)

بچی کی دعائیں باپ کی زبانی

الٰہی مجھے سیدھا رستہ دکھا دے
مِری زندگی پاک و طیّب بنا دے

مجھے دین و دنیا کی خُوبی عطا کر
ہر اک درد اور دُکھ سے مجھ کو شفا دے

زباں پر مِری جھوٹ آئے نہ ہرگز
کچھ ایسا سبق راستی کا پڑھا دے

گناہوں سے نفرت، بدی سے عداوت
ہمیشہ رہیں دِل میں اچھے اِرادے

ہر اِک کی کروں خدمت اور خیر خواہی
جو دیکھے وہ خوش ہو کے مجھ کو دعا دے

بنوں نیک اور دوسروں کو بناؤں
مجھے دِین کا عِلم اتنا سِکھا دے

خوشی تیری ہو جائے مقصود میرا
کچھ ایسی لگن دل میں اپنی لگا دے

غِنا دے، سخا دے، حیا دے، وفا دے
ہُدیٰ دے، تُقیٰ دے، لِقا دے، رَضا دے

(کلام حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ)

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

ٹریفک قوانین سے متعلق عارضی معاہدہ

یورپین ممالک کے اندر بڑھتے ہوئے ٹریفک مسائل سے نمٹنے کے لئے یورپین یونین میں ایک عارضی معاہدہ پر اتفاق رائے ہو گیا ہے جس کے مطابق ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرنے کے مرتکب شخص پر تمام بلاک میں ڈرائیونگ پر پابندی عائد کردی جائے گی۔خبروں کے مطابق ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کے مرتکب فرد پر اوّلاً اس ملک میں پابندی عائد ہو گی جہاں سے اس کو لائسنس جاری کیا گیا ہو گا پھر وہ متعلقہ ملک پورے یورپین ممالک میں پابندی عائد کرنے کا ذمہ دار ہو گا۔اس نئے عارضی معاہدے کا اطلاق سنگین ترین خلاف ورزیوں پر ہی ہو گا۔

موبائل پر پابندی کے خوشگوار اثرات

لاطینی امریکہ کے 200 ملین آبادی والے ملک برازیل کے سکولوں میں حال ہی میں موبائل کے استعمال پر پابندی عائد کی گئی تھی جس کے انتہائی خوشگوار نتائج سامنے آئے ہیں۔اس مہم کی ابتداء سب سے بڑے شہر ریو ڈی جنیرو سے کی گئی تھی جہاں ایک پائلٹ پروجیکٹ کے تحت یہ پابندی عائد کی گئی تھی۔اس کے نتیجہ میں طلبہ کی سرگرمیوں کے انتہائی مثبت نتائج سامنے آئے۔طالب علم اب دوران تدریس بھرپور توجہ سے پڑھائی کرتے ہیں۔وقفہ کے دوران کھیل کے میدان میں بھی کھیل ہی میں وقت گزارتے ہیں۔اس کامیاب تجربہ کے بعد صدر لولا ڈی سلوا کے دستخط کے بعد جنوری سے یہ پابندی ملک بھر میں عائد کردی گئی ہے جس کے تحت تدریس کے علاوہ وقفہ کے دوران موبائل فون پاس رکھنے کی ممانعت ہے۔

میانمار میں زلزلہ

میانمار میں زلزلہ سے ہلاکتوں کی تعداد 5000 سے تجاوز کرگئی۔28 مارچ جمعہ کے روز 7.7 کی شدّت سے آنے والے زلزلہ نے شدید تباہی پھیلائی تھی،ابھی بھی ملبے تلے انسانی نعشوں کی تلاش کا کام جاری ہے۔میانمار کی فوجی حکومت نے عالمی برادری سے فوری امداد کی اپیل کی ہے۔ بلند و بالا عمارتیں ملبے کا ڈھیر بن چکی ہیں۔میانمار کا دوسرا بڑا شہر منداله زلزلہ سے سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے۔

ٹرمپ کا نیا ورلڈ آرڈر اور یورپ کے خدشات

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے جنوری میں اقتدار سنبھالنے کے بعد سے عالمی سیاست کے منظر میں بڑی تبدیلیاں رونما ہوتی دکھائی دے رہی ہیں۔انہی تبدیلیوں میں یورپ کا اتحاد بھی بڑے خطرات سے دوچار دکھائی دیتا ہے۔مغربی ممالک کی سیکورٹی کے حوالے سے نئی پالیسی نے ایک نیا بحران پیدا کردیا ہوا ہے اور امریکی صدر کے سخت موقف کے باعث یورپین ممالک اپنی سیکورٹی کے بارے میں تشویشناک حد تک فکر مند دکھائی دیتے ہیں۔سیاسی مصبرین کے مطابق دوسری عالمی جنگ عظیم کے بعد یہ سب سے بڑا سیکورٹی بحران ہے۔

غزہ میں حماس کے خلاف بڑا احتجاج

28 مارچ کو غزہ میں ہزاروں کی تعداد میں فلسطینیوں نے حماس کے خلاف جلوس نکال کر دنیا بھر کو حیران کردیا۔ مظاہرین کا بڑا نعرہ یہ تھا کہ ہم کسی جماعت یا ملک کے لئے مرنے سے انکار کرتے ہیں۔یہ احتجاجی مظاہرہ سیز فائر کے خاتمہ کے بعد اسرائیلی بمباری کے نتیجہ میں مزید سینکڑوں ہلاکتوں کے بعد ہوا ہے۔اس دوران حماس کے نقاب پوش، جنہوں نے بندوقیں اور لاٹھیاں اٹھا رکھی تھیں مظاہرین کو زبردستی منتشر کرانے کی کوششیں بھی کرتے رہے۔

سالیڈریٹی سرچارج کے خلاف درخواست مسترد

جرمنی کی ایک آئینی عدالت نے Solidarity سرچارج نامی اضافی ٹیکس کے خلاف درخواست مسترد کر دی۔ یہ وہ اضافی ٹیکس ہے جو زیادہ آمدنی والے افراد، کمپنیوں اور اداروں کو ادا کرنا پڑتا ہے۔پچھلے سال اس سرچارج کی مد میں حکومت کو 12.6 بلین یورو کی آمدن ہوئی تھی۔اس ٹیکس کے خلاف درخواست سیاسی جماعت فری ڈیموکریٹک کی طرف سے عدالت میں دائر کی گئی تھی جس کا رجحان کاروباری اداروں اور کمپنیوں کی طرف زیادہ ہے۔جرمنی میں اس ٹیکس کا نفاذ 1990ء میں مشرقی و مغربی جرمنی کے اتحاد کے بعد ہوا تھا۔عدالت نے اپنے فیصلہ میں کہا کہ مشرقی اور مغربی جرمنی کے ضم ہوجانے سے منسلک حکومت کی اب بھی جائز معاشی ضروریات ہیں۔

جرمن پارلیمنٹ کی نئی خاتون اسپیکر

23 فروری کے عام انتخابات کے بعد سے جرمنی کے اندر حکومت سازی کا کام شروع ہو گیا ہے اور اس سلسلہ میں جرمن پارلیمان کے نئے اسپیکر کے انتخاب کا مرحلہ بھی طے ہو گیا ہے۔عام انتخابات میں ابھر کر آنے والی سیاسی پارٹی سی ڈی یو سے تعلق رکھنے والی خاتون ممبر پارلیمان نے 382 ووٹ حاصل کئے۔انتخاب کے بعد نئی اسپیکر ژولیا کلوکنر نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ عہدہ خوشی سے قبول کرتی ہوں اور آپ کے اعتماد اور ووٹوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔یاد رہے کہ جرمن صدر کے بعد اسپیکر کا عہدہ دوسرا بڑا آئینی عہدہ ہے تاہم تمام تر انتظامی اختیارات چانسلر اور کابینہ کے پاس ہوتے ہیں۔

وقفِ زندگی سے میدانِ عمل تک

اخبار احمدیہ جرمنی میں ''وقفِ زندگی سے میدانِ عمل تک'' کے عنوان سے ایک سلسلہ مضامین شروع کیا جارہا ہے جس میں اپنی زندگیاں خدمتِ دین کی خاطر وقف کرنے والے نوجوانوں کے ایمان افروز حالات و واقعات قارئین کے لئے پیش کئے جاسکیں گے۔ امید ہے کہ دیگر واقفین زندگی بھی اپنے دلچسپ اور سبق آموز واقعات ادارہ اخبارہ احمدیہ کو بھجوا کر ممنون فرمائیں گے۔

مکرم محمد عمران بشارت صاحب (مربی سلسلہ)

خاکسار کی پیدائش 1998ء میں ہوئی لیکن والدین کسی وجہ سے مجھے وقفِ نَو کی بابرکت تحریک میں شامل نہ کر پائے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے میرے والدین نے دلگداز دعاؤں کے ساتھ ساتھ ایسے رنگ میں تربیت کرنے کی کوشش کی کہ خاکسار دسویں (Realabschluss) کے بعد 16 سال کی عمر

میں جامعہ احمدیہ جرمنی میں داخل ہوا اور سات سالہ تعلیمی و تربیتی نصاب مکمل کرنے کے بعد 2021ء میں بفضلہٖ تعالیٰ فارغ التحصیل ہوا۔ مئی 2022ء میں خاکسار کی پہلی تقرری نیشنل شعبہ تربیت میں ہوئی اور تاحال اسی شعبہ میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے، الحمدللہ۔

میری والدہ صاحبہ مرحومہ (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے) اور میرے والد صاحب نے خاکسار کی بچپن میں بہت اچھی تربیت کرنے کی کوشش کی۔ دونوں باقاعدگی سے دینی امور کی طرف توجہ دلاتے رہتے اور ساتھ ساتھ ان کا نیک نمونہ بھی اصلاح کا ذریعہ بنتا۔ لیکن اس کے باوجود خاکسار 14 سال کی عمر تک جماعت کا فعّال ممبر نہ تھا۔ بس کبھی کبھار مسجد چلے جانا یا پھر جماعتی پروگراموں میں حصہ لے لینا، لیکن باقاعدگی نہ تھی۔ اِسی طرح والدین کے کہنے پر نماز تو پڑھ لیتا تھا لیکن باقاعدگی سے نہیں اور وہ بھی سطحی طور پر۔ روحانیت کیا ہے یا زندگی کا مقصد کیا ہے، بالکل معلوم نہ تھا۔ جہاں تک دنیاوی تعلیم کا تعلق ہے تو اس میں بھی خاکسار کے سکول میں اچھے نمبر نہیں آتے تھے اور نہ ہی خاکسار کو پڑھائی کا شوق تھا۔

جب خاکسار نویں کلاس میں پہنچا تو سوچنے لگا کہ سکول مکمل کرنے کے بعد کیا کرنا ہے۔ اسی سال دو ہفتوں کے لیے ایک Praktikum بھی کرنا ہوتا ہے چنانچہ خاکسار نے بھی دوسرے طلبہ کی طرح دو مختلف جگہوں پر کام کیا، جو خاکسار نے اپنی مرضی سے منتخب کئے تھے مگر خاکسار کو کوئی مزا نہ آیا اور ایسا لگا کہ کوئی دنیاوی کام بھی میرے لئے موزوں نہیں۔ خاکسار کا دنیاوی کام کا تجربہ اتنا بُرا رہا کہ خاکسار پریشان ہوگیا کہ سکول مکمل ہونے کا وقت قریب ہے اور نہ ہی میں آگے پڑھنا چاہتا ہوں اور نہ ہی کوئی اچھا کام مل رہا ہے اور اگر مل بھی رہا ہے تو اسے کرنے کے لئے میرا دل نہیں مانتا۔ اُس وقت تک خاکسار نے جامعہ احمدیہ کا نام تو سنا ہوا تھا لیکن یہ نہیں پتہ تھا کہ جامعہ ہوتا کیا ہے اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وقفِ زندگی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔

خاکسار کو یاد نہیں کہ وقف اور جامعہ احمدیہ کا کہاں سے سنا، یقیناً کسی جماعتی پروگرام میں ہی کسی نے ذکر کیا ہو گا۔ اسی دوران ایک بات خاکسار کے کان میں پڑی کہ خدا تعالیٰ کو پسند ہے کہ انسان اپنی زندگی خدا کی خاطر وقف کرے۔ ہماری جماعت ہائیڈل برگ کے دو نوجوان جامعہ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے اور جب ان سے مسجد میں ملاقات ہوتی یا کوئی ذکر کرتا تو بتاتا کہ یہ جامعہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہاں سے خاکسار کا آہستہ آہستہ جامعہ کی طرف رجحان شروع ہوا۔ وقت ایسا تھا کہ خاکسار اپنے مستقبل کے لیے کسی پیشے کی تلاش میں تھا، ہر طرف سے دباؤ تھا کہ سکول کے بعد کیا کرنا ہے۔ خاکسار سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحیح وقت میں میرا تعارف جامعہ اور وقف کے ساتھ کروایا اور خاکسار کے دِل میں دنیاوی کام سے دوری پیدا کر دی اور اِس طرح گویا سارے دنیاوی دروازے بند کر کے میرا خیال جامعہ کی طرف جانے لگا کہ دیکھوں تو سہی کہ یہ ہے کیا؟

میں نے جامعہ کے بارہ میں انٹرنیٹ میں معلومات تلاش کرنی شروع کیں۔ جب خاکسار نے جامعہ کی ویب سائٹ پر یہ پڑھا کہ یہاں بہت زیادہ پڑھائی ہوتی ہے اور مزید برآں عربی اور فارسی بھی سیکھنی پڑتی ہیں تو اُس وقت دِل میں سوچا کہ یہ تو میرے لئے ہرگز موزوں نہیں۔ کیونکہ ایک تو میں ویسے ہی پڑھائی میں کافی کمزور ہوں اور مشکل سے پاس ہوتا ہوں۔ اب سات سال کے لیے اتنی زیادہ پڑھائی کرنا اور دو نئی زبانیں سیکھنا تو انتہائی مشکل ہو جائے گا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال آیا کہ کوئی دنیاوی کام یا پڑھائی کے لیے بھی دِل نہیں مانتا۔ اس کے مقابلہ میں جامعہ ٹھیک تو ہے لیکن اس کی پڑھائی بہت مشکل اور میرے لئے تو ناممکن لگتی ہے۔ خاکسار اِسی کشمکش میں تھا کہ اب کیا کیا جائے۔ الحمدللہ کہ اچانک نماز کی طرف خاکسار کی توجہ ہوگئی اور جو باتیں سُنی ہوئی تھیں کہ انسان اگر مشکل میں ہو اور فیصلہ نہ کر پائے تو خدا سے رہنمائی لے۔ خاکسار نے ایسا ہی کرنے کی کوشش کی۔ خاکسار کو اب معین تو یاد نہیں کہ سجدہ میں کیا دعا کی، لیکن جب خاکسار نے نماز پڑھنی شروع کی اور سجدہ میں گیا تو ایسا محسوس ہوا کہ گویا تمام دنیاوی خیال دل و دماغ سے نکل گئے ہیں اور خاکسار نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے خدا تُو میری حالت کو جانتا ہے کہ نہ میرے پاس دنیاوی علم ہے نہ دینی لیکن

مکرم محمد عمران بشارت صاحب مربی سلسلہ اپنے آقا سے شفقتیں سمیٹتے ہوئے

میں تیری طرف آنا چاہتا ہوں۔ تب کیفیت ایسی بن گئی کہ ایک دعا نکلی جو آج تک مجھے یاد ہے۔ میں نے یہ عرض کی کہ اے خدا! مَیں نے سُنا ہے کہ تجھے پسند ہے کہ انسان تیری راہ میں اپنی زندگی وقف کر دے۔ اے خدا تُو مجھے بتا کہ تیرے نزدیک کون سا وقف سب سے بہتر ہے۔ ایسے درد کے ساتھ یہ دعا نکلی کہ یقین ہوگیا کہ خدا تعالیٰ رہنمائی کرے گا۔ خاکسار نہیں جانتا تھا کہ خدا تعالیٰ خوابوں کے ذریعہ سے بھی راہنمائی فرماتا ہے۔ تاہم خاکسار نے اس دعا کے بعد خواب میں دیکھا کہ جامعہ کے کچھ طلباء یونیفارم پہنے ہوسٹل کے ایک کمرے میں بیٹھے آپس میں بات چیت کر رہے ہیں اور ساتھ پڑے فریج میں سے ٹھنڈے مشروبات نکال کر پی رہے ہیں۔ گویا بہت خوشگوار ماحول ہے، کسی بھی سختی یا مشکل کے آثار نہیں ہیں۔ خاکسار خواب میں اُن میں سے ایک طالبعلم کو فون کرتا ہے اور وہ وہی طالبعلم تھا جسے خاکسار نے ایک مرتبہ جلسہ سالانہ پر دیکھا تھا اور اس کا نام بھی جانتا تھا۔ وہ طالبعلم جامعہ کے کمرے میں جو فون پڑا تھا اسے اٹھاتا ہے۔ مَیں اُس طالبعلم سے بہت لمبی گفتگو کرتا ہوں۔ ہم دونوں ہنس ہنس کر باتیں کرتے ہیں گویا ہم دوست ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد ہم فون بند کرتے ہیں۔ کچھ دیر بعد وہ طالبعلم مجھے فون کرتا ہے اور پھر ہم بہت لمبی گفتگو کرتے ہیں۔ پس منظر سے آنے والی خوش گپیوں کی آوازیں سُن رہا ہوتا ہوں اور محسوس ہوتا ہے کہ جامعہ کے طلباء خوب مزے کر رہے ہیں اور انہیں کسی قسم کی کوئی مشکل یا پریشانی نہیں۔ لمبی گفتگو کے بعد ہم فون بند کرتے ہیں اور میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

خاکسار کو جامعہ کے حوالہ سے یہی مشکل اور پریشانی تھی کہ جامعہ میں اتنی پڑھائی ہوگی، مَیں کیسے کر پاؤں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو خواب میں دکھا دیا کہ فکر نہ کرو اتنی بھی مشکل نہیں جتنی تُم سمجھ رہے ہو اور اس طرح خاکسار کا یہ خوف بھی دور ہوگیا اور اِس خواب کے بعد خاکسار کو یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کی دعا کا جواب یہ دیا ہے کہ میرے نزدیک تمہارے لئے سب سے بہترین بات یہی ہے کہ جامعہ احمدیہ میں جاکر مربی بنو۔

اس کے بعد خاکسار نے معلومات لینی شروع کیں اور اپنے والدین سے ذکر کیا کہ خاکسار جامعہ جانا چاہتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ والدین بچوں کو بچپن سے جامعہ کے لئے تیار کرتے ہیں یا پھر وقت قریب آنے پر بچے کے سامنے اپنی خواہش کا ذکر کر دیتے ہیں لیکن خاکسار کے والدین نے ایک مرتبہ بھی خاکسار کو اشارۃً بھی مجبور نہیں کیا کہ جامعہ جانا ہے۔ جب خاکسار نے اِس بات کا ذکر کیا تو دونوں بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اِس سے بہتر اور کیا ہے کہ زندگی اللہ کی راہ میں وقف کر دی جائے، ان کے اس ردِّعمل سے احساس ہوا کہ وہ دراصل میری خاموشی سے تربیت کر رہے تھے اور جب انہیں اپنی کامیابی کا علم ہوا تو خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ پھر خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی دعائیہ خط لکھا کہ خاکسار تحریک وقفِ نَو میں تو شامل نہیں لیکن دسویں کے بعد جامعہ جانا چاہتا ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کو اس کی اجازت عطا فرمائی۔

اس مرحلہ پر خاکسار کی والدہ صاحبہ مرحومہ نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ مَیں Abitur کرکے جامعہ جاؤں کیونکہ وہ سمجھتی تھیں کہ اس طرح سے سب بہن بھائیوں میں سے بڑا ہونے کے ناطے گھر کے کاموں میں مددگار ثابت ہو سکتا ہوں۔ خاکسار کو والدہ صاحبہ مرحومہ کی ہر بات عزیز تھی۔ انتہائی مشکل تھا کہ والدہ صاحبہ کے مشورے پر عمل نہ کروں۔ خاکسار نے پھر اللہ تعالیٰ سے رہنمائی لی اور سجدے میں یہی بات عرض کی کہ اے خدا مَیں تو یہی سمجھا تھا کہ مجھے ابھی جامعہ جانا چاہیئے لیکن میری والدہ محترمہ نے یہ مشورہ دیا ہے۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟

اس پر پھر خاکسار نے خواب میں دیکھا کہ خاکسار کی والدہ صاحبہ اپنی بہنوں کے ساتھ گفتگو کر رہی ہیں۔ میں آکر والدہ صاحبہ سے کچھ بات کرتا ہوں اور وہ مجھے سمجھاتی ہیں کہ بیٹا ایسا نہ کرو بلکہ اس طرح کرو۔ جب میری خالہ یہ بات سُنتی ہیں تو وہ والدہ صاحبہ کو کہتی ہیں کہ تُم کیوں اسے ایسا کہہ رہی ہو۔ جو وہ کہتا ہے وہی درست ہے۔ حالانکہ اس وقت مَیں یہی سوچ رہا ہوتا ہوں کہ میری والدہ صاحبہ جو کہہ رہی ہیں وہی ٹھیک ہے۔ پھر خاکسار کی آنکھ کھل جاتی ہے اور میرے دل میں مزید یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ میرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں اسی سال جامعہ میں جاؤں۔

اب خاکسار نے والدین سے بات کرکے اور دونوں کی مکمل رضامندی کے ساتھ جامعہ کے داخلہ کے لیے کاغذات جمع کروا دیئے۔ تحریری اور زبانی امتحان کے لیے کچھ تیاری کرکے خاکسار جامعہ حاضر ہوگیا۔ تحریری امتحان کے بعد زبانی امتحان ہوا۔ محترم پرنسپل صاحب نے امتحان کے آخر پر خاکسار کا دسویں کلاس کا ابتدائی نتیجہ (Zeugnis) دیکھ کر کہا کہ آپ کے جرمن اور ریاضی میں Note 3 ہیں۔ کوشش کریں کہ دونوں میں 2 ہو جائیں۔ چونکہ ابھی سکول کے کچھ ماہ باقی تھے اور ہمارے کچھ امتحانات رہتے تھے اس لئے ابھی ممکن تھا کہ اپنے نمبروں کو بہتر کیا جائے۔ پرنسپل صاحب نے کہا کہ جب آپ کو حتمی سند مل جائے تو ہمیں بھیج دیں۔

جس طرح پرنسپل صاحب نے کہا تھا مجھے ایسا ہی لگا کہ اب میرے داخلے کا فیصلہ میرے اِن دو مضامین کے نمبروں پر ہی ہوگا۔ اس پر خاکسار نے یہ سمجھا کہ اب خاکسار کا یہ کام ہے کہ پورا زور لگا کر دونوں مضامین میں خوب محنت کر کے 3 سے 2 پر آ جاؤں کیونکہ اگر مَیں یہ نہ کر سکا تو میرا داخلہ نہیں ہوگا۔ خاکسار نے بہت دعا اور محنت کے ساتھ کوشش کی۔ دونوں مضامین کا ایک ایک امتحان تھا۔ امتحان دیا اور کچھ عرصے کے بعد امتحان کا رزلٹ آیا۔ ہوا یہ کہ خاکسار کے اتنے بُرے نمبر آئے کہ دونوں مضامین میں 3 سے 2 پر آنے کی بجائے 4 پر آ گیا۔ خاکسار نے یہ نتیجہ جامعہ احمدیہ بھیج دیا۔

شروع میں تو بہت ناامیدی اور پریشانی ہوئی کہ اب کیا ہوگا۔ خاکسار کو قریباً یقین تھا کہ اب خاکسار کا داخلہ جامعہ میں نہیں ہوگا کیونکہ پرنسپل صاحب نے میرے علم کے مطابق یہی ایک شرط رکھی تھی جو خاکسار پوری نہ کر سکا۔ پوری کرنا تو دور کی بات ہے، اپنے نمبروں کو برقرار بھی نہ رکھ سکا۔ ہر دفعہ کی طرح خاکسار نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی اور اسی سے ہی مدد مانگی کہ اے خدا اگر تو نے میری جامعہ کی طرف رہنمائی کی ہے اور تو جانتا ہے کہ میں تیرے اشارے پر اپنی زندگی وقف کرنے کے لیے تیار ہوا ہوں تو تُو ہی میری مدد فرما۔ خاکسار اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا رہا اور اپنے اِس سفر کو یاد کرتا رہا تو آہستہ آہستہ کچھ امید کی کرن نظر آئی کہ خدا نے ہی میری اس راستہ کی طرف رہنمائی کی ہے تو یقیناً خدا میری مدد فرمائے گا۔ لیکن ظاہری طور پر ناامیدی کے باوجود دعا جاری رکھی اور جامعہ کی طرف سے جواب کا انتظار کیا۔

پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ عرصے بعد جامعہ کی طرف سے خط موصول ہوا کہ خاکسار کا جامعہ احمدیہ میں داخلہ ہوگیا ہے۔ آج تک نہیں معلوم کہ یہ کیسے ہوا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور والدین کی تربیت اور دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ اِس طرح خاکسار کا جامعہ کا سفر شروع ہوا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے خوشگوار طور پر پلک جھپکنے میں طے ہوگیا، الحمدللہ۔

مکرم ظافر محمود صاحب (مربی سلسلہ)

خاکسار کا جرمنی کی جماعت Betzdorf سے تعلق ہے، پیدائش سے خاکسار اسی جماعت کا حصہ رہا ہے۔ خاکسار کے دَدھیال کا تعلق موضع حسن پور ضلع خانیوال سے ہے۔ ہمارے خاندان میں خاکسار کے پڑدادا جی مکرم چوہدری اللہ دتہ بندیشہ صاحب نے سن 1921ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا شرف پایا۔ پھر اخلاص میں اس حد تک ترقی کی کہ بیعت

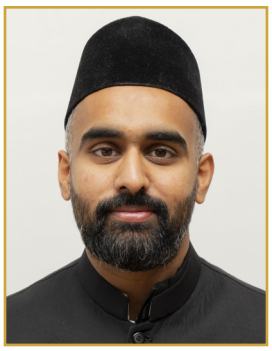

کرنے کے بعد گاؤں لوٹ کر آپ نے اپنی آبائی زمین کا ایک حصہ جماعت کے لئے وقف کر دیا، جس پر ایک مسجد اور معلّم صاحب کی رہائش تعمیر ہوئی۔ تاحال گاؤں میں یہی ایک احمدی مسجد ہے اور آج بھی اس میں نمازیں ادا ہوتی ہیں۔ نیز اسی طرح آپ نے اپنی زمین کا ایک دوسرا حصہ احمدی مرحومین کے لئے بطور قبرستان مخصوص کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے ننھیال اور ددھیال کے بزرگان کو اگرچہ مختلف انداز میں خدمتِ دین کی توفیق بخشی، لیکن باقاعدہ زندگی وقف کر کے بطور مربی خدمت کرنے کا موقع کسی کو نہ ملا تھا۔ لہٰذا والدین کی ہمیشہ سے خواہش تھی کہ خاکسار زندگی وقف کر کے مربی سلسلہ بنے۔

یہ صرف ایک ارادہ یا خواہش ہی نہیں تھی بلکہ والدین نے خاکسار کی کم سنی سے ہی قرآنِ کریم کی تلاوت، نمازوں کی باجماعت ادائیگی، جماعتی تقریبات میں شمولیت اور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم کا خاص اہتمام کیا۔ ہفتہ کے دوران جس دن والد صاحب صبح کے وقت کام کرتے، اُس روز شام کو روزانہ نماز سینٹر لے جاتے۔ جمعہ کے دن اسکول سے لے کر سیدھے نماز جمعہ کے لئے جاتے اور ہفتہ اور اتوار کے دن جماعتی پروگراموں کے لئے ہم والد صاحب کے ہمراہ نماز سینٹر حاضر ہوتے۔ والدہ صاحبہ نے قرآنِ کریم کا پہلا دَور پانچ سال کی عمر میں کروایا اور مسلسل حفظ قرآن پر خاص طور پر زور دیا۔ اکثر میرے ساتھ مقابلہ کے رنگ میں سورتیں یاد کرتیں اور مجھے نئی سورتیں یاد کرنے کی ترغیب دلاتیں۔ نیز ہر کلاس، اجلاس، اجتماع اور جائزہ وقف نو کی خود تیاری کرواتیں، تقاریر لکھتیں، نظموں کا درست تلفّظ بتاتیں اور ان کی طرز بنا کر سکھاتیں۔ الغرض، خاکسار کی والدہ ہر پروگرام کی تیاری کرواتیں اور والد صاحب اس میں شمولیت کو یقینی بناتے۔

والدین کی اسی محنت اور بے شمار دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کا بچپن سے ہی جماعت کے ساتھ ایک پختہ تعلق بن گیا۔ چنانچہ 2013ء میں جب جماعت احمدیہ جرمنی کے واقفین نو بچوں کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس کی صورت میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اس کلاس میں خاکسار کو بھی شمولیت کی توفیق ملی۔ اس کلاس کا موضوع بھی وقف زندگی اور جامعہ ہی تھا نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا، کہ ایک وقفِ نَو بچہ کو جامعہ میں داخلہ کو ترجیح دینی چاہیے۔ والدین کی تربیت کے بعد جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ فرمان سنا تو میرے دل میں بھی جامعہ جانے کا ارادہ پختہ ہوگیا۔

جامعہ داخلہ کا سفر ہر طالب علم کے لئے ایک الگ سفر ہوتا ہے، اسی طرح خاکسار کا سفر بھی کچھ الگ ہی تھا۔ جب ایک دفعہ جامعہ میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا تو ساتھ ہی یہ خواہش بھی پیدا ہوئی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قریب جامعہ احمدیہ یوکے میں داخلہ کے لئے کوشش کی جائے۔ چنانچہ اس معاملہ میں رہنمائی اور اجازت طلب کرنے کے لئے خاکسار اپنی فیملی کے ساتھ فروری 2016ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دَورانِ ملاقات خاکسار کی والدہ نے اس خواہش کا اظہار کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اجازت کی درخواست کی۔ اس پر حضور انور نے خاکسار کو مخاطب کرتے ہوئے دریافت فرمایا، کہ آیا مجھے قرآنِ کریم کی تلاوت آتی ہے۔ خاکسار نے عرض کی، جی حضور۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسکرائے اور فرمایا کہ ٹھیک ہے، پھر آ جاؤ۔ ملاقات کے بعد خاکسار نے یہی درخواست تحریراً بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مکرم ظافر محمود صاحب درجہ شاہد کی سند وصول کرتے ہوئے

میں پیش کر دی، اور یوں جامعہ احمدیہ یوکے جانے کا ارادہ عملی شکل اختیار کر گیا۔

خاکسار کا جرمنی میں جس جماعت سے تعلق ہے وہ ایک عرصہ سے مسجد کی تلاش میں تھی۔ چنانچہ 2016ء میں بھی مسجد کے حصول کی کوشش کی جارہی تھی، اور مقامی جماعت کی طرف سے خاکسار کو مرکز سے رابطہ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ اس سلسلہ میں ایک روز محترم نیشنل امیر صاحب سے گفتگو کرنے کا موقع ملا، اور مسجد کی بات کرنے کے بعد خاکسار نے ضمناً جامعہ یوکے جانے کا ذکر کرتے ہوئے مکرم امیر صاحب سے درخواستِ دعا کی۔ اس پر مکرم امیر صاحب نے اس خیال کا اظہار کیا کہ جامعہ تو جرمنی میں بھی ہے، اور ان کے خیال میں جرمن زبان بولنے والے بچوں کو جرمنی میں ہی جامعہ میں داخلہ لینا چاہیے۔

اس پر خاکسار پھر سوچ میں پڑ گیا۔ مگر چونکہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یوکے آنے کی اجازت بھی عنایت کر دی تھی، مجھے خود سے اس میں تبدیلی کرنا بھی مناسب معلوم نہ ہوا۔ جامعہ احمدیہ یوکے میں داخلہ کے لئے ٹیسٹ اور انٹرویو میں اب صرف چند ماہ باقی تھے، جس کے لئے خاکسار نے تیاری شروع کر رکھی تھی اور بس کا ٹکٹ بھی خرید لیا تھا۔ روانگی سے پہلے یہ خیال بھی آیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہونے کی بھی کوشش کرنی چاہیے، چنانچہ خاکسار نے ملاقات کی درخواست بھی دے دی اور پہلی مرتبہ اتنے لمبے سفر کے لئے اکیلے روانہ ہو گیا۔

لندن پہنچ کر خاکسار بیت الفتوح گیا، جہاں جماعتی رہائش کا انتظام تھا۔ ٹیسٹ اور انٹرویو غالباً بدھ اور جمعرات کے دن ہونا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا کچھ اور ہی ارادہ معلوم ہوتا تھا۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر سے یہ اطلاع ملی کہ منگل کے روز خاکسار کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہو گا اور یہ ملاقات ایک گروپ کی صورت میں نہیں بلکہ انفرادی ملاقات ہو گی۔ خاکسار کے لئے یہ انفرادی ملاقات کا پہلا موقع تھا، اس وقت میری عمر قریباً بیس سال تھی۔ ملاقات کا دن آ پہنچا مگر خاکسار کو ابھی یہ معلوم نہیں تھا کہ بیت الفتوح سے مسجد فضل کیسے پہنچنا ہے۔ ملاقات چونکہ مغرب کے بعد ہونی تھی، خاکسار مغرب سے پہلے بیت الفتوح کے گیٹ کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں ڈیوٹی دینے والے دوست سے ملاقات کا ذکر کیا تو ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے مسجد فضل جانے کا انتظام کر دیا۔

یہ ملاقات خاکسار کے لئے ایک فیصلہ کن ثابت ہوئی۔ دوران ملاقات، خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں جامعہ میں داخلہ کا ذکر کیا۔ لیکن یہ پوچھنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ حضور انور سے اجازت ملنے کے بعد کیا اب خاکسار جامعہ جرمنی میں داخلہ لے لے؟ قبل اس کے کہ خاکسار اپنا سوال عرض کرتا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے خود ہی دریافت فرمایا، کیا تم اُدھر جانا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی، حضور، جیسے آپ ارشاد فرمائیں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسکراتے ہوئے فرمایا، ٹھیک ہے تم وہاں چلے جاؤ، تمہارے لئے وہ بہتر ہے۔

پس اس کے بعد خاکسار نے لندن سے ہی جامعہ احمدیہ جرمنی میں داخل ہونے کی کارروائی شروع کر دی، اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت داخلہ منظور فرما لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ پڑھائی کے لحاظ سے کبھی بھی کسی قسم کی کوئی مشکل پیش نہیں آئی، الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

خاکسار 2023ء میں جامعہ سے فارغ التحصیل ہوا، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ یکم جون 2024ء کو شاہد کی ڈگری سے نوازا۔ جامعہ سے فارغ ہونے کے بعد کچھ عرصہ شعبہ تصنیف جرمنی میں خدمت کا موقع ملا۔ نیز اسلام آباد میں چند ماہ کے قیام اور اسپین میں وقفِ عارضی کے بعد خاکسار کو ہدایت کی گئی کہ مؤازنہ مذاہب اور اس مضمون میں بھی بالخصوص پروٹیسٹنٹ عیسائیت میں تخصّص کروں، چنانچہ اس وقت میں استاذی المحترم رحمت اللہ بندیشہ صاحب کی زیرِ نگرانی جامعہ احمدیہ جرمنی میں اپنے تخصّص کا نصاب مکمل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، و باللہ التوفیق۔

اللہ تعالیٰ خاکسار کے والدین پر اپنا خاص فضل اور رحم فرمائے اور انہیں ان کی محنت کا بے حد اجر عطا فرمائے کہ پہلے انہوں نے مجھے وقفِ نَو کی بابرکت تحریک میں شامل کیا پھر خاکسار کی اس رنگ میں پرورش اور تربیت کی کہ میرے دل میں وقفِ زندگی اور خدمتِ دین کی لَو لگا دی، دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ خاکسار کو بھی وقف کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، خلافت احمدیہ کا سچا مددگار بنائے رکھے اور حضرت مسیح موعودؑ کے اس دعائیہ شعر کا مصداق بنائے:

کریما صد کرم کن بر کسے کو ناصر دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

”اے خداوندے کریم سینکڑوں مہربانیاں اس شخص پر کر جو دین کا مددگار ہے، اگر کبھی آفت پیدا ہو تو اس کی مصیبت کو ٹال دے“۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 2)

ابن منور

اِک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

1969ء میں بی۔اے پاس کرنے کے بعد خاکسار نے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں تقریباً تین سال بطور زیرِ تربیت استاد خدمت کی توفیق پائی۔اس دوران ایک دن مجھے آنکھوں کی تکلیف ہوگئی اور علاج کے لئے فضل عمر ہسپتال چلا گیا۔چھٹی کا وقت قریب تھا اور ہسپتال بند ہونے والا تھا۔ خاکسار سیدھا مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب رحمہ اللہ انچارج فضل عمر ہسپتال کے پاس حاضر ہوگیا۔محترم ڈاکٹر صاحب نے تعارف پوچھا۔مَیں نے بتایا کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں استاد ہوں۔ آپ نے پرچی پر آنکھوں کے Drops (قطرے) لکھے اور پرچی پر Urgent بھی لکھ دیا۔

دوا کے لئے خاکسار ہسپتال کے ہی دواخانہ میں حاضر ہوا جو ایک مختصر سا کمرہ ہوا کرتا تھا اور وہاں مکرم قادر بخش صاحب نام کے ایک بزرگ ڈیوٹی پر مامور تھے۔ غالباً ڈیرہ غازیخان سے ان کا تعلق تھا۔میری پرچی دیکھ کر انہوں نے دونوں آنکھوں میں ایک ایک قطرہ دوا کا ڈال دیا اور کہا شام کو پھر آ کر ڈلوا لینا۔چنانچہ اس طرح بار بار قطرہ قطرہ دوا کے لئے مجھے ہسپتال حاضر ہونا پڑا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔

1975ء تا 1990ء پندرہ سال خاکسار نے سیرالیون میں پہلے بطور استاد اسلامیات اور بعد میں بیک وقت بطور ریجنل مبلغ اور پرنسپل خدمت کی سعادت پائی۔جب اگست 1990ء میں اہلِ خانہ کے ساتھ واپس ربوہ آیا تو مجھے خارش کی تکلیف ہوگئی۔علاج کی غرض سے فضل عمر ہسپتال میں ڈاکٹر مبین الحق صاحب مرحوم کے پاس گیا۔ڈاکٹر صاحب نے Dermosporin نام کی مرہم لکھ دی اور مَیں دوا کے لئے اسی دواخانہ اس سوچ کے ساتھ حاضر ہوا کہ خارش والی جگہ پر دوا لگا کر کہیں گے آج شام یا کل پھر آ کر دوا لگوا لینا۔کیونکہ ابھی تک ذہن میں آنکھوں میں قطرہ قطرہ دوا ڈالنے کا قصہ تازہ تھا لیکن دواخانہ کے کارکن نے دوا کی پوری ٹیوب میرے حوالے کر دی۔ مجھے عجیب سی خوشی محسوس ہوئی کہ اللہ نے ہمارے لئے فراوانی اور آسانیاں پیدا کر دی ہیں اور قطرہ سے پوری ٹیوب تک ہمیں ترقی دے دی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اَن گنت فضلوں کی بارش جماعت پر ہمیشہ کی طرح جاری رہی اور پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نہایت شاندار عالمی معیار کا طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ عطا فرما دیا جہاں 24 گھنٹے بہترین علاج اور دیکھ بھال کی ایسی سہولت موجود ہے کہ اس کی مثال پاکستان میں شاید ہی کہیں میسر ہو۔وقت گزرتا رہا، فراوانی، آسانی، فراخی اور ترقیات ہمارے نصیبوں میں لکھی جاتی رہیں اور اس وقت ہمارے پیارے شہر ربوہ میں مثالی علاج میسر ہے، الحمدللہ۔

2014ء میں جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر خاکسار نے سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ امریکہ میں مقیم ہماری سب سے بڑی بیٹی عزیزہ عابدہ صدیقہ سے ملے ہوئے ہمیں تقریباً سات سال ہو گئے ہیں۔تین چار ماہ کی رخصت عطا ہو تو ہم دونوں میاں بیوی امریکہ جانے کے خواہشمند ہیں۔حضور سے تین ماہ رخصت عطا فرمانے کی التجا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کمال مہربانی اور محبّت و شفقت سے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ ''چھ ماہ کے لئے چلے جائیں''۔چنانچہ یہ خوشخبری لے کر خاکسار واپس

ربوہ لَوٹا۔ بیگم صاحبہ محترمہ بشریٰ ناہید صاحبہ کو اطلاع دی اور تیاری شروع کر دی۔ تیاری کا ایک اہم حصہ اپنی معمول کی ادویات (شوگر، بلڈ پریشر، کولیسٹرول وغیرہ) کا چھ ماہ کے لئے انتظام کرنا تھا۔ اس غرض کے لئے محترم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب ایڈمنسٹریٹر طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دونوں میاں بیوی کے لئے چھ ماہ کی ادویات اکٹھی دینے کی درخواست کی، مکرم ڈاکٹر صاحب نے کمال شفقت اور فراخ دلی سے مسکراتے ہوئے فرمایا ''ہم آپ کو چھ نہیں آٹھ ماہ کی دوا دیں گے''۔ پھر آپ نے ایک لیڈی ڈاکٹر صاحبہ کو بلوایا اور محترمہ کو ہدایت فرمائی کہ آٹھ ماہ کی ادویات اپنی گاڑی پر لاد کر مبارک طاہر کے گھر پہنچا دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ محترمہ ڈاکٹر صاحبہ شام کے وقت دو ڈبے ادویات بھرے ہمارے گھر لے کر آ گئیں۔ قطرے سے Tube اور Tube سے ڈبوں تک ہم پہنچ گئے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے انعامات واحسانات کا ایک خوبصورت پرتَو اور نظارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو الہاماً فرمایا تھا:

''مَیں تینوں اینا دَیاں گا کہ تُو رَج جائیں گا''

خدا کی یہ پیشگوئی ہم روزانہ اپنی زندگیوں میں پوری ہوتے دیکھتے ہیں۔ حضور کے الہام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ساری جماعت پر اس قدر فضل فرمائے ہیں کہ ہم سب رَج گئے ہیں اور اللہ کی ثنائیں گاتے ہیں اور محبّت سے اس کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔ خاکسار نے بھی اپنی زندگی میں فضلوں کی بارش کے یہ جلوے کثرت سے دیکھے ہیں۔ 1969ء میں اپنی آنکھوں میں قطرہ قطرہ ڈالنے کا جو زمانہ دیکھا وہ چھ ماہ کی بجائے آٹھ ماہ کی دواؤں کے ذخیرہ تک نہ بھولنے والی ایک یادگار داستان ہے، گویا ؏

اِک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

اور آج اس مختصر سے مضمون میں سجدۂ شکر بجالاتے ہیں ؏

ہوا مَیں تیرے فضلوں کا منادی

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیشہ ہم سب پر اور ہماری نسلوں پر اپنے پیار کی نظر رکھے۔ ہمارے عیوب کی ستاری فرماتا رہے اور ہمیں اپنا شکر گذار بندہ بننے کی توفیق دے، آمین۔

ہم احمدی انصار ہیں

کارگزاری ماہ اکتوبر 2024ء

رپورٹ: مکرم میاں عمر عزیز صاحب، ایڈیشنل قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی

احمدیہ چیریٹی واک

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ جرمنی کو ماہ اکتوبر کے دوران درج ذیل مجالس میں چیریٹی واکس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

Darmstadt City, Neuwied, Wabern, Frankenthal, Münster, Pfungstadt, Heidelberg, Elwangen, Raunheim, Frankfurt, Dietzenbach, Ludwigshafen

ان چیریٹی واکس میں 1500 سے زائد احباب و مہمانان شامل ہوئے۔ نیز بعض مقامات پر لارڈ میئر اور ان کے نمائندگان بھی شامل ہوئے۔

شجرکاری مہم

دوران ماہ اکتوبر درج ذیل مجالس نے شجرکاری مہم کے تحت درخت لگائے:

Rödermark, Nidda/Schotten, Trebur, Heusenstamm

ان پروگرامز میں شہر کے میئر اور شہری انتظامیہ کے بعض دیگر نمائندگان بھی شامل ہوئے اور جماعت کی کوششوں کو سراہا۔

احمدیہ لنگر

دوران ماہ درج ذیل مجالس کو احمدیہ لنگر و احمدیہ موبائل لنگر کے ذریعہ چار ہزار سے زائد بے گھر افراد کو کھانا مہیا کرنے کی توفیق ملی۔

Wiesbaden Nord, Süd, Ost, West, Mitte, Ellwangen, Aalen, München, Waiblingen, Esslingen, Augsburg

اس طرح مجلس انصار اللہ جرمنی کو بنی نوع انسان کی خدمت کے ساتھ ساتھ جماعت کے تعارف کا موقع بھی میسر آتا رہا۔

نیشنل تبلیغ سیمینار

26، 27 اکتوبر کو مسجد بیت الواحد ہناؤ میں تیسرا نیشنل تبلیغ سیمینار منعقد ہوا جس میں محترم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی، محترم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب مربی سلسلہ محترم جری اللہ صاحب مربی سلسلہ، محترم حبیب الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ اور محترم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جرمنی نے بھی شرکت کی اور اپنی پریزینٹیشنز اور تقاریر کے ذریعہ انصار میں تبلیغ کی اہمیت کو اجاگر کیا نیز سوالات کے جوابات دیئے۔ شاملین کو گروپ ورک کی صورت میں مختلف ٹاسک بھی دیئے گئے، جن میں شاملین نے گروپس کی صورت میں تیاری کی اور سوالات کے جوابات تیار کرنے کے بعد اپنے گروپس کی پریزینٹیشنز پیش کیں۔ اس پروگرام میں 600 سے زائد انصار شامل ہوئے جبکہ 2000 سے زائد احباب نے اس پروگرام کو آن لائن دیکھا۔

قرآن سیمینار

علاقہ Württemberg کو مؤرخہ 27 اکتوبر کو قمر مسجد میں قرآن سیمینار منعقد کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔ اس سیمینار میں محترم نورالدین اشرف صاحب مربی سلسلہ، محترم ایوب خان صاحب قائد تعلیم القرآن مجلس انصار اللہ جرمنی اور محترم عامر رفیق گوندل صاحب ناظم اعلیٰ علاقہ نے شرکت کی اور شاملین کو نصائح کیں۔ انصار کی ایک کثیر تعداد اس سیمینار میں شامل ہوئی۔

سنّت اور حدیث کا فرق

(ماہر احمد، متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی)

اللہ تعالیٰ نے دنیا پر احسان کیا ہے اور نوع انسانی کو صراطِ مستقیم پر چلانے کے لئے اسلام جیسے خوبصورت دین کا انتخاب کیا اور ہمارے لئے اس دین کو قرآنِ کریم میں حقیقی اور مکمل دین قرار دیا ہے، چنانچہ فرمایا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدۃ:4)

''آج میں نے تمہارے (فائدہ کے) لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے''۔

نیز فرمایا:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (آلِ عمران:20)

''اللہ کے نزدیک اصل دین یقیناً کامل فرمانبرداری ہے''۔

اس مکمل دین کی تشریح اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی رسول کریم ﷺ نے اپنی سنّت اور احادیث کے ذریعہ فرمائی ہے اور یوں اسلامی تعلیم کے تین بنیادی ماٰخذ قرآنِ کریم، سنّت نبویؐ اور حدیث ٹھہرے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ حدیث اور سنت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ یہ دونوں اگرچہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ضرور ہیں لیکن دونوں کا مقام مختلف ہے۔

سنّت کے معنی از قرآنِ کریم

قرآنِ کریم میں سنّت کا لفظ 13 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ ہر جگہ طریقہ یا راستہ کے معنی میں آیا ہے، مثلاً

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا (الاحزاب:63)

''اور تو کبھی بھی اللہ کی سنّت میں تبدیلی نہیں پائے گا''۔

سنّت کے معنی از احادیث

احادیث میں بھی اس کا لفظ کا ذکر موجود ہے ان میں سے چند مشہور احادیث درج ذیل ہیں:

فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ (سنن ابن ماجہ کتاب السنّۃ)

''تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنّت کی اتباع لازم ہے''۔

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ

(بخاری کتاب النکاح باب ترغیب فی النکاح)

''پس جو میری سنّت سے بے رَغبتی کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں''۔

سنّت کا لغوی معنی

السُنَّةُ۔ الطَّرِیْقَة (المنجد، تاج العروس)

حدیث کے معنی از قرآنِ کریم

وَهَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی (سورۃ طٰہٰ:10)

''اور (اس کے ثبوت میں ہم کہتے ہیں کہ) کیا تیرے پاس موسیٰ کا واقعہ پہنچا ہے؟ (یا نہیں)''۔

هَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ (الذاریات:25)

''کیا تیرے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے''۔

حدیث کے معنی از احادیث

اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذِبَ، وَ إِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَ إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

(بخاری کتاب الایمان۔ باب علامۃ المنافق)

''منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے''۔

حدیث کے لغوی معنی

الحدیث۔ هُوَ عِلْمٌ تُعْرَفُ بِه اَقْوَالُ النَّبِیِّ ﷺ وَ اَفْعَالُه وَاَحْوَاله (المنجد)

الحَدِیثُ۔ الخَبَرُ (تاج العروس)

سنّت کی اہمیت اور ضرورت

اسلام میں قرآنِ کریم کے بعد دوسرا بنیادی ماخذ سنّت ہے۔ سنّت نبی کریم ﷺ کے ان اعمال و افعال کو کہتے ہیں جو قرآنی تعلیم کی روشنی میں آپؐ سے صادر ہوئے۔ قرآنِ کریم میں آنحضرت ﷺ کی اطاعت کو فرض کر دیا گیا ہے، جو کہ سنّت کی اہمیت کو واضح کرتی ہے، چنانچہ فرمایا: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر:8) ''اور رسول جو کچھ تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے رُک جاؤ''۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ہر فعل اور ہر قول جس کا تعلق دین کی تشریح سے ہے

واجب التسلیم ہے اور اس کی اطاعت امت مسلمہ پر فرض ہے۔صحابہ کرامؓ جو آنحضورؐ کے تربیت یافتہ اور دینِ اسلام کے امین تھے حضور ﷺ کے افعال و ارشادات کی یہی حیثیت سمجھتے تھے۔سنّت کی پیروی ان کا جزو ایمان تھا اور وہ آپؐ کے ارشادات کا علم حاصل کرنا باعث نجات جانتے تھے۔سنّت کی ضرورت کے لئے یاد رکھنا چاہیے کہ یہ قرآنِ کریم کے احکامات کو عملی طور پر واضح کرتی ہے۔ مثلاً قرآنِ کریم میں نماز کا حکم ہے لیکن اس کا طریقہ ہمیں سنّت سے معلوم ہوتا ہے۔اسی طرح زکوٰۃ کا نصاب قرآن میں موجود نہیں مگر سنّت سے ثابت ہے۔

حدیث کی اہمیت اور ضرورت

تیسرا بنیادی ماخذ حدیث ہے۔حدیث اس پاک کلام کو کہتے ہیں جو کہ ہمارے پیارے آقا و مولیٰ نبی پاک ﷺ کے زبان مبارک سے نکلا اور صحابہؓ نے اسے محفوظ کر لیا۔ عربوں کا حافظہ بہت تیز تھا چنانچہ انہوں نے احادیث کی احسن رنگ میں حفاظت کی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے ڈیڑھ دو سو سال بعد تحریر میں آئیں۔

حدیث کی اہمیت کا مضمون مندرجہ ذیل حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ خود آنحضورؐ نے فرمایا:

أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ

(سنن ابوداؤد شریف مترجم جلد سوم صفحہ 368)

''خبردار، مجھے قرآن دیا گیا اور اس کے ساتھ اس جیسی (حدیث) بھی دی گئی ہے''۔

حدیث کے متعلق یاد رکھنا چاہیے کہ حدیث قرآنِ کریم کے احکامات کو تفصیل سے بیان کرتی ہے۔ اسلامی شریعت کے بہت سے احکامات حدیث سے ہی ثابت ہیں جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

وراثت کے احکام میں تفصیلات، تجارت کے اُصول، کھانے، پینے اور لباس کے آداب، ازدواجی زندگی کے معاملات وغیرہ۔ الغرض حدیث دین اسلام کا ایک لازمی جزو ہے۔ یہ قرآنِ کریم کی تشریح، تفصیل، شریعت کے احکام اور عملی زندگی کے اصول فراہم کرتی ہے۔ قرآنِ کریم پر کامل طور پر عمل کرنا ہے تو حدیث اس کے لئے ضروری ہے۔ ہ

سنّت اور حدیث میں فرق

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ اس مضمون کو واضح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ حدیث اور سنّت ہم معنی الفاظ ہیں، یہ درست نہیں ہے بلکہ حق یہ ہے کہ حدیث اور سنّت دو مختلف چیزیں ہیں کیونکہ جہاں حدیث ان لفظی روایات کا نام ہے جو آنحضرت ﷺ کے اقوال و افعال کے متعلق صحابہ سے تابعین تک اور تابعین سے تبع تابعین تک اور تبع تابعین سے ان کی بعد کی نسل تک پہنچیں اور پھر ائمہ حدیث کی تحقیق و تدقیق کے بعد کتابی صورت میں جمع ہوگئیں، وہاں سنّت آنحضرت ﷺ کے فعل یعنی تعامل کا نام ہے جو کسی لفظی روایت کے ذریعہ نہیں بلکہ مسلمانوں کے متحدہ تعامل کے ذریعہ ایک نسل سے دوسری نسل تک اور دوسری نسل سے تیسری تک اور تیسری سے چوتھی تک پہنچا ہے وعلیٰ ہذا القیاس''۔(سیرت خاتم النبیین صفحہ 33)

جماعت احمدیہ کے نزدیک سنّت اور حدیث کا مقام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کے لیے تین چیزیں ہیں:

(1) قرآنِ شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھ کر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں۔ وہ خدا کا کلام ہے وہ شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے۔

(2) دوسری سنّت، سنّت سے مراد آنحضرت ﷺ کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتدا سے قرآنِ شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآنِ شریف خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سنّت رسول ﷺ کا فعل اور قدیم سے عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کے لیے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں... مثلاً جب نماز کے لئے حکم ہوا تو آنحضرت ﷺ نے خدا تعالیٰ کے اس قول کو اپنے فعل سے کھول کر دکھلا دیا اور عملی رنگ میں ظاہر کر دیا کہ فجر کی نماز کی یہ رکعات ہیں اور مغرب کی یہ اور باقی نمازوں کے لئے یہ یہ رکعات ہیں۔

ایسا ہی حج کر کے دکھلایا اور پھر اپنے ہاتھ سے ہزارہا صحابہؓ کو اس فعل کا پابند کر کے سلسلہ تعامل بڑے زور سے قائم کر دیا۔ پس عملی نمونہ جو اب تک اُمّت میں تعامل کے رنگ میں مشہود و محسوس ہے اسی کا نام سنّت ہے۔

(3) تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مُراد ہماری وہ آثار ہیں جو قصّوں کے رنگ میں آنحضرت ﷺ سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ پھر جب وہ دَور صحابہ رضی اللہ عنہم کا گذر گیا تو بعض تبع تابعین کی طبیعت کو خدا نے اس طرف پھیر دیا کہ حدیثوں کو بھی جمع کر لینا چاہیے تب حدیثیں جمع ہوئیں۔ اِس میں شک نہیں ہو سکتا کہ اکثر حدیثوں کے جمع کرنے والے بڑے متّقی اور پرہیز گار تھے۔ اُنہوں نے جہاں تک اُن کی طاقت میں تھا حدیثوں کی تنقید کی اور ایسی حدیثوں سے بچنا چاہا جو اُن کی رائے میں موضوعات میں سے تھیں اور ہر ایک مشتبہ الحال راوی کی حدیث نہیں لی۔ بہت محنت کی مگر تاہم چونکہ وہ ساری کارروائی بعد از وقت تھی اِس لئے وہ سب ظن کے مرتبہ پر رہی بایں ہمہ یہ سخت ناانصافی ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ وہ سب حدیثیں لغو اور نکمّی اور بے فائدہ اور جھوٹی ہیں بلکہ اُن حدیثوں کے لکھنے میں اس قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اس قدر تحقیق اور تنقید کی گئی ہے جو اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔... تاہم یہ غلطی ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ جب تک حدیثیں جمع نہیں ہوئی تھیں اُس وقت تک لوگ نمازوں کی رکعات سے بے خبر تھے یا حج کرنے کے طریق سے ناآشنا تھے کیونکہ سلسلہ تعامل نے جو سنّت کے ذریعے سے ان میں پیدا ہو گیا تھا تمام حدود

اور فرائض اسلام ان کو سکھلا دیئے تھے اس لئے یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اُن حدیثوں کا دنیا میں اگر وجود بھی نہ ہوتا جو مدّت دراز کے بعد جمع کی گئیں تو، اسلام کی اصلی تعلیم کا کچھ بھی حرج نہ تھا کیونکہ قرآن اور سلسلہ تعامل نے اُن ضرورتوں کو پورا کر دیا تھا۔ تاہم حدیثوں نے اس نور کو زیادہ کیا گویا اسلام نور علیٰ نور ہو گیا اور حدیثیں قرآن اور سنّت کے لئے گواہ کی طرح کھڑی ہو گئیں''۔ (روحانی خزائن جلد نمبر 19 صفحہ 209 تا 211)

حضرت مسیح موعودؑ بیان فرماتے ہیں:

''ایک اور غلطی اکثر مسلمانوں کے درمیان ہے کہ وہ حدیث کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں حالانکہ یہ غلط بات ہے۔ قرآنِ شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث کا مرتبہ ظنی ہے۔ حدیث قاضی نہیں، بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے۔ ہاں حدیث قرآنِ شریف کی تشریح ہے اس کو اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہیے۔ حدیث کو اس حد تک ماننا ضروری ہے کہ قرآنِ شریف کے مخالف نہ پڑے اور اس کے مطابق ہو۔ لیکن اگر اس کے مخالف پڑے تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول ہے۔ لیکن قرآنِ شریف کے سمجھنے کے واسطے حدیث ضروری ہے۔ قرآنِ شریف میں جو احکام الٰہی نازل ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو عملی رنگ میں کر کے اور کرا کے دکھا دیا اور ایک نمونہ قائم کر دیا اگر یہ نمونہ نہ ہوتا تو اسلام سمجھ میں نہ آ سکتا۔ لیکن اصل قرآن ہے۔ بعض اہل کشف آنحضرت ﷺ سے براہ راست ایسی احادیث سنتے ہیں جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوئیں یا موجودہ احادیث کی تصدیق کر لیتے ہیں۔

غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو کہ ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں جن سے خدا تعالیٰ ناراض ہے اور جو اسلامی رنگ سے بالکل مخالف ہیں۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا جب تک کہ وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجاویں اور اس مطلب کے واسطے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں ان سب غلطیوں کو دور کر کے اصلی اسلام پھر دنیا پر قائم کروں۔''

(الحکم مؤرخہ 17 جون 1906ء)

ایک مبلغ کی خصوصیات

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مبلغ کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر خادمانہ حیثیت رکھے۔ لوگوں نے یہ نکتہ نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت نقصان اٹھایا ہے۔ بعض نے سمجھا کہ نوکر چاکروں کی طرح کام کرے۔ یہ مراد نہیں۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے ملّانے پیدا ہوئے جن کے کام مُردے نہلانا ہوا کرتا ہے۔ کوئی بیماری ہو جائے تو کہتے ہیں بلاؤ میاں جی کو وہ آ کر اس کی خدمت کریں۔ کھیتی کاٹنی ہو تو چلو میاں جی۔ گویا میاں جی سے وہ نائی، دھوبی جس طرح ہوتے ہیں اس طرح کام لیتے ہیں۔

دوسری صورت پھر پیروں والی ہے۔ پیر صاحب چارپائی پر بیٹھے ہیں کسی کی مجال نہیں کہ پیر صاحب کے سامنے چارپائی پر بیٹھ جاوے۔ حافظ صاحب سناتے تھے ان کے والد بھی بڑے پیر تھے لوگ ہمیں آ کر سجدے کیا کرتے تھے۔ تو میں نے ایک دفعہ اپنے باپ سے سوال کیا کہ ہم تو مسجد میں جا کر سجدے کسی اور کے آگے کرتے ہیں اور یہ لوگ ہمیں سجدے کرتے ہیں۔ اس پر میرے والد نے ایک لمبی تقریر کی۔ تو ایک طرف کا نتیجہ میاں جی پیدا ہوئے، جو جھوٹی گواہی دینی ہوئی تو چلو میاں جی۔ اور اگر انکار کریں تو کہہ دیا کہ تمہیں رکھا ہوا کیوں ہے۔ آپ قیامت کے دن کیا خاک کام آئیں گے جو اس دنیا میں کام نہ آئے۔ اور دوسری طرف پیر صاحب جیسے پیدا ہو گئے۔ تو دونوں کا نتیجہ خطرناک نکلا۔ یہ بڑی نازک راہ ہے۔

مبلغ خادم ہو اور ایسا خادم ہو کہ لوگوں کے دل میں اس کا رعب ہو۔ خدمت کرنے کے لئے اپنی مرضی سے جائے۔ ڈاکٹر پاخانہ اپنے ہاتھوں سے نکالتے ہیں لیکن کوئی انہیں بھنگی نہیں کہتا۔ ڈاکٹر اپنے ہاتھوں سے بنا کر دوائی بھی پلاتے ہیں لیکن کوئی انہیں کمپونڈر نہیں کہتا۔ وہ بیمار کی خاطر داری بھی کرتے ہیں لیکن کوئی انہیں ان کا خادم نہیں کہتا۔ یہ اس کی شفقت سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے جب تم میں بھی توکل ہو گا اور تم کسی کی خدمت کسی بدلے کے لئے نہیں کرو گے تو پھر تمہاری بھی ایسی ہی قدر ہو گی۔ وہ شفقت سمجھی جائے گی وہ احسان سمجھا جائے گا۔ اگر کوئی شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو اس کی تشفی دینے والا ہمارا مبلغ ہو۔ کوئی بیوہ ہو تو حسب ہدایات شریعت اسلامیہ اس کا حال پوچھنے والا، اس کا سودا وغیرہ لانے والا اور اس کے دیگر کاروبار میں اس کی مدد کرنے والا ہمارا مبلغ ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کے دلوں میں دو چیزیں پیدا ہوں گی۔ ادب ہو گا اور محبت ہو گی۔ توکل کا نتیجہ ادب ہو گا اور خدمت کا نتیجہ محبت ہو گی۔ مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ ایک طرف اگر ان میں دنائت نہ ہو تو دوسری طرف تکبر بھی نہ ہو۔ لوگ نوکر اس کو سمجھیں گے جو ان سے سوال کرتا ہو۔ جو سوال ہی نہیں کرتا اس کو وہ نوکر کیونکر سمجھیں گے۔ اگر وہ اس کے پاس آئیں گے تو نوکر سمجھ کر نہیں بلکہ ہمدرد سمجھ کر۔ اگر اس سے کچھ پوچھیں گے تو ہمدرد سمجھ کر۔ اس وقت پھر مبلغ کو یہ نہیں کہنا چاہئے کہ میں نوکر نہیں۔ انہوں نے تو اسے نوکر نہیں سمجھا وہ تو اسے ہمدرد سمجھ کر آئے ہیں۔ تو یہ دو رنگ ہونے چاہئیں کہ اگر سب سے بڑا خادم ہو تو ہمارا مبلغ ہو اور اگر لوگوں کے دلوں میں کسی کا ادب ہو تو وہ ہمارے مبلغ کا ہو۔ اس کے لئے وہ اپنے مال قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس کے لئے جان دینے کے لئے تیار ہوں۔

پھر مبلغ کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ دعائیں کرتا رہے کہ الٰہی! مَیں ان لوگوں کو ناراستی کی طرف نہ لے جاؤں۔ جب سے خلافت قائم ہوئی ہے میں یہی دعا مانگتا ہوں۔ ایک امام کی نسبت ایک لطیفہ ہے کہ بارش کا دن تھا۔ ایک لڑکا بھاگتا چلا جا رہا تھا۔ امام صاحب نے کہا لڑکے دیکھنا کہیں گر نہ پڑنا۔ لڑکا ہوشیار تھا بولا آپ میرے گرنے کی فکر نہ کریں میں گرا تو اکیلا گروں گا آپ اپنے گرنے کی فکر کیجئے۔ اگر آپ گرے تو ایک جماعت گرے گی۔ امام صاحب کہتے ہیں کہ مجھ پر اس بات کا بہت ہی اثر ہوا۔ تو مبلغ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر وہ گرے گا تو اس کے ساتھ اس کا حلقہ بھی گر جائے گا''۔ {زریں ہدایات (برائے مبلغین) جلد اوّل صفحہ 16 تا 18}

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ
مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ
اور اسی طرح تیرا ربّ تجھے (اپنے لئے) چُن لے گا اور تجھے معاملات کی تہ تک پہنچنے کا علم سکھا دے گا۔ (سورۃ یوسف:07)

قسط نمبر 4

مکرمہ درثمین احمد صاحبہ، جرمنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا

ترقی

ایڈیٹر الحکم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:

میاں نبی بخش صاحب عرف عبدالعزیز صاحب نمبردار بٹالہ کا توبہ نامہ جو اُس نے بھیجا ہے، الحکم میں چھاپ دیا جاوے۔ اور ساتھ اپنا ایک رؤیا بھی جسے بارہا آپ نے فرمایا ہے سنایا کہ: مَیں نے ایک بار اس کے متعلق دیکھا تھا کہ گویا اسی راستہ ہم سیر کو نکلے ہیں تو اس بڑ کے درخت کے نیچے جو میران بخش حجام کی حویلی کے پاس ہے۔ نبی بخش سامنے سے آ کر ملا اور اس نے مصافحہ کیا ہے۔ یہ رؤیا ان دنوں کی ہے جب وہ مخالفت کے اشتہار چھپواتا پھرتا تھا۔

جماعت کی ترقی پر اور مولوی محمد حسین کے ابھی 313 ہی کہتے رہنے پر فرمایا کہ:

بڑے زور سے ترقی ہو رہی ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ خدا قادر ہے کہ ایک دم میں 313 سے 3 لاکھ 13 ہزار کر دے۔ یہ ترقی محمد حسین کے لیے تو اعجاز ہے۔ اگر وہ سوچے اور سمجھے، براہین احمدیہ کو پڑھے۔ یہ کتاب میں نے اب تو نہیں بنائی جس میں لکھا ہوا ہے کہ تیرے ساتھ فوجیں ہوں گی۔ باوجود مولویوں کی اس قدر مخالفت کے پھر اس قوم کا ترقی کرنا کیا یہ معجزہ نہیں۔ جبکہ وہ اپنے ارادوں میں عاجز آ گئے۔ کس قدر جدّوجہد ان لوگوں نے ہمارے نابود کرنے کے لیے کی۔ گورنمنٹ تک سے چاہا کہ کسی نہ کسی طرح سے ہم کو پھنسائیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایسی زور شور سے ترقی کی جس قدر زور انہوں نے مخالفت میں لگایا۔ اب تو بات صاف ہو گئی ہے۔ مردم شماری کے کاغذات سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ہماری جماعت 313 ہے یا ایک لاکھ کے قریب۔

طاعون نے ان کو دو طرح گھٹایا ہے۔ کچھ مرتے ہیں اور اکثروں کو اِدھر ملایا ہے۔ اصل یہ ہے کہ جو بیج اچھی طرح بویا جاوے اور وقت پر بارش بھی ہو وہ دیکھتے ہی دیکھتے نشوونما پاتا اور ترقی کرتا ہے۔ دلوں کو کھینچنا اور قائم رکھنا یہ خدا کا کام ہے۔ ان مخالفوں کو اگر اب ابوسفیان کی طرح نظارہ کرایا جاوے تو حیران ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے جب ان کو اپنی فوج دکھائی اور عباس کو کہا کہ ان کے پاس ٹھہر کر دکھاؤ۔ اور جب اس نے وہ نظارہ کیا تو اس نے کہا کہ تیرا بھتیجا بڑا بادشاہ ہو گیا ہے۔ مگر اُس کو جواب دیا گیا کہ بادشاہی نہیں نبوت ہے۔

براہین احمدیہ کے زمانہ پر غور کیا جاوے۔ جب وہ چھپ رہی تھی۔ اب تو نہیں بنائی گئی۔ اُس وقت کے الہامات اس میں درج ہیں۔ جو انگریزی میں بھی ہیں اور عربی میں بھی۔ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَانْتَھٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ۔ ایک مخلوق ہماری طرف رجوع کرے گی۔ تو کہا جائے گا اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ

وَانْتَهٰی اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا۔ عربی میں بڑا عجیب فقرہ کہ زمانہ کا رجوع ہماری طرف ہوگا اور آخری فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا۔ غرض بڑی بڑی پیشگوئیاں ہیں۔ جیسے یہ کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض ملوک کو بھی اس طرف توجہ ہوگی۔ اور ان میں بھی اس سلسلہ کی اشاعت ہوگی۔ ملوک اور رؤسا کے کان حق کے سننے سے بہرے ہوتے ہیں۔ نہ خود ان کو عادت ہوتی ہے اور نہ ان کے پاس والے ایسے ہوتے ہیں۔ ان کے مصاحب اور پاس رہنے والے بدوضع لوگ ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ اپنی سدّ دنیا کا باعث سمجھتے ہیں اگر وہ دین کی طرف توجہ کریں۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ یہ برکت ڈھونڈنے والے بیعت میں داخل ہوں گے۔ اور ان کے بیعت میں داخل ہونے سے گویا سلطنت بھی اس قوم کی ہوگی۔

پھر مجھے کشفی رنگ میں وہ بادشاہ دکھائے بھی گئے۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور چھ سات سے کم نہ تھے۔ اصل یہ ہے کہ خدا کے کام تدریجی ہوتے ہیں۔ جب آنحضرت ﷺ مکہ معظّمہ کی گلیوں میں تکلیف اُٹھاتے پھرتے تھے۔ اس وقت کون خیال کرسکتا تھا اس شخص کا مذہب دنیا میں پھیل جائے گا۔ علم خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہیں ہوتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علم کا دائرہ بھی اشاعت اسلام کے متعلق اتنا نہ تھا، جتنا اب ہے۔ وہ تو یقین کرتے تھے کہ ہم فتح پائیں گے۔ میرا مذہب تو یہ ہے خدا تعالیٰ ہی علیم و خبیر ہے۔ ضروری نہیں کہ پیغمبروں پر بھی تفصیلی حالات ظاہر کئے جائیں۔ وہ جتنا علم چاہتا ہے دیتا ہے۔ آنحضرت ﷺ اگر اس وقت آئیں تو اسلام کی اس قدر وسیع اشاعت اور ترقی کو دیکھ کر حیران ہو جائیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 231 تا 234 طبع 2018ء)

تصرف الٰہی

شیخ نظام الدین کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب ان پر ہوا۔ اور حکم ہوا کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جائے گی۔ جب وہ دن آیا تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھ کر سوئے تھے۔ اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رویا۔ اور اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا اور پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے۔ اس نے اپنا خیال عرض کیا اور کہا کہ آج سزا کا دن ہے۔ شیخ نے کہا کہ تم غم مت کھاؤ ہم کو کوئی سزا نہ ہوگی۔ میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مارکھنڈ گائے مجھے مارنے کے واسطے آئی ہے۔ میں نے اس کے دونوں سینگ پکڑ کر اس کو نیچے گرا دیا ہے چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا۔ اور ایسا سخت بیمار ہوا کہ اسی بیماری میں مر گیا۔

یہ تصرّفات الٰہی ہیں جو انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ جب وقت آجاتا ہے تو کوئی نہ کوئی تقریب پیدا ہو جاتی ہے۔ سب دل خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے اذن کے بغیر تو کوئی جان بھی نہیں نکل سکتی خواہ کیسے ہی شدید عوارض ہوں۔ ناامید ہونے والا بت پرست سے بھی زیادہ کافر ہے۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 256 طبع 2018ء)

تبتّل

تبتّل کی حقیقت 13 ستمبر 1901ء کو مغرب کی نماز کے بعد حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم نے سید امیر علی صاحب ملہم سیالکوٹی کے استفسار پر بیان فرمائی۔ ان کو اپنی کسی رؤیا میں ارشاد ہوا تھا کہ وہ تبتّل کے معنی حضرت اقدسؑ سے دریافت کریں۔ اس پر انہوں نے سوال کیا اور حضرت اقدسؑ نے اس کی تشریح فرمائی (ایڈیٹر)۔

''میرے نزدیک رؤیا میں یہ بتانا کہ تبتّل کے معنی مجھ سے دریافت کیے جائیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو میرا مذہب اس بارے میں ہے، وہ اختیار کیا جاوے۔ منطقیوں یا نحویوں کی طرح معنے کرنا نہیں ہوتا بلکہ حال کے موافق معنے کرنے چاہئیں۔ ہمارے نزدیک اُس وقت کسی کو متبتّل کہیں گے جب وہ عملی طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام اور رضا کو دنیا اور اس کی متعلّقات و مکروہات پر مقدم کرے۔ کوئی رسم و عادت، کوئی قومی اصول اس کا رہزن نہ ہو سکے، نہ نفس رہزن ہو سکے، نہ بھائی، نہ جورو، نہ بیٹا، نہ باپ، غرض کوئی شے اور کوئی متنفّس اس کو خدا تعالیٰ کے احکام اور رضا کے مقابلے میں اپنے اثر کے نیچے نہ لا سکے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ایسا اپنے آپ کو کھو دے کہ اس پر فنائے اَتَم طاری ہو جائے اور اس کی ساری خواہشوں اور ارادوں پر ایک موت وارد ہو کر خدا ہی خدا رہ جائے۔''

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 298 طبع 2018ء)

تعبیر

نیز فرمایا:

''خوابوں کی تعبیر ہر ایک کے حال کے موافق مختلف ہوا کرتی ہے، ایک دفعہ ابن سیرین کے پاس ایک شخص آیا اور بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کوڑے کے ڈھیر پر ننگا کھڑا ہوں۔ ابن سیرین نے کہا کہ اگر کوئی اور شخص کافر یا فاسق اس خواب کو بیان کرتا تو میں اس کی تعبیر اور بیان کرتا۔ مگر تو اس تعبیر کے لائق نہیں ہے اس لئے سن کہ کوڑے اور کھاد سے مراد تو دنیا ہے جس میں تو موجود زندہ ہے اور ننگے ہونے سے مراد یہ ہے کہ تیرے صفات حسنہ سب لوگوں پر کھلے ہیں کیونکہ ننگا ہونے سے انسان کا سب ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح لوگ تیری خوبیاں دیکھ رہے ہیں۔ تو مطلب اس سے یہ ہے کہ صالح آدمی کے خواب کی تعبیر اور ہوتی ہے اور شقی کی اور۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 489 طبع 2018ء)

فرمایا: رات میں نے ایک اَور خواب بھی دیکھا کہ مَیں جہلم میں ہوں اور سنسار چند صاحب کے کمرے میں ہوتا ہوا آگے کوٹھی کے ایک اَور کمرہ کی طرف جا رہا ہوں، رؤیا کے معاملات میں انسانی عقل بالکل اندھی ہے۔ لڑکی دیکھے تو لڑکا ہوتا ہے۔ اسی لیے معبّروں نے باب بالعکس کا بھی باندھا ہے۔ ہمارے مخالف تمام باتوں کو ظواہر پر حمل کر لیتے ہیں۔ ورنہ وہ عجیب در عجیب باتوں کو دیکھیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص قولنج کی بیماری میں مبتلا تھا اسے

خواب میں کسی نے دیکھا کہ وہ مر گیا ہے۔ مَیں نے اس کی تعبیر کی کہ وہ اچھا ہو جاویگا آخر وہ اچھا ہو گیا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 172 طبع 2018ء)

ظہر کے وقت ایک شخص نے ایک پراگندہ سی خواب لکھ کر حضرت سے تعبیر پوچھی تھی۔ اس پر آپؑ نے فرمایا کہ: ''جس طرح سے حدیث ماننے کے قابل نہیں ہوتی جب تک قرآن کے موافق نہ ہو۔ اسی طرح کوئی خواب بھی ماننے کے لائق نہیں جب تک ہمارے موافق نہ ہو''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 260 طبع 2018ء)

''سیر میں بعض احباب نے اپنے اپنے رؤیا سنائے آپ نے فرمایا کہ خواب بھی ایک اجمال ہوتا ہے اور اسکی تعبیر صرف قیاسی ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 310 طبع 2018ء)

نیز خواب قضاء معلّق ہوتے ہیں کے بارے میں ایک خواب کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''خواب ہر ایک انسان کو عمر بھر میں کبھی مبشر اور کبھی وحشتناک ضرور آتے ہیں۔ مگر وہی قضا مبرم اور فیصلہ کن نہیں ہوا کرتی۔ خدا تعالیٰ کی معرفت کا علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ قضا کبھی ٹل بھی جایا کرتی ہے۔ خواب کے حالات خواہ مبشر ہوں یا منذر، دونوں صورتوں میں قضاء معلّق کے رنگ میں ہوا کرتے ہیں۔ اُن کے نتائج کے بَر لانے یا روکنے کے واسطے ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے حضور دُعا کرے کہ اگر یہ امر میرے واسطے مفید اور تیری رضا کے بموجب ہے تو تُو اِسے جیسا مجھے خواب میں مثبت دکھایا ہے ایسا ہی بشارت آمیز صورت میں پورا کر۔ ورنہ منذر رہے تو اس کی خوفناک صورت سے اپنے آپ کو حفاظت میں رکھنے کے لیے بھی استغفار اور توبہ کرتا رہے۔''

قضاء معلّق دُعا سے ٹل سکتی ہے، فرمایا:

اہلِ علم خوب جانتے ہیں کہ قضا ٹل جایا کرتی ہے اس لیے انسان پوری تضرع، خشوع وخضوع اور حضورِ قلب سے اور سچی عاجزی، فروتنی اور دردِ دل سے اُس سے دُعا کرے۔ خواب میں دیکھے ہوئے معاملات کے متعلق خواہ وہ کسی رنگ میں ہوں۔ دونوں صورتوں میں دُعا کی ضرورت ہے۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 50-49 طبع 2018ء)

معبّر کی رائے کا اثر تعبیر پر نہیں پڑتا:

''ایک شخص نے سوال کیا کہ جب خواب بیان کیا جاتا ہے تو یہ بات مشہور ہے کہ سب سے اوّل جو تعبیر معبّر کرے وہی ہوا کرتی ہے۔ اور اسی بناء پر یہ کہا جاتا ہے کہ ہر کس وناکس کے سامنے خواب بیان نہ کرنا چاہیئے، فرمایا:

جو خواب مبشر ہے اس کا نتیجہ اِنذار نہیں ہو سکتا اور جو منذر ہے وہ مبشر نہیں ہو سکتا اس لیے یہ بات غلط ہے کہ اگر مبشر کی تعبیر کوئی معبّر منذر کی کرے تو وہ منذر ہو جاوے گا اور منذر مبشر ہو جاوے گا ہاں یہ بات درست ہے کہ اگر کوئی منذر خواب آوے تو صدقہ وخیرات اور دعا سے وہ بلا ٹل جاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 94-93 طبع 2018ء)

تلوار

فرمایا: ''آج ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا دربار ہے اور ایک مجمع ہے اور اس میں تلواروں کا ذکر ہو رہا ہے، تو میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ سب سے بہتر اور تیز تو وہ تلوار ہے جو تیری تلوار میرے پاس ہے۔ اس کے بعد ہماری آنکھ کھل گئی اور پھر ہم نہیں سوئے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ جب ایک مبشر خواب دیکھو تو اس کے بعد جہاں تک ہو سکے نہیں سونا چاہیے اور تلوار سے مراد یہی حربہ ہے جو کہ ہم اس وقت اپنے مخالفوں پر چلا رہے ہیں۔ جو آسمانی حربہ ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 277 طبع 2018ء)

تمثیلات

یکم جنوری 1903ء کو اللہ تعالیٰ کا تمثّل رؤیا میں دیکھنے کے بارے میں فرمایا:

''سید عبد القادر صاحبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ماں کی شکل پر دیکھا مگر میں نے (یعنی خود حضرت اقدسؑ نے) ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کو اپنے باپ کی شکل پر دیکھا۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کے تمثلات ہوتے ہیں ورنہ وہ تو تجسّم سے پاک ہے۔ پیغمبر خداﷺ نے ایک دفعہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ اپنے شانہ پر دیکھا۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 4 طبع 2018ء)

ایک بھائی کے خواب بیان کرنے پر فرمایا:

''یہ خواب ایک عجیب بات پر ختم ہوا ہے۔ شیطان انسان کو طرح طرح کے تمثّلات سے دھوکہ دینا چاہتا ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ تمہارا نتیجہ بہت اچھا ہے کیونکہ اس رؤیا کا اختتام اچھی جگہ پر واقع ہوا ہے۔ ایسا اکثر ہوا کرتا ہے چنانچہ ایک ولی اللہ کا تذکرہ لکھا ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو اُن کا آخری کلمہ یہ تھا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ ایک دن ان کا مرید یہ کلمہ سن کر سخت متعجّب ہوا یہ کیا معاملہ ہے۔ ایک دن خواب میں اُن سے ملاقات ہو گئی۔ دریافت کیا کہ یہ آخری لفظ کیا تھا اور آپ نے کیوں کہا تھا؟ جواب دیا کہ شیطان چونکہ موت کے وقت ہر ایک انسان پر حملہ کرتا ہے کہ اس کا نورِ ایمان اخیر وقت پر چھین لے۔ اس لیے حسب معمول وہ میرے پاس بھی آیا اور مجھے مرتد کرنا چاہا اور میں نے جب اس کا کوئی وار چلنے نہیں دیا تو مجھے کہنے لگا کہ تو میرے ہاتھ سے بچ نکلا۔ اس لیے میں نے کہا کہ ابھی نہیں، ابھی نہیں یعنی جب تک میں مَر نہ جاؤں مجھے تجھ سے اطمینان حاصل نہیں۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 28 طبع 2018ء)

جبیز: خشک اور بے مزہ روٹی

''چراغ دین کی نسبت مَیں یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھ کو خدائے عزّوجلّ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ نَزَلَ بِہٖ جَبِیْزٌ یعنی اس پر جبیز نازل ہوا اور اسی کو اس نے الہام یا رؤیا سمجھ لیا۔ جبیز دراصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہیں جس میں کوئی حلاوت نہ ہو اور مشکل سے حلق میں سے اُتر سکے۔ اور مردِ بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہیں۔ جس کی طبیعت میں کمینگی اور فرومایگی اور بُخل کا حصہ زیادہ ہو۔ اور اِس جگہ لفظ جبیز سے مراد وہ حدیث النفس اور اضغاثُ الاَحلام ہیں جن کے ساتھ آسمانی روشنی نہیں اور بخل کے آثار موجود ہیں۔ اور ایسے خیالات خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنّا اور آرزو کے وقت القاء شیطان ہوتا

ہے اور یا خشکی اور سوداوی مواد کی وجہ سے کبھی الہامی آرزو کے وقت ایسے خیالات کا دل پر القاء ہوجاتا ہے۔ اور چونکہ اُن کے نیچے کوئی روحانیت نہیں ہوتی اس لئے الٰہی اصطلاح میں ایسے خیالات کا نام جبیز ہے اور علاج توبہ اور استغفار اور ایسے خیالات سے اعراض کلّی ہے۔ ورنہ جبیز کی کثرت سے دیوانگی کا اندیشہ ہے۔ خدا ہر ایک کو اس سے محفوظ رکھے۔''

(دافع البلاء، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 243 حاشیہ نمبر 1)

جذع

''الہام ہوا: فَاَجَآئَهُ الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَ یَا لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا

مخاض سے مراد اس جگہ وہ امور ہیں جن سے خوفناک نتائج پیدا ہوتے ہیں اور جِذْعِ النَّخْلَةِ سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کی اولاد مگر صرف نام کے مسلمان ہیں۔ بامحاورہ ترجمہ یہ ہے کہ درد انگیز دعوت جس کا نتیجہ قوم کا جانی دشمن ہوجانا تھا۔ اس مامور کو قوم کے لوگوں کی طرف لائی جو کھجور کی خشک شاخ یا جڑ کی مانند ہیں۔ تب اُس نے خوف کھاکر کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مر جاتا۔ اور بھولا بسرا ہوجاتا۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ 68، 69 حاشیہ)

جسم/معراج

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ معراج کی رات اِسی جسم کے ساتھ آسمان پر گئے ہیں مگر وہ نہیں دیکھتے کہ قرآن شریف اس کو رد کرتا ہے اور حضرت عائشہؓ بھی رؤیا کہتی ہیں۔

حقیقت میں معراج ایک کشف تھا جو بڑا عظیم الشان اور صاف کشف تھا اور اتم اور اکمل تھا کشف میں اس جسم کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ کشف میں جو جسم دیا جاتا ہے اس میں کسی قسم کا حجاب نہیں ہوتا بلکہ بڑی بڑی طاقتیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور آپؐ کو اسی جسم کے ساتھ جو بڑی طاقتوں والا ہوتا ہے معراج ہوا۔ پھر آپ نے اس امر کی تائید میں چند آیات سے استدلال کیا کہ جسم آسمان پر نہیں جاتا یہ باتیں قریباً پہلے ہم بارہا درج کر چکے ہیں بخوف طوالت اعادہ نہیں کرتے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 305-304 طبع 2018ء)

چنے

چنے کی تعبیر کوئی امر مکروہ ہے۔ 24 اکتوبر 1905ء فرمایا کہ ''آج رات مَیں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تھوڑے چنے بھُنے ہوئے سفید ہیں اور اُن کے ساتھ ہی منقّہ بھی ہے۔

فرمایا۔ ہمارا تجربہ ہے کہ چنے، مُولی، بینگن یا پیاز خواب میں دیکھیں تو کوئی امر مکروہ پیش آتا ہے۔ لیکن منقّہ دِل کو قوت دینے والی شَے ہے اور اس کا دیکھنا اچھا ہے۔ اِس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی امر مکروہ چھوٹا یا بڑا درپیش ہے جو منقّہ کی آمیزش سے وہ کراہت جاتی رہے گی۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 12 طبع 2018ء)

فرمایا: اگلے دن جو خواب میں چنے دیکھے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میر ناصر نواب صاحب کی بیماری کی طرف اشارہ تھا۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 18 طبع 2018ء)

چور

چور سے مراد شیطان ہے۔ 4 ستمبر 1906ء۔ فرمایا: "آج ہی ایک خواب میں دیکھا کہ ایک چوغہ زرّیں جس پر بہت سنہری کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا گیا ہے۔ ایک چور اُس چوغہ کو لے کر بھاگا۔ اُس چور کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لے لیا۔ بعد اس کے وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہوگیا جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں اور معلوم ہوا کہ چور اُس کو اِس غرض سے لے کر بھاگا تھا کہ اِس تفسیر کو نابُود کردے۔

فرمایا۔ اِس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ چور سے مُراد شیطان ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ ہمارے ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب کردے مگر ایسا نہیں ہوگا اور تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ ہمارے لئے موجبِ عزت اور زینت ہوگی۔ واللہ اَعلم۔'' (تذکرہ صفحہ 635 طبع 2023ء)

نیشنل تربیتی سیمینار مجلس انصاراللہ جرمنی

مجلس انصاراللہ جرمنی کے زیرِاہتمام نیشنل آنلائن تربیتی سیمینار 15 مارچ 2025ء کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں منعقد ہوا جس میں اراکین نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ جرمنی کے علاوہ فرانکفرٹ اور گردونواح کی مجالس اور بیت السبوح کے دفاتر کے کارکنان نے بھی شرکت کی۔ سیمینار کی کارروائی یوٹیوب کے ذریعہ براہِ راست اردو و جرمن میں نشر کی گئی۔

دوپہر سوا دو بجے پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ محمد ظفر اللہ صاحب نائب صدر صف دوم مجلس انصاراللہ جرمنی نے کی۔ اس کا اردو ترجمہ مکرم داؤد احمد قمر صاحب قائد تربیت اور جرمن ترجمہ مکرم مبین احمد صاحب ناظم ایثار علاقہ فرانکفرٹ سٹی نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے اردو و جرمن میں انصاراللہ کا عہد دہرایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام پڑھنے کی سعادت مکرم مبین احمد صاحب کو ملی۔ پروگرام کے مطابق سیمینار میں دو تقاریر شامل تھیں۔ سیمینار کی پہلی تقریر خوشگوار عائلی زندگی کے موضوع پر مکرم طاہر احمد صاحب مربی سلسلہ و نیشنل سیکرٹری تربیت نے کی۔ آپ نے اس حوالہ سے قرآنی تعلیمات اور آنحضور ﷺ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی سیرت سے بعض واقعات کو بیان کیا۔ سیمینار کی دوسری و آخری تقریر مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے اصلاح نفس کے موضوع پر کی۔ سیمینار کے اختتام پر مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے انصاراللہ کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام سے اقتباس پڑھ کر سنائے۔ اور تمام سننے والوں کو ان پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ دعا کے ساتھ تربیتی سیمینار تقریباً سوا چار بجے اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: منور علی شاہد)

جرمنی میں جلسہ ہائے یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(رپورٹ: مکرم رانا خلیل الدین احمد صاحب، واقف زندگی شعبہ تربیت جرمنی)

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ جماعتی روایات کے مطابق جرمنی بھر کی جماعتوں اور لوکل امارات نے اپنی اپنی سہولت کے مطابق ماہِ مارچ 2025ء کے دوران جلسہ ہائے یومِ مسیح موعودؑ کا انعقاد کیا۔ ہر جلسہ کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم اور نظم کے ساتھ ہوا۔ بعدازاں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اور آپؑ کی صداقت کے ساتھ حضورؑ کی حیاتِ طیّبہ کے مختلف پہلوؤں اور افرادِ جماعت کی اس سلسلہ میں ذمہ داریوں کے عناوین پر مربیانِ سلسلہ اور دیگر مقررین نے تقاریر کیں۔ اسی طرح شاملین کے علم میں اضافہ کے لئے کوئز مقابلے بھی کروائے گئے۔ رمضان المبارک کی مناسبت سے اکثر جماعتوں نے افطاری کا اہتمام بھی کیا۔ درج ذیل جماعتوں کی طرف سے رپورٹس موصول ہوئیں۔

لوکل امارت	تاریخ	شرکاء	مہمان خصوصی
Dietzenbach	23.03.2023	454	Kamran Ahmad
Darmstadt	23.03.2023	277	Mubarak Ahmad Tanveer
Frankfurt	23.03.2023	450	Abdul Basit Tariq
Groß-Gerau	23.03.2023	750	Basil Aslam
Hamburg	23.03.2025	760	Shahid Mahmood (Lokal Amir)
Hanau	23.03.2025	385	Mohammad Imran Basharat
Mannheim	23.03.2025	277	Intisar Ahmad
Mörfelden-Walldorf	23.03.2023	350	Adnan Ahmad Gill
Offenbach	23.03.2023	265	Hameed Ullah Zafar(Sec Tehrik e Jadeed)
Rüsselsheim	23.03.2023	685	Rashid Pak Turk
Riedstadt	23.03.2023	374	Sohail Riaz
Wiesbaden	23.03.2023	625	Shaikh Rafe (Lokal Amir)

جماعت	تاریخ	شرکاء	مہمان خصوصی
Aachen	23.03.2025	160	Afaq Ahmad
Aalen	23.03.2025	134	
Ahaus	23.03.2025	57	Ansar Ahmad
Altenstadt	22.03.2025	82	Arbab Ahmad
Alzey	16.03.2025	125	Mussawar Ahmad Shams
Aschaffenburg	22.03.2025	43	Zeeshan Ahmad
Augsburg	23.03.2025	90	
Babenhausen	23.03.2025	118	Nafees Ahmad Atique
Bad Camberg	23.03.2025	52	Suleman Akhtar
Bad Hersfeld	15.03.2025	47	
Bad Homburg	23.03.2025	70	

جماعت	تاریخ	شرکاء	مہمان خصوصی
Bad Kreuznach	22.03.2025	67	Musleh Basit
Bad Marienberg	23.03.2025	66	Kasif Mahmood
Bad Nauheim	23.03.2025	130	Sahil Munir
Bad Segeberg	23.03.2025	5	
Bad Soden	23.03.2025	135	Hasnat Ahmad
Bad Vilbel	22.03.2025	145	Saeed Arif
Balingen	23.03.2025	25	Faheem Ahmad
Bensheim	23.03.2025	71	
Bergisch Gladbach	16.03.2025	61	Mahmood Ahmad Mallhi
Berlin	23.03.2025	160	Rana Sheraz
Betzdorf	23.03.2025	82	Riaz Mahmood Bajwa

جماعت	تاریخ	شرکاء	مہمان خصوصی
Frontenhausen	16.03.2025	28	
Fulda	23.03.2025	170	Ijaz Janjua
Gaggenau	23.03.2025	31	Aftab Aslam
Gelnhausen	23.03.2025	43	
Gemünden	22.03.2025	12	Sharjeel Ahmad Khan
Germersheim	23.03.2025	52	
Gießen	23.03.2025	212	Hafiz Fareed Khalid
Ginsheim	23.03.2025	178	Mustansar Ahmad
Göppingen		27	
Göttingen	22.03.2025	46	Sajid Ahmad Naseem
Griesheim	23.03.2025	99	
Groß-Umstadt	23.03.2025	51	
Grünberg	22.03.2025	20	Anis Javed
Gummersbach	22.03.2025	80	Mahmood Ahmad Mallhi
Hannover	24.03.2025	190	Jawad Ahmad Sadhu
Hattersheim	23.03.2025	96	Khaliq Hameed
Heidelberg	23.03.2025	135	Usama Ahmad Janjua
Heilbronn	23.03.2025	126	Aftab Aslam
Heppenheim	23.03.2025	130	Murtaza Mannan
Herborn	23.03.2025	26	
Herford	23.03.2025	100	
Heusenstamm	23.03.2025	42	Waqar Ahmad
Hof	09.03.2025	25	
Hofheim	22.03.2025	75	Khaliq Hameed
Husum	23.03.2025	60	Hameed Ullah Zafar
Idar Oberstein	22.03.2025	69	Javaid Nasir
Immenhausen	23.03.2025	75	Sajid Ahmad Naseem
Iserlohn	23.03.2025	47	Mashood Adeeb
Jesteburg	22.03.2025	40	
Kaiserslautern	22.03.2025	150	Adeel Ahmad Shad
Karben	23.03.2025	165	Ahsan Faheem Bhatti
Karlsruhe	16.03.2025	65	Aftab Aslam
Kassel	16.03.2025	200	Zeeshan Ahmad Bajwa
Kempten	16.03.2025	28	Luqman Ahmad Shahid
Kiel	23.03.2025	118	
Kitzingen	23.03.2025	18	
Klein Gerau	After Eid		
Koblenz	23.03.2025	200	Wadood Ahmad Khan
Köln	23.03.2025	162	Ch Faseeh Uddin
Lahr	23.03.2025	12	
Lampertheim	23.03.2025	78	
Langen	22.03.2025	200	Adnan Ahmad Gill
Langenselbold	23.03.2025	88	
Leipzig	16.03.2025	57	

جماعت	تاریخ	شرکاء	مہمان خصوصی
Bielefeld	23.03.2025	87	
Bietigheim	23.03.2025	65	Noor Uddin Ashraf
Bingen	23.03.2025	65	
Böblingen	22.03.2025	94	Noor Uddin Ashraf
Bocholt	23.03.2025	81	Ansar Arschad
Bochum	22.03.2025	108	Shahid Ahmad Naseer
Bonn	23.03.2025	86	
Borken	22.03.2025	9	Said Ansar Arshad
Bremen	23.03.2025	168	Rana Fraz Ahmad
Bremerhaven	16.03.2025	16	
Bruchköbel	23.03.2025	37	Mohammad Imran Basharat
Bruchsal	23.03.2025	206	Mahfooz Munir
Brühl	16.03.2025	49	
Büdingen	06.04.2025		
Büttelborn	23.03.2025	67	
Buxtehude	23.03.2025	38	Malik Fiyyaz Ahmad
Calw	23.03.2025	65	Noor Uddin Ashraf
Chemnitz	23.03.2025	33	
Delmenhorst	29.03.2025		
Dieburg	23.03.2025	72	Adnan Ahmad
Dithmarschen	24.03.2025	30	
Dortmund	22.03.2025	69	Mohammad Fateh Nasir
Dreieich	23.03.2025	109	Adnan Gill
Dresden	22.03.2025	14	
Düren	23.03.2025	93	Afaaq Ahmad
Düsseldorf	22.03.2025	77	Wafa Mohammad
Ebingen	23.03.2025	24	Mansoor Ahmad Ghumman
Eich-Worms	29.03.2025		
Ellwangen	23.03.2025	50	Shariq Iftikhar
Eppelheim	16.03.2025	59	Naweel Ahmad Shad
Eppertshausen	23.03.2025	77	Safeer Ur Rehman Nasir
Erfurt	22.03.2025	11	
Erlangen	23.03.2025	25	Sharjeel Ahmad
Erzhausen	23.03.2025	37	Mubarak Ahmad Tanveer
Esslingen	22.03.2025	105	Masood Gill
Filderstadt	16.03.2025	54	Shariq Iftikhar
Flörsheim	23.03.2025	265	Sajeel Ahmad
Florstadt	13.04.2025		
Frankenberg	23.03.2025	35	
Frankenthal	23.03.2025	210	Musleh Basit
Freiburg	23.03.2025	132	
Freinsheim	23.03.2025	171	Musawar Ahmad Shams
Friedberg Mitte	23.03.2025	110	
Friedberg West	23.03.2025	110	
Friedrichdorf	23.03.2025	40	Musawar Ahmad

جماعت	تاریخ	شرکاء	مہمان خصوصی
Leverkusen	23.03.2025	32	Mahmood Ahmad Mallhi
Limburg	23.03.2025	160	Suleman Akhtar
Lörrach	0.04.2025		
Lübeck	23.03.2025	70	Irfan Masroor
Lüdenscheid	23.03.2025	26	Mahmood Ahmad Mallhi
Ludwigshafen	22.03.2025	134	Musawar Ahmad Shams
Lüneburg	16.03.2025	30	Salman Ahmad Mallhi
Mahdiabad	23.03.2025	202	Habib Ullah Tariq
Maintal	23.03.2025	75	Arslan Ahmad Sandhu
Mainz Nord	16.03.2025	165	Billal Ahmad
Mainz Süd	23.03.2025	170	
Marburg	23.03.2025	107	Wasiq Khalid
Meschede	08.03.2025	25	
Mönchengladbach	23.03.2025	177	Wafa Mohammad
Montabaur	23.03.2025	80	Riaz Mahmood Bajwa
Mosbach	22.03.2025	35	Sadr Jamaat
Mühlheim am Main	23.03.2025	14	Hameed Ullah Zafar
Mülheim (Ruhr)	23.03.2025	180	
München	23.03.2025	140	Abdul Salam Bhatti
Münster	23.03.2025	170	Mohammad Fateh Nasir
Münster-Hessen	23.03.2025	57	Shams Iqbal
Nauheim	23.03.2025	68	Abdullah Wagishauser
Neuhof	21.03.2025	78	Ijaz Ahmad
Neu-Isenburg	23.03.2025	78	Sayed Suleman Shah
Neuss	23.03.2025	160	Mahmood Ahmad Mallhi
Neuwied	23.03.2025	259	Sayed Hasan Tahir Bukhari
Nidda	23.03.2025	188	Sadr Jamaat
Niedernhausen	23.03.2025	98	Khaliq Hameed
Nordhorn	23.03.2025	60	Mubaraz Ahmad Bhatti
Northheim	23.03.2025	40	Zaheer Ahmad Tahir
Nürnberg	22.03.2025	75	Sharjeel Ahmad
Obertshausen	23.03.2025	63	
Oberursel	23.03.2025	19	
Oldenburg	23.03.2025	52	
Olpe	22.03.2025	52	
Osnabrück	23.03.2025	289	Abdul Hannan
Paderborn	16.03.2025	73	
Pforzheim	23.03.2025	160	Luqman Babar
Pfungstadt	23.03.2025	230	Shamshad Ahmad Qamar
Pinneberg	23.03.2025	140	Laeeq Ahmad Munir
Pulheim	23.03.2025	98	Luqman Ahmad
Radevormwald	13.04.2025		
Radolfzell	23.03.2025	48	
Ratingen	23.03.2025	95	
Raunheim Nord	22.03.2025	97	
Raunheim Süd	23.03.2025	95	Sajil Ahmad
Recklinghausen	23.03.2025	45	
Regensburg	29.03.2025		
Reichelsheim	23.03.2025	55	Arbab Ahmad / Walid Khan
Reinheim	29.03.2025		
Reutlingen	23.03.2025	179	
Rheine	15.03.2025	28	Mohammad Fateh Nasir
Rhein-Hunsrück	23.03.2025	21	
Rödermark	22.03.2025	168	Wajahat Ahmad
Rodgau	23.03.2025	287	Wajahat Ahmad
Rüdesheim	22.03.2025	155	Mustansar Sahib
Schleswig	17.03.2025	33	Haseeb Ahmad Ghumman
Schlüchtern	23.03.2025	62	Usama Sahib
Schönau	23.03.2025	55	
Schwetzingen	23.03.2025	116	
Seligenstadt	23.03.2025	111	Zeeshan Mahmood
Simbach	16.03.2025	25	
Sinsheim	16.03.2025	45	
Soltau	16.03.2025	22	
Söst	22.03.2025	77	Mashood Adeeb
Stade	23.03.2025	85	Salman Ahmad Mallhi
Steinbach	23.03.2025	75	Zafir Ahmad
Stockstadt	23.03.2025	114	
Stolberg	16.03.2025	37	Sadr Jamaat
Stuttgart	23.03.2025	126	Fayyaz Ahmad
Trebur	23.03.2025	64	Abdullah Wagishauser
Trier	23.03.2025	69	Mohammad Zafarullah
Ulm Donau	22.03.2025	99	
Usingen	23.03.2025	200	Hamza Naseer
Vechta	23.03.2025	106	Rana Fraz Ahmad
Viernheim	23.03.2025	23	Murtaza Mannan
Wabern	23.03.2025	26	
Waiblingen	23.03.2025	225	Shariq Iftikhar
Waldshut	23.03.2025	120	
Weil der Stadt	23.03.2025	86	Noor Uddin Ashraf
Weilburg	23.03.2025	37	Suleman Akhtar
Weingarten	23.03.2025	110	Sultan Sami
Weiterstadt	29.03.2025		
Wetter	23.03.2025	35	Anas Javed
Wetzlar	16.03.2025	51	
Wittlich	23.03.2025	76	Jave Iqbal Nasir
Worfelden	23.03.2025	70	Basal Aslam
Würzburg	23.03.2025	180	Sharjeel Ahmad Khan
Zwickau	22.03.2025	30	Dr Rashid Nawaz

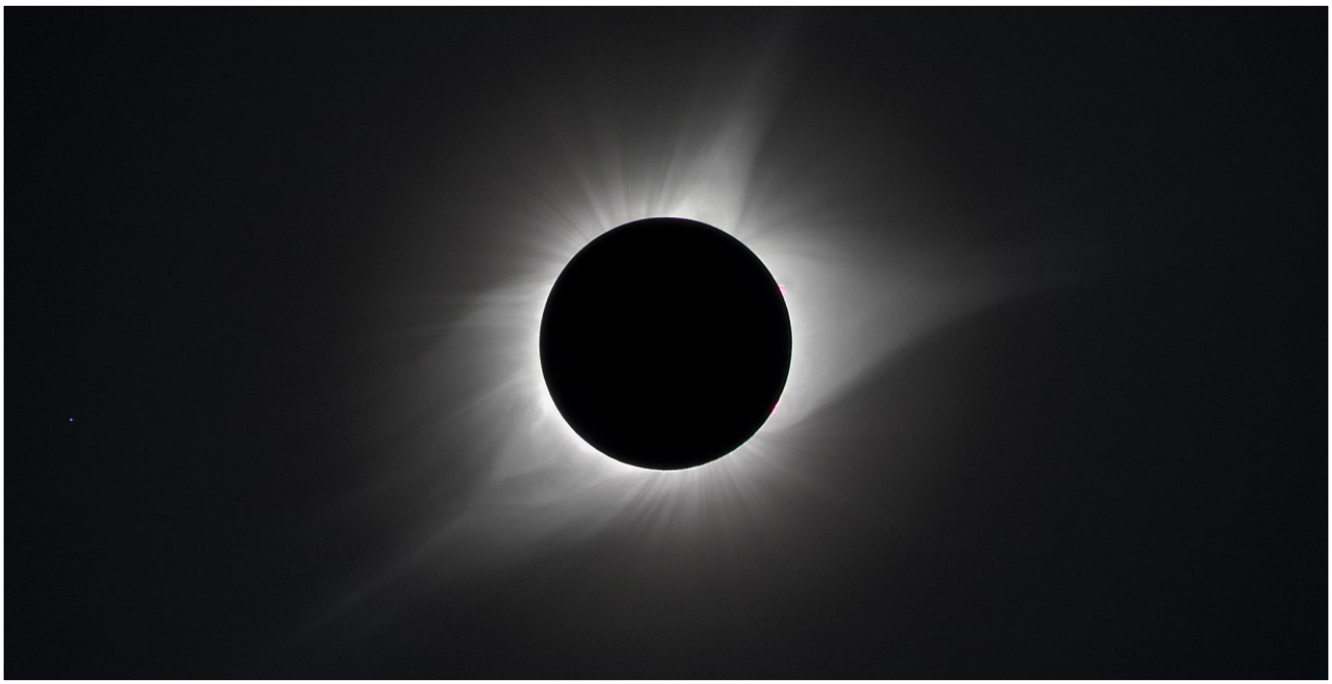

جماعت احمدیہ جرمنی میں نماز کسوف کی ادائیگی

مؤرخہ 29 مارچ 2025ء بمطابق 29؍ امان 1404؍ہجری شمسی کو یورپ بھر میں سورج گرہن لگا، اس موقع پر سنّت رسول ﷺ کی اِتّباع میں احباب جماعت جرمنی نے اپنے ہاں مساجد و مراکز نماز میں جمع ہو کر نماز کسوف ادا کرنے کی توفیق پائی۔ بیت السبوح میں بھی بڑی تعداد میں احباب جماعت دن کے ساڑھے بارہ بجے جمع ہوئے اور سورج کا زوال شروع ہونے کے بعد مذکورہ نماز ادا کی جس کی امامت مربی سلسلہ مکرم عمران بشارت صاحب نے کی۔ اس سے قبل مبلغ انچارج مکرم صداقت احمد صاحب نے نماز کسوف کا مسنون طریق بتایا جس کے مطابق دو رکعات پر مشتمل اس خصوصی نماز کی دونوں رکعات میں دو دو رکوع وسجود ہوتے ہیں۔ ہر مرتبہ قیام میں سورہ فاتحہ کے بعد لمبی تلاوت ہوتی ہے اور رکوع وسجود میں دعائیں کی جاتی ہیں۔ نماز ادا کرنے کے بعد مسجد مبارک، اسلام آباد (یوکے) سے نشر ہونے والا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب سب احباب نے مسجد میں ہی سنا۔ یاد رہے کہ مسجد مبارک اسلام آباد (یوکے) میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنفس نفیس تشریف لاکر نماز کسوف پڑھائی اور اس کے بعد خطبۂ کسوف ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج سورج گرہن پر نماز کسوف پڑھی ہے۔ یورپ میں اکثر ممالک میں، امریکہ میں بعض جگہوں پہ، کینیڈا میں، افریقہ کے ممالک میں بشمول موریطانیہ مراکش وغیرہ ان سب جگہوں پہ گرہن لگا۔ اسی طرح روس کے ممالک میں بھی لگا۔ سورج گرہن پہ آنحضرت ﷺ کی یہی سنّت تھی کہ دو نفل نماز ادا کیے جائیں۔ خاص طور پر آنحضرت ﷺ نے اس دن استغفار اور صدقہ وخیرات کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اس بارے میں احادیث میں بعض روایات ملتی ہیں کہ جب سورج گرہن لگا تو آنحضرت ﷺ بڑی تیزی سے اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ لوگوں کو جمع کرو۔ نماز باجماعت ہو گی، ہم نفل پڑھیں گے۔ تو اس کے لیے اذان کا نہیں کہا۔ اذان نہیں دی جاتی اس میں بلکہ یہ فرمایا کہ اعلان کرو کہ لوگ جمع ہو جائیں۔ چنانچہ لوگ جمع ہو گئے اور آنحضرت ﷺ نے لمبی نماز پڑھائی۔

اس حوالے سے حضرت عائشہؓ کی روایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں سورج گرہن ہوا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مکہ میں بھی آپؐ نے نماز پڑھائی لیکن مکّے میں تو جمع نہیں ہو سکتے تھے اس لیے وہاں کوئی ایسی روایت نہیں ہے۔ مدینہ میں ہی کسوف کی نماز پڑھائی۔ بہرحال حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی زندگی میں سورج گرہن ہوا۔ آپ مسجد میں گئے۔ لوگ آپؐ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے اللہ اکبر کہا اور بہت لمبی قراءت کی۔ پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا۔ پھر آپؐ نے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہ کہا اور کھڑے

ہو گئے اور سجدہ نہیں کیا اور لمبی قراءت کی جو کہ پہلی قراءت سے کم تھی۔ پھر آپؐ نے اللہ اکبر کہا اور لمبا رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا۔ پھر آپؐ نے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لك الحمد کہا۔ پھر سجدہ کیا۔ پھر دوسری رکعت میں ایسا ہی کیا۔ اس طرح آپؐ نے دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے کیے اور سورج نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پہلے ظاہر ہو گیا تھا یعنی کہ گرہن اس وقت ختم ہو گیا تھا۔ پھر آپؐ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی جس تعریف کے وہ لائق ہے تعریف کی اور فرمایا:

چاند اور سورج اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے دو نشان ہیں کسی کی موت کی وجہ سے انہیں گرہن نہیں لگتا اور نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے یہ گرہن لگتا ہے۔ سو جب سورج اور چاند کو تم گرہن میں لگا ہوا دیکھو تو نماز کے لیے مضطرب ہو کے لپکو یعنی فوری طور پر نماز ادا کرو نفل پڑھو۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے دو نشان ہیں۔ کسی کی موت اور زندگی کی وجہ سے نہیں گہناتے سو جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ اس دوران جب آپؐ نماز پڑھا رہے تھے تو لوگوں نے آنحضرت ﷺ کو آگے پیچھے حرکت کرتے دیکھا۔ اس پر انہوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپؐ نے اپنی جگہ کھڑے کھڑے کوئی چیز پکڑی ہے۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپؐ ایک دم پیچھے ہٹ گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس وقت مَیں نے جنت کا نظّارہ دیکھا تھا اور اس جنّت میں سے ایک خوشہ لینے کو ہاتھ بڑھایا تھا۔ اگر لے لیتا تو جب تک دنیا قائم رہتی تم اسے کھاتے رہتے اور پھر مجھے آگ دکھائی گئی۔ میں نے کوئی ایسا بھیانک نظارہ نہیں دیکھا جیسے آج اس آگ کا دیکھا تھا۔ اس کو دیکھ کر پھر میں ایک دم پیچھے ہٹ گیا۔

اس کی تائید میں اَور بھی بہت ساری روایات ہیں جیسا کہ میں نے بتایا نماز کے بعد خطبہ دینا بھی مسنون ہے۔ اس لیے جب بھی یہ نماز پڑھی جائے اس کے بعد خطبہ دیا جاتا ہے۔

جب سورج گرہن لگا تو اس وقت آپؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی تھی تو بعض روایات میں آتا ہے کہ لوگوں نے خیال کیا کہ شاید یہ گرہن اس وجہ سے لگا ہے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اس کا کسی کی موت اور زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں انٹرنیٹ پر دیکھ رہا تھا تو وہاں بھی یہ معلومات ہیں کہ آپؐ کے صاحبزادے کی وفات کی وجہ سے گرہن لگا تو یہ معلومات وہاں غلط ہیں۔ پتا نہیں کس نے اس میں ڈالی ہیں اور عام طور پر لوگ عموماً سمجھتے ہیں کہ وہ صحیح معلومات ہوتی ہیں لیکن غلط ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی روایات جو مختلف ذریعوں سے ملی ہیں یہی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اس کا کسی کی موت یا زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تمام روایات اس بات کی نفی کرتی ہیں۔

جماعت میں بھی چاند سورج گرہن کی خاص اہمیت ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے رمضان کے خاص دنوں میں چاند سورج گرہن کی نشانی مسیح و مہدی کے آنے کی نشانی کے طور پر بیان فرمائی ہے اور اس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بعد 1894ء میں مشرق میں اور 1895ء میں مغرب میں یہ گرہن لگا تھا چاند کو بھی سورج کو بھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب اور مجالس میں اس کا بہت ذکر فرمایا ہے۔ ایک کتاب 'نورالحق' کے حصہ دوم کا ایک اقتباس میں یہاں پیش کر دیتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر جان کہ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں پھونکا کہ یہ خسوف اور کسوف جو رمضان میں ہوا ہے یہ دو خوفناک نشان ہیں جو ان کے ڈرانے کے لیے ظاہر ہوئے ہیں جو شیطان کی پیروی کرتے ہیں، جنہوں نے ظلم اور بے اعتدالی کو اختیار کر لیا۔ سو خدا تعالیٰ ان دونوں نشانوں کے ساتھ ان کو ڈراتا ہے اور ہر یک ایسے شخص کو ڈراتا ہے جو حرص و ہوا کا پیرو ہوا اور سچ کو چھوڑا اور جھوٹ بولا اور خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ پس خدا تعالیٰ پکارتا ہے کہ اگر وہ گناہ کی معافی چاہیں تو ان کے گناہ بخشے جائیں گے اور فضل اور احسان کو دیکھیں گے اور اگر نافرمانی کی تو عذاب کا وقت تو آ گیا اور اس میں ان لوگوں کو ڈرانا بھی مقصود ہے جو بغیر حق کے جھگڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے اور ایسے شخص کے لیے تحدید ہے جو نافرمانی اور تکبر اختیار کرتا ہے اور سرکشی کو نہیں چھوڑتا۔ سو خدا سے ڈرو اور زمین پر فساد کرتے مت پھرو۔ اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اس سے ڈرتے نہیں حالانکہ ڈرانے کے نشان ظاہر ہو گئے اور صحیح مسلم اور بخاری سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے مومنوں کے سمجھانے کے لیے فرمایا کہ شمس اور قمر دو نشان خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ہیں اور کسی کے مرنے یا جینے کے لیے ان کو گرہن نہیں لگتا بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے دو نشان ہیں خدا تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو جلدی سے نماز میں مشغول ہو جاؤ۔ پس دیکھ کہ کیونکر آنحضرت ﷺ نے خسوف کسوف سے ڈرایا اور حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دونوں نشان گنہگاروں کے ڈرانے کے لیے ہیں اور اس وقت ظاہر ہوتے ہیں کہ جب دنیا میں گناہ بہت ہوں اور خلقت میں بدکاریاں پھیل جائیں اور پلید بہت ہو جائیں اور اسی غرض سے رسول اللہ ﷺ نے گرہن کے وقت میں فرمایا کہ بہت نیکیاں کریں اور نیک کاموں کی طرف جلدی کریں جیسی خالص نیت کے ساتھ نماز اور روزہ اور دعا کرنا اور رونا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ذکر اور تضرع اور قیام اور رکوع اور سجدہ اور توبہ اور انابت اور استغفار اور خشوع اور ابتہال اور انکسار اور ایسا ہی حسب طاقت احسان اور غلام آزاد کرنا اور کسی کو سبکدوش کرنا اور یتیموں کی غم خواری اور جناب الٰہی میں تذلل۔ پس گویا کہ ان اعمال کی بجا آوری میں جو نماز اور خشوع اور ابتہال ہے یہی بھید ہے کہ

چاند اور سورج کا اسی حالت میں گرہن ہوتا ہے کہ جب کوئی آفت نازل ہونے والی ہو اور کسی مصیبت کا زمانہ قریب ہو اور آسمان پر ایسے اسباب شر کے جمع ہو گئے ہوں جو لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں اور صرف ان کو خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی رحمت اور اس کی پُر لطف حکمت

تقاضا کرتی ہے جو کسی کسوف کے وقت لوگوں کو وہ طریقے سکھلاوے جو کسوف کے موجبات کو دور کر دیں۔

پس اس نے اپنے نبی کی زبان پر یہ تمام طریقے سکھلا دیئے اور کچھ شک نہیں کہ بدیاں نیکیوں سے دور ہوتی ہیں اور گناہ کی معافی چاہنے والوں کے آنسو آگ کو بجھا دیتے ہیں۔ اور جس وقت کوئی بندہ کوئی نیک عمل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس سے راضی کر دیتا ہے پس وہ نیک عمل اس کی بدی کا مقابلہ کرتا ہے جس کے اسباب مہیا ہو گئے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ اس عامل کو اس بدی سے بچا لیتا ہے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ دعا کے ساتھ بلا کو ردّ کرتا ہے اور دعا اور بلا کبھی دونوں جمع نہیں ہوتیں مگر دعا باذن الٰہی بلا پر غالب آتی ہے جب ایسے لبوں سے نکلتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ سو دعا کرنے والوں کو خوشخبری ہے۔

آج کے دن ہمیں خاص طور پر دعاؤں اور صدقات پر زور دینا چاہیے۔ مَیں نے ذاتی طور پر بھی صدقے دیے ہیں جماعت نے بھی صدقے دیے ہیں مختلف جگہوں پر جماعت کے افراد کو بھی چاہیے کہ جن کو توفیق ہے وہ صدقات دیں۔ اسے ہم صرف تماشا سمجھ کر نہ دیکھیں کہ عینک لگائی، کالے شیشے لگائے یا کوئی اَور چیز استعمال کی تو دیکھ لیا بلکہ آج کے دن ہمیں بہت زیادہ استغفار کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کو طلب کرنا چاہیے اس کے حضور عاجزی سے جھکنا چاہیے۔

یہ نشان جو خاص رمضان میں دوبارہ ظاہر ہوا ہے اور انہی تاریخوں کو ہوا ہے جن کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی تو ہمیں اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور ایمان کو مضبوط کرنے کے ساتھ ذکر الٰہی، صدقات، استغفار کے ساتھ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا کرنے اور دنیا کو اس سے آگاہ کرنے کے لیے بھرپور کوشش بھی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 2 اپریل 2025ء)

یوکرینین زبان میں رسالہ کا اجراء

روس یوکرین جنگ کے باعث یوکرینینز کی یورپ کی طرف ہجرت کے بعد انہیں اپنی زبان میں اسلام سے روشناس کرانے کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی چنانچہ ایک مقامی نواحمدی مسلمان مکرم Igor Dmitruk صاحب کی خدمات حاصل کی گئیں اور رشین ڈیسک جرمنی کو ذمہ داری سونپی گئی۔ شعبہ تبلیغ جرمنی کے تعاون سے جماعتی لٹریچر کی یوکرینین زبان میں اشاعت کے ساتھ ساتھ جماعتی ویب سائیٹ، فیس بک پیج اور یوٹیوب چینل کا آغاز کیا گیا جس سے اب تک کئی لاکھ افراد استفادہ کر چکے ہیں، الحمدللہ۔

کچھ عرصہ قبل مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ یوکرین نے مکرم ایگر صاحب سے ایک آن لائن رسالہ کے اجراء کی خواہش کا اظہار کیا جس کی ذمہ داری انہوں نے قبول کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اسے منظور فرماتے ہوئے رسالہ کے لیے Voice of Islam Ahmadiyyat نام اور درج ذیل ''مجلس ادارت'' کی منظوری عطا فرمائی:

نگران: مکرم خالد احمد صاحب (انچارج مرکزی رشین ڈیسک یوکے) مدیر: مکرم ایگر صاحب (لوکل معلم یوکرین) ممبران: مکرم رستم صاحب (لوکل معلم روس) مکرم عطاء الواحد رضوی صاحب مربی سلسلہ (رشین ڈیسک یوکے) سیّد حسن طاہر بخاری صاحب (انچارج رشین ڈیسک جرمنی)

پہلے شمارہ کی تیاری کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی روشنی میں مکرم خالد احمد صاحب انچارج رشین ڈیسک UK نے 28 مارچ 2025ء کو ایک آن لائن تقریب میں دعا کے ساتھ اس پہلے آن لائن یوکرینین سہ ماہی رسالہ کا اجراء کیا۔ رسالہ کا لنک مندرجہ ذیل ہے۔

https://islamahmadiyya-ua.com/pershyj-vypusk-zhurnalu-golos-islamu-ahmadiya-ukrayinskoyu-movoyu/

احباب جماعت سے اس رسالہ کے بابرکت اور بہتوں کی ہدایت کا موجب ہونے کے لیے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(سیّد حسن طاہر بخاری، مربی سلسلہ۔ انچارج رشین ڈیسک جرمنی)

بقیہ: از حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انداز تربیت صفحہ 17

درخت گرا ہوا تھا بعض دوستوں نے اس کی شاخوں سے مسواکیں بنائیں۔

صاحبزادہ مرزا محمود احمد بھی ساتھ تھے۔ چھوٹی عمر تھی۔ ایک مسواک کسی نے اُن کو بھی دے دی اور انہوں نے بے تکلفی اور بچپن کی وجہ سے ایک دو دفعہ حضورؑ کو بھی کہا: ''ابّا مسواک لے لیں''، مگر حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا میاں! پہلے ہمیں یہ بتلاؤ کہ کس کی اجازت سے یہ مسواکیں حاصل کی گئی تھیں۔ یہ بات سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر پھینک دیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 21)

یہ واقعہ بھی ایک انوکھا انداز دلکشی لئے ہوئے ہے اور اس لائق ہے کہ اصول تربیت کے مضمون میں اسے سنہری حروف میں رقم کیا جائے۔ سڑک پر گرے ہوئے ایک کیکر کے درخت سے چند مسواکوں کی ٹہنیاں کاٹ لینا کوئی ایسا اخلاقی جرم نہیں کہ اُسے چوری کی حدود میں داخل سمجھا جائے اور کوئی دنیوی یا مذہبی عدالت ایسے شخص کے لئے کوئی سزا یا سرزنش تجویز کرے۔ عام طور پر تو کھڑے درختوں سے بھی مسواک کے لئے شاخیں کاٹ لی جاتی ہیں اور قبل ازیں اجازت حاصل کرنا ایک اُن سنی بات ہے۔ ہاں مالک کا حق بہرحال قائم رہتا ہے اگر چاہے تو ایسا کرنے سے روک دے۔

ایسے موقع پر اگر آپ اپنے صحابہ کو سختی سے ایسا کرنے سے روک دیتے تو عوام الناس پر ایک ایسا متشدد اخلاقی ضابطہ عائد کرنے کے مترادف ہوتا جو تکلیف مالا یطاق کا حکم رکھتا۔ بایں ہمہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اخلاق کے جس بلند مقام پر فائز فرمایا تھا اس مقام کے مشکل تر دستور کے مطابق آپ کے حسن کے شفاف چہرے پر یہ ادنیٰ سا خاک کا ذرہ بھی زیب نہ دیتا تھا۔ یہ خاک کا ذرہ جسے عام انسان اپنی ننگی آنکھ سے دیکھنے کی بھی استطاعت نہیں رکھتا آپ اسے نہ اپنے لئے پسند کرتے تھے نہ اس موعود بیٹے کے لئے جس نے اپنے وقت میں ایک عالم کے اخلاق کو سنوارنے کا بیڑا اٹھانا تھا لیکن آپ خاموش رہے تاکہ ان خدام کی دلآزاری نہ ہو جن کو اس فعل سے روکنا تکلف میں داخل ہو جاتا۔

جماعت احمدیہ جرمنی میں رمضان المبارک و عیدالفطر کی رونقیں

رپورٹ: مکرم رانا خلیل الدین احمد صاحب، واقف زندگی شعبہ تربیت جرمنی

امسال جماعت احمدیہ کے مطابق جرمنی میں رمضان المبارک کا آغاز 2 مارچ سے ہوااور 31 مارچ کو عیدالفطر منائی گئی، الحمدللہ۔اس مقدّس مہینہ کے دوران دنیا بھر کے احمدیوں کی طرح جماعت احمدیہ جرمنی نے بھی اس کی برکات اور فیوض سمیٹنے کی بھرپور کوشش کی۔

امسال جرمنی میں قائم مساجد و نماز سنٹرز میں حُفّاظ کرام، مربیان سلسلہ و طلبہ جامعہ اور طلبہ حفظ القرآن کلاس نے نماز تراویح پڑھانے کی سعادت حاصل کی، الحمدللہ۔اس کے علاوہ کچھ مقامات پر مربیانِ سلسلہ بھی نماز تراویح پڑھاتے رہے۔ بیت الواحد ہاناؤ میں مکرم حافظ مبارک احمد صاحب نے نماز تراویح پڑھائی اور الحمد للہ قرآن کریم کا دور مکمل کیا۔ حافظ صاحب موصوف 1983 سے تراویح میں قرآنِ کریم سنانے کی توفیق پا رہے ہیں، پہلے سات سال پاکستان میں اور گزشتہ 36 سال سے جرمنی کی مختلف مساجد میں نماز تراویح پڑھا رہے ہیں، الحمدللہ۔

درس قرآن و حدیث

حسب سابق امسال بھی رمضان المبارک کے دوران مساجد میں نمازوں کے بعد درس قرآن و حدیث اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انتظام مرکزی طور پر بھی کیا گیا۔ یہ درس بیت السبوح سے سوموار تا جمعرات بعد نماز عصر ایم ٹی اے جرمن سٹوڈیو سے لائیو سٹریم پر نشر ہوتا رہا جس میں مربیان سلسلہ ترتیب کے ساتھ ایک رکوع کا ترجمہ اور مختصر تفسیر پیش کرتے رہے۔اردو میں نشر ہونے والے اس درس کا رواں جرمن ترجمہ بھی کیا جاتا رہا۔ درس حدیث بھی اسی لائیو سٹریم پر نشر کیے جانے کا اہتمام ایم ٹی اے نے کیا تھا۔علاوہ ازیں امسال ایم ٹی اے جرمنی نے نشر رمضان کے عنوان سے بھی ایک خصوصی ہفتہ وار پروگرام ترتیب دیا جو ایم ٹی اے پر براہ راست نشر ہوتا رہا جس میں ایک مربی سلسلہ کو بطور مہمان مدعو کیا جاتا اور رمضان المبارک سے متعلق مختلف موضوعات پر گفتگو کی جاتی۔اس کے ساتھ مکرم فرہاد غفار صاحب مربی سلسلہ ہر ہفتہ اسی پروگرام کے دوران اسمائے باری تعالیٰ میں سے کسی ایک کی خطاطی کرتے اور پھر اسی پروگرام کے دوران رمضان کے حوالے سے بچوں کے درمیان ایک مختصر سا کوئز مقابلہ کراتے اور اول آنے والے بچے کو وہ خطاطی بطور انعام بھجوائی جاتی۔اسی طرح اس پروگرام کا ایک دلچسپ حصہ مختلف ممالک میں منائے جانے والے رمضان المبارک کے مناظر پر مشتمل ہوتا۔

اعتکاف

سنتِ نبوی ﷺ کی اتباع میں رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے دوران امسال بھی جرمنی کی تقریباً ہر احمدیہ مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تاہم مسجد بیت السبوح Frankfurt، مسجد احسان Mannheim، مسجد سبحان Mörfelden، مسجد بیت الشکور ناصر باغ، مسجد مبارک Wiesbaden، مسجد بیت العزیز Riedstadt اور مہدی آباد میں افرادِ جماعت کی ایک بڑی تعداد کو یہ عبادت بجالانے کی سعادت ملی۔

رمضان المبارک کے دوران غیر معمولی طور پر انفاق فی سبیل اللہ بھی سنّت رسول ﷺ ہے۔ احباب جماعت نے وسیع پیمانہ پر اس سنّت رسول پر بھی عمل کیا اور ذاتی طور پر مختلف جماعتی مدّات میں دل کھول کر اموال پیش کئے۔چنانچہ نیشنل سیکرٹری تحریک جدید مکرم حمید اللہ ظفر صاحب کی رپورٹ کے مطابق امسال احباب جماعت نے صرف تحریک جدید کی مدّ میں مبلغ 10.55.832,54 یورو پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جو گزشتہ سالوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔اللہ تعالیٰ تمام شاملین کے اموال و نفوس میں بے پناہ برکت ڈالے۔آمین۔

عیدالفطر

امسال پاکستان میں بہت سی احمدیہ مساجد میں شر پسندوں نے احمدیوں کو نماز عیدالفطر ادا کرنے نہیں دی۔چنانچہ ایک کثیر تعداد میں احباب جماعت نے اپنے اپنے گھروں میں نماز عید ادا کی یا پھر نماز فجر کے کچھ دیر بعد طلوع آفتاب کے ساتھ ہی یہ فریضہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تاہم پاکستان سے باہر احباب جماعت نے پوری آزادی اور اسلامی روایات کے ساتھ عید منائی۔ جرمنی میں دو صد سے زائد مساجد و مراکز نماز میں مربیان سلسلہ اور دیگر احباب کی اقتداء میں نماز عید ادا کی گئی اور خطبہ عید دیا گیا۔ بعد ازاں جرمن وقت کے مطابق بارہ بجے دوپہر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ عید ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست سنا گیا۔ رشتہ داروں، عزیزوں اور دوستوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔ بیماروں اور معذوروں کی خبر گیری کی گئی، ایک بڑی تعداد میں احباب جماعت نے قبرستانوں کی زیارت کی اور اپنے وفات یافتگان کی قبروں پر دعائیں کیں۔

قسط نہم

آدھی صدی کا سفر

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی

انگلستان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ سے ملاقات کے بعد واپس لوٹا تو اپنی طرف سے جب یہ خوشخبری مکرم فضل الٰہی انوری صاحب مشنری انچارج کو سنائی کہ حضور جرمنی آنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو مکرم انوری صاحب نے ماہ جولائی میں وکیل التبشیر صاحب ربوہ کی طرف سے موصول ہونے والا خط میرے آگے رکھ دیا جس میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے لکھا تھا کہ ”حضور دورہ یورپ کے دوران جرمنی بھی جائیں گے۔ تاریخوں کی اطلاع آپ کو حضور کی طرف سے مل جائے گی۔ اس بارے میں حضور نے تاکید فرمائی ہے کہ قیام مشن ہاؤس ہی میں ہوگا۔ دورہ کے دوران اٹھنے والے مقامی اخراجات کے لئے دوستوں کو زائد چندہ کی تحریک نہ کی جائے۔ زیادہ سے زیادہ سادگی اختیار کی جائے“۔ خط پڑھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ میں انوری صاحب کے لئے کوئی نئی خبر نہیں لایا۔ حضور کے دورہ جرمنی کی اطلاع فرانکفرٹ مشن میں بہت پہلے سے آ چکی تھی اور مصلحتاً مکرم انوری صاحب نے احباب سے ذکر نہیں کیا تھا۔ میں نے اس سے پہلے بھی محسوس کیا تھا کہ مکرم انوری صاحب اطلاع و ہدایت کو جاری کرنے میں جلدی نہ کرتے بلکہ موقع پیدا ہونے پر یا مناسب وقت پر اس کو ظاہر کرتے۔ اب سوچتا ہوں یہ بھی ایک تربیت اور انتظامی ٹریننگ کا حصہ تھا۔ میں نے شاید پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ فوٹو کاپی کے اخراجات بچانے کے لئے مکرم انوری صاحب خطوط لکھتے وقت کاربن پیپر کا استعمال کرتے تھے۔ جن

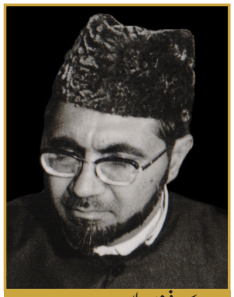

مکرم فضل الٰہی انوری صاحب

دنوں انہوں نے مجھے خطوط لکھوانے شروع کئے انہی دنوں وکیل التبشیر صاحب ربوہ کا ایک خط موصول ہوا کہ ”شنید ہے کہ مکرم مولوی عبدالمنان عمر صاحب جرمنی جا رہے ہیں۔ اگر وہ مشن ہاؤس آئیں تو ان کے ساتھ پورے احترام کے ساتھ پیش آیا جائے۔ مولوی عبدالمنان عمر صاحب مشن ہاؤس آئے تو نہیں لیکن انوری صاحب ان دنوں خود خوب بیدار رہے لیکن جماعت میں کسی سے اس امکانی خبر کا ذکر نہیں کیا۔ غرض جس انسان پر ذمہ داری ہو وہ عوام الناس کے لئے فیصلہ کرتے وقت مصلحت کو مقدم جانتا ہے لیکن مجھ جیسے کمزور انسان جلد بازی میں اس کا برا مان جاتے ہیں۔ زندگی میں ایسی غلطیاں مجھ سے بھی سرزد ہوئیں۔ اب پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو کئی واقعات پر شرمندگی کا احساس ہوتا ہے۔ میرے وہ مہربان جنہوں نے میری دینی و انتظامی تربیت کی اور وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے ان کو یاد کرتے وقت ان کے سامنے احساس ندامت کے ساتھ پیش ہوتا ہوں۔

دورہ جرمنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ

حضور نے یہ دورہ 22 تا 24 اگست 1973ء کو فرمایا۔ دو دن تو سفر میں گزر گئے۔ جو ایک دن ملا اس میں حضور صبح سے رات گئے تک جماعتی مصروفیات میں منہمک رہے۔ ہم جو چند پاکستانی احمدی تھے ان ایام میں روحانی چشمہ سے سیراب ہونے کے لئے ہمہ وقت مشن ہاؤس میں موجود رہے۔ اس دورہ کی رپورٹ مکرم چوہدری محمد علی صاحب ایم اے کے قلم سے روزنامہ الفضل میں شائع شدہ ہے۔ میں ان واقعات کی جھلک پیش کروں گا جن کا پہلے بہت سرسری ذکر جماعتی لٹریچر میں ملتا ہے۔

حضور 22 اگست کو ہالینڈ کے دارالحکومت ہیگ سے فرینکفرٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور کی کار مکرم بشیر احمد رفیق صاحب چلا رہے تھے۔ موبائل فون کا زمانہ تو تھا نہیں اس لئے روانگی کے وقت سے چھ گھنٹے کا اندازہ رکھ کر حضور کے استقبال کی تیاری کی گئی۔ مکرم انوری صاحب اور مکرم بشیر احمد رفیق صاحب نے آپس میں طے کیا کہ سفر کے دوران جہاں بھی حضور کا قافلہ رکے گا وہ بوتھ سے فون کر کے جگہ کی نشان دہی کریں گے تا کہ استقبالیہ ٹیم کو اندازہ ہو کہ حضور کی فرانکفرٹ آمد اندازاً کتنے بجے ہو گی۔ دوسرے قافلہ کی راہنمائی کرتے ہوئے مشن ہاؤس لانے کے لئے فرینکفرٹ ایئر پورٹ کی پہلی پارکنگ لاٹ طے ہوئی۔ 1973ء کا فرینکفرٹ ائیر پورٹ آج سے بہت مختلف تھا۔ ائیر پورٹ کی صرف ایک بلڈنگ تھی جو 1971ء میں بنی۔ اس کے آگے میدان ہی میدان تھا جہاں مختلف پارکنگ کی جگہیں بنائی گئی تھیں۔ طے یہ ہوا کہ موٹر وے سے اترتے ہی پہلی پارکنگ کے باہر استقبالیہ ٹیم کھڑی ہو گی جس کے ملنے کے بعد دوبارہ اسی موٹر وے پر سفر کرتے ہوئے مشن ہاؤس آجائیں گے۔ چنانچہ جب امام رفیق صاحب کا دوسرا فون آیا تو اس کے دو گھنٹے بعد قافلہ کی کاروں کو ایئر پورٹ پہنچ جانا چاہیے تھا۔ وقت کی اسی مناسبت سے استقبالیہ ٹیم ایئر پورٹ کی مقررہ جگہ پر پہنچ گئی۔ جس میں مکرم فضل الٰہی صاحب انوری مشنری انچارج، مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب (جن کی کار میں یہ سفر ہو رہا تھا)، محترمہ قانتہ عبدالرؤف صاحبہ صدر لجنہ فرانکفرٹ، مکرم مرزا خلیل احمد صاحب ابن مکرم حضرت مرزا عبدالحق صاحب آف سرگودھا بطور فوٹو گرافر اور خاکسار عرفان احمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ فرانکفرٹ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ دورہ جرمنی 1973ء کے دوران مسجد نور فرانکفرٹ کے سامنے احباب جماعت کے درمیان

شامل تھا۔ ہم لوگ طے شدہ جگہ پر اندازے سے ایک گھنٹہ زیادہ کھڑے رہے۔ میں ایئر پورٹ بوتھ سے بار بار مشن ہاؤس فون کرتا کہ شاید امام رفیق صاحب کا فون آیا ہو۔ وہاں سے جواب نفی میں ملتا۔ پریشانی بڑھنے لگی تو ہم لوگ کار میں موٹر وے پر مخالف سمت میں کافی دور تک دیکھنے گئے اور پھر لوٹ آئے۔ اب جب مشن ہاؤس فون کیا تو معلوم ہوا حضور مشن ہاؤس پہنچ چکے ہیں۔ جب استقبالیہ ٹیم واپس مشن ہاؤس پہنچی تو حضور اپنے خدام کے درمیان رونق افروز تھے۔ مکرم انوری صاحب سے مصافحہ کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آج آپ کی بدولت میں نے جرمنی کی ان سڑکوں سے بھی شناسائی حاصل کر لی جو پاکستان کی سڑکوں جیسی ہیں۔ مکرم انوری صاحب نے حضور سے معذرت کی۔ جس پر حضور نے دورہ نائیجیریا کا ایک واقعہ بیان فرمایا جو مکرم انوری صاحب کی وہاں موجودگی میں پیش آیا تھا۔ اس پر مکرم انوری صاحب نے وضاحت دی کہ آج ائیر پورٹ کی پہلی پارکنگ میں ملنے کا طے ہوا تھا اور ہم بروقت وہاں چلے گئے تھے۔ حضور نے فرمایا ہم تو ائیر پورٹ سے نہیں گزرے۔ میں نے تو آج پورے فرینکفرٹ شہر کی سیر کر لی ہے۔ تفصیل جاننے پر معلوم ہوا کہ مکرم بشیر رفیق صاحب ائیر پورٹ سے پہلے ہی Wiesbadner Kreuz سے موٹر وے بدل کر 66 سے فرینکفرٹ کی طرف چل پڑے اور پھر Hochst – Westkreuz سے فرینکفرٹ میں داخل ہوئے اور راستہ پوچھتے پوچھتے Kaiserlei آفن باخ تک چلے گئے۔ 1973ء میں شہر کی سب سے بُری سڑک دریا کے ساتھ ساتھ Kaiserlei تک جاتی تھی جس پر چلتے وقت کار مسلسل ہچکولے کھاتی رہتی۔ اس سڑک پر چل کر Kaiserlei Roundabout پر پہنچ کر قافلہ ٹیکسی لے کر اس کا پیچھا کرتے ہوئے مسجد نور پہنچا۔ آج موبائل فون اور Navigation نے سفر کس قدر آسان کر دیا ہے۔ اس شام تھکاوٹ حضور کے چہرہ سے نمایاں تھی چنانچہ نماز مغرب و عشاء حضور نے کرسی پر بیٹھ کر ادا کیں جبکہ امامت کے فرائض مکرم بشیر احمد رفیق صاحب نے ادا کئے۔ (الفضل 15 ستمبر 1973)

23 اگست کو صبح حضور نے ایک ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیا۔ ابھی انٹرویو جاری تھا کہ دفتر میں موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ میں نے وہ کال رسیو کی تو بون سفارت خانہ پاکستان سے سعید خان صاحب بات کر رہے تھے۔ ” ہمیں معلوم ہوا ہے کہ امام جماعت احمدیہ جرمنی آنے والے ہیں۔ ان کی یہاں آمد پر سفیر پاکستان ان سے ملنے کے لئے حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ آپ بتا سکیں گے کہ آمد کن تاریخوں میں متوقع ہے اور کتنے روز قیام ہو گا۔ میں نے فون پر عرض کر دیا کہ آمد ہو چکی ہے اور کل زیورک روانگی ہے۔ دس منٹ بعد پھر فون کی گھنٹی بجی اور سعید خان صاحب نے بتایا کہ آج شام سفیر پاکستان ملاقات کے لئے حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کو بتایا کہ حضور اس وقت ٹیلی ویژن کو انٹرویو دے رہے ہیں میں آپ کو دوپہر تک کنفرم کر سکوں گا۔ اپنا ڈائریکٹ نمبر انہوں نے مجھے لکھوا دیا۔ حضور انٹرویو سے فارغ ہوئے تو مکرم انوری صاحب نے سفیر پاکستان کی خواہش حضور کے گوش گزار کر دی۔ حضور نے فرمایا ’’ہاں شام کو آ جائیں‘‘ چنانچہ یہ پیغام سعید خان صاحب تک پہنچا دیا گیا۔ دوپہر کے بعد حضور نے مشن ہاؤس کے ہال نما کمرہ میں پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ (سفیر پاکستان سے ملاقات کا احوال اگلی قسط میں ان شاء اللہ)

اٹھائیسویں قسط

مرتبہ مدبّر احمد خان

تاریخ جرمنی

جہاں بسمارک کا ذکر ہو رہا ہے، وہاں دو اور سیاستدانوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔ یہ دونوں نام بائیں بازو کے سیاستدانوں کے ہیں، یعنی August Bebel اور Wilhelm Liebknecht۔ بائیں بازو کی تحریکیں اور جماعتیں سب کارل مارکس کے افکار سے پیدا ہوئیں۔ Bebel اور Liebknecht نے 1875ء میں Socialistic Workers Party قائم کی، بعد میں اسی کا نام SPD یعنی Social Democratic Party رکھ دیا گیا تھا، جو آج بھی اسی نام سے فعّال ہے۔

Bebel اور Liebknecht کی اس جماعت کو عوام میں، خصوصاً غریب طبقے میں بہت مقبولیت حاصل تھی۔ اور کیوں نہ ہوتی، عوام میں سیاسی شعور کی بیداری اور مزدور کی ضروریات کی خاطر مقامی سطح پر کلب، کنڈر گارڈن، مالی امداد کے ذرائع اور اسی طرح کے دیگر بہت سے عوامی فلاح و بہبود کے کام کئے۔ پارلیمان میں بھی وہ مسلسل سیاسی آزادی، جس میں عورتوں کے ووٹ کا حق بھی شامل ہے، شخصی حقوق اور معاشی بہتری کے لیے آواز بلند کرتے رہے۔ اس کام کی Bebel اور Liebknecht اور ان کے ساتھیوں کو سخت قیمت بھی چکانی پڑی۔ جونہی ریاست کے ہاتھ کوئی بہانہ لگا تو انہوں نے سوشلسٹ جماعتوں کے خلاف قانون سازی کر کے ان کے کلب، جلسہ جات اور دیگر ذیلی تنظیموں کو مکمل طور پر روک دیا۔ ان تمام تر پابندیوں کے باوجود SPD کی مقبولیت عوام میں بڑھتی رہی۔ اور ان کی آواز کے اثرات اب روکے نہیں رکتے تھے۔

1878ء میں بسمارک نے اپنی پالیسیز میں تبدیلی کی۔ معاشی حالات خراب ہو رہے تھے سو بسمارک کو سوشل ریفارمز کی طرف جانا پڑا۔ لہٰذا سوشل سیکیورٹی کے لیے فنڈز health care insurances، accident insurances وغیرہ کا اجرا کیا گیا۔ ان انشورنسز میں کمپنیز اور کارخانوں کے مالکان کو پابند کیا گیا کہ وہ آدھا یا کچھ معاملات میں پورا خرچ اٹھائیں۔ آج کے جرمنی کے سوشل نظام کی یہیں سے ابتدا ہوتی ہے۔ گو کہ اس کا سہرا بسمارک کو جاتا ہے، لیکن مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس میں SPD کی مقبولیت اور ان کی سیاسی بیداری کا بہت عمل دخل ہے۔

مشرقی یورپ کے ممالک پر سلطنتِ عثمانیہ کا راج تھا۔ لیکن روس وہاں اپنی حکومتیں قائم کرنا چاہتا تھا جبکہ آسٹریا کی نظریں بھی ان ممالک پر جمی تھیں کیونکہ آسٹریا (ہنگری جس کا مستقل حصہ تھا) کی حدود ان ممالک سے لگتی تھیں۔ جرمنی کو فرانس سے بدلہ کا مسلسل خطرہ تھا، اور مشرقی یورپ میں جنگ کی صورت میں روس کی طرف سے بھی حملے کا خطرہ تھا۔ لہٰذا بسمارک نے اپنی خارجہ پالیسی میں بھی بڑی تبدیلی کی اور آسٹریا سے دفاعی معاہدہ کر لیا۔ جرمنی کے اندر اس کے کئی بد اثرات بھی پیدا ہوئے جن میں شمالی اور مشرقی حصوں میں عوام میں بسمارک کے لیے بداعتمادی پیدا ہوئی۔ بداعتمادی اور نفرت اصلاً کیتھولکس سے تھی کیونکہ انہیں ترقی اور نئے جرمنی کے خواب دکھائے گئے تھے جس میں پروٹیسٹنٹ جذبات کا بہت دخل تھا۔ اور آسٹریا سے معاہدے میں انہیں کیتھولکس اور قدامت پسندی کی طرف قدم نظر آتا تھا۔ یہ نفرت بڑھتے بڑھتے یہودیوں سے نفرت کی شکل بھی اختیار کر گئی اور کئی مضامین یہود کے خلاف ان دنوں میں لکھے گئے۔

کالونیز (Colonies) بنانے کی دوڑ میں بھی جرمنی سرگرم ہو چکا تھا (اس کی تفصیل اگلی قسط میں آئے گی) لہٰذا اس توسیعی سیاست کے تناظر میں دنیا کی مجموعی صورتِ حال نازک تر ہوتی جا رہی تھی۔ فرانس، انگلستان، روس، آسٹریا، سپین وغیرہ سب اس دوڑ میں شامل تھے اور وسائل لوٹنے کا کاروبار یہ تمام طاقتیں بڑے زور سے کر رہی تھیں۔ 1887ء کے آس پاس اس وقت کا جرمن

Cesar Wilhelm I & Otto von Bismarck in Ruhrort, by Prof. Gustav Eberlein, 1896

جرنیل، Alfred Graf von Waldersee، لکھتا ہے کہ فرانس سے جنگ اب لازماً ہو گی اور اسی سے ایک عالمی جنگ کا آغاز ہو جائے گا۔ انہی سالوں میں روس مشرقی یورپ میں اپنی توسیع چاہتا تھا جس سے واضح ہو چکا تھا کہ وہ آسٹریا سے جنگ کی تیاری کر رہا ہے۔

قیصر Wilhelm اول کے روسی زار کے ساتھ دیرینہ تعلقات تھے اور کہا جاتا ہے کہ جنگ کے ٹلے رہنے میں قیصر کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ تاہم 1888ء میں Wilhelm اول کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد Friedrich III قیصر بنا لیکن وہ بھی تین سال میں فوت ہو گیا۔ پھر Wilhelm II نے تخت سنبھالا جو جارحیت پسند تھا۔ بسمارک کے سیاسی تعلقات تمام پارٹیز سے کشیدہ تھے، لہٰذا جب بسمارک نے استعفیٰ دینے کی دھمکی دی تو Wilhelm II نے اس کا استعفیٰ قبول کر لیا اور بسمارک کا دور بہت سے نشیب و فراز لیے مکمل ہوا۔ بسمارک کی عظمت سے انکار ممکن نہیں۔ آج بھی جرمنی میں اس کے کئی مجسمے نظر آتے ہیں۔ تاہم اس کی سیاست کے منفی پہلو بھی عیاں ہیں۔ بسمارک کو تاریخ کبھی جرمنی کا محسن اور کبھی جمہوریت کی راہ میں بڑی رکاوٹ کے طور پر یاد کرتی ہے۔ (جاری ہے)

حوالہ جات:

Schlaglichter der deutschen Geschichte, Helmut M. Müller, bpb, Brockhaus 2002

Die kürzeste Geschichte Dutschlands, James Hawes, Ullstein 2019, Berlin

اُذکُروا مَوتاکُم بِالخَیر

ایک دیوانے کی یاد میں

مکرم زبیر خلیل خان صاحب سابق افسر جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ جرمنی

آہ! زاہد افضال چل بسے، جن کی شخصیت اور کردار جذبہ، جنون، خلوص، بے لوث خدمت اور بے پناہ محنت سے مرکب تھا، عمل اور خدمت خلق میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایسے لگتا جیسے قدرت نے انہیں کسی الگ ہی سانچے میں ڈھالا تھا، ایسا سانچہ جس میں ہنر، محنت اور اخلاص کو یکجا کر دیا گیا ہو۔ وہ ایسے محیّر العقول کام کر جاتے کہ برسوں کے تجربہ کار بھی دیکھتے رہ جاتے۔ زاہد افضال دنیا سے تو چلے گئے مگر دیوانہ بن کر وہ کچھ کر گئے جو صرف خوابوں میں ممکن تھا۔ آپ حضرت مصلح موعودؓ کے اس شعر کے مصداق بن کر اپنی یادیں ہمارے قلب و روح پر نقش کر گئے،

عاقل کا یہاں پر کام نہیں، وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود میرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

ناصر باغ میں جلسہ سالانہ جرمنی ہو رہا تھا کہ اچانک دو تین سو بوزنین مہمان پہنچ گئے جنہیں سُلانے کا انتظام نہ تھا۔ چنانچہ افسر صاحب جلسہ سالانہ نے اس ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے مرحوم کی ڈیوٹی لگائی۔ جس پر آپ نے اپنے بھائی مکرم خالد افضال صاحب کو ساتھ لیا اور چند گھنٹوں کے اندر 200 سے زائد گدّوں کا انتظام کر کے دم لیا۔ 1994ء میں جب ایم ٹی اے کا آغاز ہوا تو جلسہ سالانہ جرمنی کی کارروائی براہ راست نشر کرنے کے لیے ایم ٹی اے کی ٹیم لندن سے ناصر باغ پہنچ گئی۔ تاہم جب بجلی کے کنکشن چیک کیے گئے تو علم ہوا کہ اس میں اتنی طاقت ہی نہیں کہ وہ براہ راست نشریات کا بوجھ اٹھا سکے۔ اس صورتحال میں بھی منتظمین کی نگاہ انتخاب مرحوم زاہد افضال پر پڑی، چنانچہ آپ فوراً جنریٹر کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور دو گھنٹے کے اندر اس کا انتظام کر دیا۔

آپ ہمیشہ جلسہ سالانہ کے کاموں میں بہتری لانے کی کوشش کرتے۔ پیاز کاٹنے اور آلو چھیلنے کے لیے بڑی بڑی ٹیمیں بنانی پڑتی تھیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی ٹیم کے ساتھ اس کام کے لئے دیسی طرز کی مشینیں تیار کر لیں جس سے دو چار افراد ہی بہت کم وقت میں یہ کام مکمل کر لیتے تھے۔ اسی طرح آغاز میں جلسہ سالانہ کے موقع پر وضو کرنے میں احباب کو بہت مسائل کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنا ذہن لڑا کر بڑے بڑے ٹب بنائے اور ان میں ٹونٹیاں لگا کر اس مسئلہ کا حل بھی نکال لیا۔ اسی سلسلہ میں پاکستان سے ایک من کے قریب وزنی ٹونٹیاں ہوائی جہاز میں بغیر اضافی کرایہ دیئے لے آئے۔

مئی مارکیٹ منہائیم میں جلسہ سالانہ کے دوران ایک دفعہ لنگر خانہ میں گیس کا سلنڈر آگ لگنے سے بھڑک اٹھا اور قریب تھا کہ یہ آگ پھیل جاتی اور کسی بڑے حادثہ کا باعث بن جاتی۔ افسر جلسہ سالانہ مکرم عبد الرحمان مبشر صاحب فوراً موقع پر پہنچے تو دیکھا کہ موقع پر موجود سب افراد گھبراہٹ کا شکار ہیں۔ اس انتہائی نازک اور خطرناک موقع پر بھی اچانک مرحوم اپنے بھائی خالد صاحب کے ساتھ آگے بڑھے اور اپنی جان کی پروا کیے بغیر آگ میں کود گئے اور جلتے ہوئے گیس سلنڈروں کو ہٹا کر ایک بڑے حادثے کو ٹال دیا۔ بعد میں جب ان سے بات ہوئی تو یہ جواب سن کر حیرت ہوئی۔ کہنے لگے کہ زندگی موت تو اللہ کے اختیار میں ہوتی ہے اگر اس موقع پر ایسا نہ کیا جاتا تو جماعت کا بڑا نقصان ہو سکتا تھا۔ اللہ کی ذات پر پختہ یقین رکھنے والا ہی ایسی باتیں کر سکتا ہے۔ من ہائیم میں ہی ایک جلسہ سالانہ کے دوران مستورات کی جلسہ گاہ میں ٹائلٹ سسٹم میں رکاوٹ کے نتیجہ میں شدید تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ مرحوم زاہد افضال صاحب جو لمبے عرصے تک جلسہ سالانہ جرمنی میں ناظم Maintenance کی خدمات کی سعادت پاتے رہے ہیں، نے فوری طور پر رکاوٹ والی جگہ کا تعین اور اس کی وجہ معلوم کر کے اپنے

مکرم زاہد افضال احمد صاحب مؤرخہ 20 فروری 1961ء کو مکرم محمد علی صاحب کے ہاں پیدا ہوئے جو کپورتھلہ (ہندوستان) کے رہنے والے تھے اور قیام پاکستان کے بعد چک 89 شمالی ضلع سرگودھا میں آباد ہو گئے تھے۔ مرحوم کی والدہ حضرت منشی عبد الوہاب سنوری صاحبؓ کی نواسی اور پیدائشی احمدی تھیں جبکہ والد محترم شادی کے بعد احمدی ہوئے اور سب بچے پیدائشی احمدی ہیں۔ مرحوم کے نانا جان مکرم سلطان احمد صاحب دو اوّلین انسپکٹرانِ بیت المال میں سے تھے۔

مرحوم زاہد صاحب نے 1978ء میں میٹرک سرگودھا سے کیا، 1987ء میں جرمنی چلے آئے۔ یہاں آٹو مکینک کا کام سیکھا، پھر گاڑیوں کی خرید و فروخت اور مرمت کا کام کرتے رہے۔ آپ کی شادی 1995ء میں ڈاکٹر لال دین صاحب آف قادیان کی نواسی سے ہوئی جن سے اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے عطا کئے۔ مرحوم کی والدہ نے اپنے بچوں پر ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے پایاں افضال کی وجہ سے بیٹوں کے نام میں ''افضال'' کا اضافہ کیا۔ آپ 11 اپریل 2025ء کو بعمر 64 سال کچھ عرصہ علیل رہنے کے بعد دل پر حملہ کی وجہ سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم کی نماز جنازہ مؤرخہ 13 اپریل 2025ء کو بیت السبوح میں ادا کی گئی جبکہ تدفین 17 اپریل کو گریس ہائیم فرانکفرٹ کے قبرستان میں ہوئی، جہاں ان کے والدین اور بعض دیگر عزیز بھی مدفون ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے مکرم زاہد افضال صاحب انعام موصول کرتے ہوئے

ہاتھوں سے اس تکلیف دہ رکاوٹ کو دور کیا۔اس کے لئے آپ کو گندے پانی کے گٹر میں بھی اُترنا پڑا لیکن آپ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ایسا کر گزرے۔ خاکسار یہ سارا منظر دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو کیسے کیسے خدام عطا کر رکھے ہیں جو محض اللہ کی رضا کی خاطر ہر کام کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح ایک بار جماعت جرمنی کی ایک گاڑی کسی فنی خرابی کے باعث فرانس کے شہر Calais سے گذرنے والی موٹروے کی پارکنگ میں کھڑی تھی۔فرانس پولیس نے فون کیا کہ اس گاڑی کو اگلے چوبیس گھنٹوں میں ہٹا لیا جائے ورنہ اس کو قبضہ میں لیا جائے گا اور پھر سارے اخراجات جماعت کو برداشت کرنے پڑیں گے۔ خاکسار نے زاہد افضال صاحب سے رابطہ کیا تو آپ نے اپنے عزیز کی مدد سے اس خراب گاڑی کو غیر معمولی صورت حال میں 22 گھنٹوں کی مسلسل مشقّت کے بعد ناصر باغ پہنچا دیا۔

خاکسار کا طویل مشاہدہ ہے کہ آپ جلسہ سالانہ کے دنوں میں وہ دیوانے کارکن ہوتے تھے جو جلسہ گاہ میں وقارِعمل کے پہلے روز ہی اپنا ٹینٹ لگا کر وہیں منتقل ہو جاتے اور تیاری سے وائنڈ اپ تک وہیں رہائش رکھتے۔جلسہ سالانہ کے لیے پانی کی سپلائی، ٹائیلٹس اور غسلخانوں کی تنصیب اور ان کی صفائی انہی کے ذمہ ہوتی جسے پوری ذمہ داری کے ساتھ نہایت احسن رنگ میں سرانجام دیتے۔ یوں تو آپ سالہاسال سے بحیثیت ناظم یہ خدمت بجالا رہے تھے لیکن گزشتہ سال بیماری کی وجہ سے ان کی ڈیوٹی تو نہ لگائی گئی مگر اس کے باوجود آپ نے ویل چیئر پر ہونے کی حالت میں ٹائیلٹس کی صفائی کے کام میں حصہ لیا۔

محترم زاہد صاحب مرحوم کے دل میں ہر کسی کے لئے خدمت کا جذبہ موجزن تھا، اس میں اپنے پرائے کی کوئی تمیز نہ تھی، ایک مرتبہ آپ رات کے وقت اپنے بھائی کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ موٹروے کے خطرناک موڑ پر ایک گاڑی کسی خرابی کی وجہ سے رکی دیکھ کر رک گئے۔ اس گاڑی میں کوئی خاتون پریشان بیٹھی تھیں کہ باہر شدید طوفانی بارش ہو رہی تھی۔ آپ نے اپنے بھائی کی مدد سے اس خاتون کی گاڑی کھینچ کر اگلے پٹرول پمپ تک نہ صرف پہنچائی بلکہ اس کی ضروری مرمت کر کے اسے گھر تک پہنچنے کے قابل کر دیا۔اس پر مذکورہ خاتون یہ واقعہ محکمہ ٹریفک کے نوٹس میں لائیں تو انہیں حکومت کی طرف سے سند خوشنودی سے نوازا گیا۔

مرحوم مختلف ممالک سے آنے والے مصیبت زدہ افراد کی ہر طرح سے مدد اور رہنمائی کے لئے بھی کمربستہ رہتے، چنانچہ آپ نے ایسے سینکڑوں افراد کے مقدمات کو درست سمت پر چلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ ان کے ساتھ وکلاء، عدالتوں اور مختلف سرکاری دفاتر میں جاتے اور ان کی راہنمائی کرتے۔ آپ بچوں کے ساتھ بہت محبت و شفقت کرنے والے اور ان کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھنے والے تھے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے تینوں بیٹے اچھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ زاہد افضال صاحب وہ دیوانے تھے جو اس دنیا سے تو چلے گئے مگر اپنی بے لوث خدمات سے دلوں میں ایسا چراغ روشن کر گئے جو کبھی بجھنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھائی اور بھتیجے نیز افضال صاحب کو بھی صحت اور سلامتی والی زندگی دے جو اپنے چچا کے نقش قدم پر بالکل اسی طرح جماعتی خدمات بجالا رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ دیگر پسماندگان کو بھی صبر دے اور تینوں بیٹوں کو اپنے بے مثال باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے، آمین۔

جماعت Alzey کی مساعی

جماعت Alzey کو مؤرخہ 22 مارچ کو البانین احباب کے ساتھ ایک تبلیغی نشست منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں مختلف جماعتوں سے البانین احباب نے شرکت کی۔محترم شاہد احمد بٹ صاحب مربی سلسلہ نے مہمانان کرام کو جماعت کا تعارف کروایا اور سوالات کے جوابات دیئے۔ افطار اور نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔اس کے بعد نماز عشاء و نماز تراویح ادا کی گئی جس میں مہمان بھی شامل ہوئے۔مہمانانِ کرام کو البانین و جرمن لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔ اس پروگرام میں 43 البانین احباب شامل ہوئے۔

22 مارچ کو ایک تبلیغی بک سٹال لگانے کی بھی توفیق ملی۔مختلف Plycards پر جماعت کا مختصر تعارف اور امن کی اسلامی تعلیمات درج تھیں جنہیں پڑھ کر بہت سے جرمن احباب سٹال پر آئے اور مزید معلومات حاصل کیں۔اس موقع پر کتب اور لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔مکرم مصور احمد شمس صاحب مربی سلسلہ سوالات کے جوابات دیتے رہے۔اس پروگرام میں 15 خدام و انصار نے حصہ لیا۔

اسی طرح مورخہ 16 مارچ بروز اتوار جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کرنے کی توفیق ملی۔مقررین نے حضور علیہ السلام کی سیرت کو اجاگر کرتے ہوئے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ (رپورٹ: طارق سہیل صدر جماعت Alzey)

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم مرزا خلیل احمد صاحب

مکرم مرزا خلیل احمد صاحب ابن حضرت مرزا عبدالحق صاحبؓ (سرگودھا) حلقہ روڈل ہائیم فرانکفرٹ مورخہ 2 مارچ 2025ء کو بعمر 77 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم پیدائشی احمدی تھے اور 1973ء سے فرانکفرٹ میں مقیم تھے۔آپ کو فوٹو گرافی کا بھی شوق تھا۔ بہت مخلص اور نرم دل انسان تھے۔ آپ کو صحت کے حوالہ سے کچھ تکالیف تھیں جن کا نہایت صبر وہمت سے مقابلہ کیا۔ مالی قربانیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔آپ کو دیگر بہن بھائیوں کے ساتھ وراثت میں ایک نہایت قیمتی گھر کا جو حصہ ملا اسے تمام بہن بھائیوں نے باہمی رضامندی سے جماعت کو دینے کا فیصلہ کیا۔اس کے متعلق جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے بھی فوری طور پر رضامندی کا اظہار کیا اور تکلیف اٹھاکر تمام ضروری کاغذی کارروائی کو مکمل کیا۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا عطا فرمائے، آمین۔آپ نے شادی نہ کی تھی۔ آپ کی نماز جنازہ 4 مارچ کو بعد نماز عصر بیت السبوح میں ادا کی گئی۔ بعدازاں ربوہ لے جایا گیا جہاں تدفین عمل میں آئی۔ (احسان اللہ خان۔فرانکفرٹ)

مکرم محمد جمیل صاحب

خاکسار کے والد مکرم محمد جمیل صاحب ابن مکرم چوہدری غلام حسین صاحب مرحوم 3 مارچ 2025ء کو بعمر 78 سال وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت چودھری غلام حیدر صاحبؓ اور حضرت چودھری مولا بخش صاحبؓ (تلونڈی جھنگلاں) کے ذریعہ ہوا۔ آپ کا خاندان 1923ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ کی تحریک پر ہجرت کر کے سندھ میں آباد ہوا۔ آپ نہایت نیک، ملنسار، عزیز واقارب کا خیال رکھنے والے تھے۔غریب اور مستحق افراد کی مدد کرتے تھے۔خلفاء سے بے انتہاء محبت رکھتے تھے۔آپ نے جماعت اوزنگن میں صدر جماعت اور زعیم انصاراللہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں اڑھائی سال جنگی قیدی بھی رہے۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔ آپ کی نماز جنازہ 5 مارچ 2025ء کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے پڑھائی۔ 6 مارچ کو Dietzenbach کے قبرستان میں مکرم کامران احمد صاحب مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد تدفین عمل میں آئی۔ (مظہر جمیل)

محترمہ قانتہ ثمینہ صاحبہ

محترمہ قانتہ ثمینہ صاحبہ بنت مکرم عبدالقدیر صاحب مغل پورہ لاہور مورخہ 21 مارچ 2025ء بعمر 68 سال فرانکفرٹ میں وفات پاگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ 1977ء سے جرمنی میں رہائش پذیر تھیں۔ آپ نہایت نیک ، تہجد گزار اور پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ خدمت خلق آپ کا نمایاں وصف تھا۔لجنہ کے شعبہ اشاعت میں رسالہ مصباح کی ممبرشپ بڑھانے کی ذمہ داری بڑی محنت سے نبھائی۔آپ مکرم رحمت اللہ شاکر صاحب مرحوم سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل کی نواسی تھیں۔

آپ کی نماز جنازہ 23 مارچ کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی نے پڑھائی اور تدفین 27 مارچ کو Südfriedhof میں ہوئی۔ (عرفان احمد خان۔فرانکفرٹ)

محترمہ صائمہ سلام صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ صائمہ سلام صاحبہ بنت مکرم رفیق احمد خالد صاحب 2 اپریل 2025ء کو بعمر 44 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت شفیق، ملنسار، خوش مزاج اور مہمان نواز خاتون تھیں۔خلافت سے بہت محبّت اور احترام کا تعلق تھا۔ آپ کو ریجنل صدر بادن اور صدر لجنہ فورس ہائیم کی حیثیت سے بھی خدمت کا موقع ملا۔

آپ نے پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔آپ کی نماز جنازہ 6 اپریل کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے پڑھائی۔ بعدازاں 8 اپریل کو Südfriedhof فرانکفرٹ میں تدفین عمل میں آئی۔

(عبدالسلام۔Pforzheim)

محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ ممتاز رسول صاحب (مرحوم) 2 اپریل 2025ء کو بعمر 91 سال بقضائے الٰہی وفات پاگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، نہایت ہمدرد اور شفیق خاتون تھیں۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ خدا کے فضل سے ابتدائی موصیان میں سے تھیں۔ خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق رکھنے والی تھیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام کا ایک بڑا حصہ زبانی یاد تھا۔ کثیر العیال ہونے کے باوجود ہمیشہ خوددار رہیں اور کفایت شعاری سے کام لیتی رہیں۔

آپ نے پسماندگان میں 6 بیٹے اور 5 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 4 اپریل کو بیت الرشید ہیمبرگ میں مکرم شکیل احمد عمر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ بعد ازاں تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا جہاں 8 اپریل کو احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں مکرم ملک خالد مسعود صاحب ناظر اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسی روز بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین عمل میں آئی۔

(حافظ انوار رسول۔مربی سلسلہ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی

جامعہ احمدیہ جرمنی میں نئی کلاس کا آغاز ان شاءاللہ ماہ ستمبر 2025ء سے ہورہا ہے۔ تمام امیدوار جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند ہوں ان سے درخواست ہے کہ جامعہ احمدیہ جرمنی واقع Riedstadt کے دفتر سے داخلہ فارم حاصل کرکے اپنی درخواست صدر جماعت ولوکل امیر کی تصدیق کے ساتھ 30 مئی 2025ء تک جامعہ کے پتہ پر بھجوادیں۔تحریری ٹیسٹ جامعہ احمدیہ میں ہوگا جو زیادہ تر نصاب وقفِ نَو اور عام دینی معلومات میں سے ہوگا تاہم اس کے علاوہ بھی سوالات پوچھے جاسکتے ہیں تحریری ٹیسٹ کے علاوہ زبانی انٹرویو ہوگا۔ انٹرویو کے بعد کامیاب قرار پانے والے طلباء ہی داخلہ کے اہل سمجھے جائیں گے۔ داخلہ کے لئے اُمیدوار کا درج ذیل شرائط کا پورا کرنا لازمی ہوگا۔

1۔ امیدوار Abitur پاس کر چکا ہو۔ تاہم استثنائی صورت میں میٹرک (Realschulabschluss) پاس امیدوار کی درخواست بھی زیرِغور لائی جاسکتی ہے۔

2۔ استثنائی اُمیدوار (Realschulabschluss) کی عمر 18 سال اور Abitur پاس امیدوار کی عمر 20 سال سے زائد نہیں ہونی چاہیے۔

3۔امیدوار کو قرآن کریم صحتِ تلفّظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہواور اگر کچھ حصہ کا ترجمہ بھی آتا ہو تو اُسے اضافی اہلیت کا حق دار سمجھا جائے گا۔

4۔اُمیدوار نے وقف نو کا مکمل نصاب پڑھا ہونیز اسلام اور احمدیت کے متعلق بنیادی معلومات رکھتا ہو، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف اور مطالعہ رکھتا ہو۔

5۔جرمنی سے باہر کے ممالک کے طلباء کی تعلیمی قابلیت کا فیصلہ ملک کی تعلیمی صورت حال کے لحاظ سے انٹرویو بورڈ کرے گا۔

6۔بیرون از جرمنی سے صرف وہی طلبہ درخواست دیں جنہیں جرمنی میں رہنے کے لئے قانونی طور پر اجازت ہو اور جامعہ احمدیہ میں داخلے اور ہوسٹل میں رہائش کے سلسلے میں ملکی قانون کے مطابق کوئی روک نہ ہو۔

7۔ کسی دوسرے ملک سے جرمنی آکر آباد ہونے والے طلباء جو عرصہ پانچ سال یا اس سے کم عرصہ سے جرمنی میں مقیم ہیں ایسے طلباء کے لئے استثنائی طور پر بعض رعایتیں ہوسکتی ہیں لیکن اِس کا فیصلہ انٹرویو بورڈ کرے گا۔

8۔اُمیدوار کا جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہونا ضروری ہے۔ درخواست کے ہمراہ اپنے تعلیمی سرٹیفکیٹ کی نقول اور اپنے ڈاکٹر سے فٹنس سرٹیفکیٹ بنوا کر ارسال کریں۔

9۔داخلہ کی سفارش ٹیسٹ اور انٹرویو کو ملاکر رزلٹ کی بنیاد پر کی جائے گی۔

10۔اُمیدواران سے درخواست ہے کہ ابھی سے اپنا وقت قرآن کریم کا تلفظ، ترجمہ سیکھنے اور کُتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ میں گزاریں۔ وقفِ نو کے نصاب کو دہراتے رہیں۔نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور دُعائیں کرتے رہیں۔

11۔داخلہ فارم کے ہمراہ دو عدد فوٹو، تعلیمی اسناد کی نقول، ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ اور ویزہ کی کاپی ارسال کریں۔

یہ فارم جامعہ کی ویب سائٹ jamia.de سے بھی ڈاؤن لوڈ کئے جاسکتے ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)

Am alten Grenzstein 4-6
64560 Riedstadt-Goddelau
Tel: +49 (0) 6158 87837-0
Fax: +49 (0) 6158 87837-37

Monthly

Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 26 | ISSUE 04 | APRIL 2025

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de